لاالہ الااللہ

الحمدللہ کہ وہ تمام ذخیرۂ حمدآلہی جو گذشتہ سات سال کی سالانہ محفلون مین کہا گیا اور پڑہا گیا -
من تصنیف عالیجناب خان بہادر اعتبار الملک مولوی سیّد محمد افتخار حسین صاحب مضطر
خیرآبادی اقتدار جنگ استاد خاص ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ٹونک جج و مجسٹریٹ درجۂ اوّل ضلع
نرور علاقہ گوالیار گورنمنٹ بکوشش ترتیب منشی سید محمد اعتبار حسین صاحب برتر خلف الصدق
حضرت مضطر یکجا و فراہم ہو کر نام اس مجموعہ کا

مبارک اے زبان دنیا مین جو کچھ بھی کہا تو نے
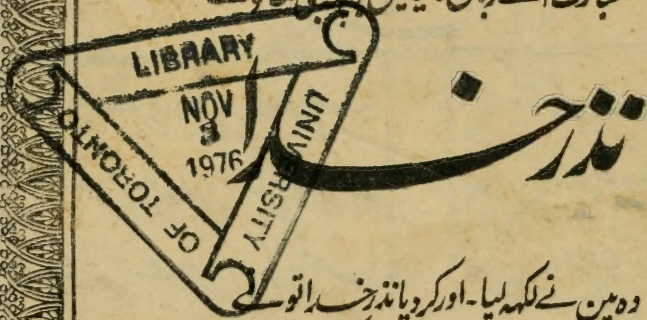
نذرِ خدا

وہ مین نے لکھ لیا - اور کر دیا نذرِ خدا تو نے

رکہا گیا اور یہ مجموعہ تحتِ نگرانی و اہتمام جناب نواب سید احمد حسین صاحب احقر دہلوی جنرل ٹہیکیدار
گوالیار گورنمنٹ بحفاظت حق تصنیف بہ انصرام محمد قادر علیخان صوفی میونسپل کمشنر و ممبر لوکل ایجنسی
اہل اسلام فتحپور سیکری آگرہ

مطبع خاص احمد خان صوفی مرحوم مین بطبع مزین مطبوع ہوا

ردیف (ا)

زندگی پاتے ہی اندازِ وفا کو دیکھا
آنکھہ کھلتے ہی خدائی مین خدا کو دیکھا

گلشنِ دہر مین پہولون نے ہوا کو دیکھا
وہ ہمین تھے کہ جو دیکھا تو خدا کو دیکھا

درد پایا تو محبت مین دوا کو دیکھا
زندگی ساتھہ جو لائے تو قضا کو دیکھا

جس نے دنیا مین بتِ ہوشربا کو دیکھا
سچ ہے اوس دیکھنے والے نے خدا کو دیکھا

جسکے دل نے خلشِ تیرِ ادا کو دیکھا
اوس نے دل دیتے ہی دیکھا تو قضا کو دیکھا

بتکدے مین بہی رہا دہیان اوسی کا ہمکو
بت کو دیکھا تو یہ جانا کہ خدا کو دیکھا

اک مرے دل کو ہوئی ہے خلشِ خار نصیب
ورنہ جو پہول کھلا اوسنے ہوا کو دیکھا

حسن سے جلوۂ وحدت کا پتہ چلتا ہے
ہمنے پردے مین خدائی کے خدا کو دیکھا

بس گئی دل مین محبت تو کھلے رازِ نہان
اوٹھ گئے آنکھ سے پردے تو خدا کو دیکھا

اوس کی حسرت پہ قضا کرتی ہے خود بھی ماتم
جب کبھی حشر مین ہوجائیگا دیدار نصیب
یاد اندوہ سے یونہین مرے ارمان اوٹھے
جب نظر آئیگا مجھکو وہ لب بام کبھی

جسنے بھرپور جوانی مین قضا کو دیکھا
تب مین سمجھونگا کہ آنکھونسے خدا کو دیکھا
جس طرح باغ کے پھولون نے ہوا کو دیکھا
تب مین جانونگا کہ موسیٰ نے خدا کو دیکھا

ہوش مین آکے لیا لذت دیدار کا لطف
بیخودی میٹ کے مضطر نے خدا کو دیکھا

راتدن لیتی ہے ہر ایک زبان نام ترا
مین نکیرین سے باتین نکرونگا لیکن
شام نے یاد کیا آکے دم صبح تجھے
ایدل زار سنبھل ۔ موت قریب آپہونچی
ایک ہونیمین ہوئی بھی تو فقط یاد تری
سب کی آنکھونمین ہی لمعانِ انوار تری
چشم مقصود ہے اور جلوۂ رحمت کی ردا
رحم ہر حال مین کرنا ہی عادت ہے تری

کلمہ پڑہتی ہے دنیا سحر و شام ترا
نام بے دونگا ۔ اگر یاد رہا نام ترا
صبح نے نام لیا جاکے سر شام ترا
شام ہونیکو ہے سورج ہے لب بام ترا
ایک رہنے مین رہا بھی تو فقط نام ترا
سب کے کانونمین ہے آوازۂ پیغام ترا
دست امید ہے اور دامن اکرام ترا
کام ہر حال مین آنا ہے یہی کام ترا

مضطر اللہ نے پھر بخش دیا ہے تجھکو
لے لیا تھا تری قسمت نے جو آرام ترا

قافلہ عمر کا بے قافلہ سالار رہا
صرف اک تو ہے جو غربت مین طرفدار رہا

کفر سے بھی ترے رشتے نہین توڑے یارب
برہمن دیر مین وابستۂ زنار رہا

مرغ جان نے تری حسرت مین گذاری ہی
طائر دل ترے پھندے مین گرفتار رہا

شمع محفل مین ترا نور چمکتے دیکھا
گل گلشن سے ترا رنگ نمودار رہا

بحر غم ہی مین رہی کشتیِ امید مری
کبھی اس پار رہا مین کبھی اُس پار رہا

مصر وکنعان مین ترا نام ہی باقی یارب
نہ تو یوسفؑ ہی رہے اور نہ خریدار رہا

اب کہان عیش جوانی کے مزے پیری مین
دن کا کب رات کو مجمع سر بازار رہا

چین سے سو گئے سنسار کے سونیوالے
تو حفاظت کیلئے رات کو بیدار رہا

باغ دنیا مین کسے چین ہوا ہے حاصل
پھول ہی باغ مین وقفِ خلشِ خار رہا

تیری اُمید پہ جیتے ہین مصیبت والے
تو خدا ان کی خدائی کا مددگار رہا

زندگی پر تمھین کیون ناز ہے اتنا مضطرؔ
زندگی اوسکی ہے مرنے پہ جو تیار رہا

تو ہے ثمرۂ زندگی دینے والا
تو ہی لینے والا - تو ہی دینے والا

تو ہی ہر مصیبت مین راحت رسان ہے
تو ہی سب غمونمین خوشی دینے والا

سوا تیرے یارب امیدون کے ثمرے
کسی کو نہین ہے کوئی دینے والا

حقیقت مین یارب دلاتا ہے تو ہی
بھلا دیگا کیا - آدمی دینے والا

تری مہر سے جینے والا جیا ہے
تجھی پر مٹا اپنا جی دینے والا

مرے نخلِ مقصد کو پھل دے الٰہی
ہے شاخون کو تو ہی کلی دینے والا

تو اپنے خدا سے مدد مانگ مضطر
وہی ہے دم بیکسی دینے والا

صاحب بخشش و الطاف و عنایات خدا
شب کا چاہے تو گھڑی بھر مین وہ تڑکا کر دے
بخت بد سے تو بچاتا ہے وہ عزت میری
ایسی آنکھین مجھے اے عشق عنایت کر دے
دے کے لیتا نہین۔ دیتا ہے تو دیدیتا ہے
سر بسر پنجۂ اندوہ سے دیتا ہے نجات

ساری مخلوق کا ہے کعبۂ حاجات خدا
دن کو چاہے تو گھڑی بھر مین کرے رات خدا
وقت بگڑ جائے تو بناتا ہے مری بات خدا
جن سے مجکو نظر آتا ہے دنرات خدا
خالی کرتا نہین بندونکی بھرے ہاتھ خدا
ہے طبیب قلق و صدمہ و آفات خدا

مضطر اتنا غم محشر سے پریشان کیون ہے
آپڑی بات تو رکھے گا تری بات خدا

کئے تو نے مٹی سے گلزار پیدا
کئے تو نے پانی سے گرداب ظاہر
کئے تو نے صدمے ویس تسلی
کیا تو نے عیسیٰ کو مریم سے ظاہر

کئے تو نے پتھر سے اشجار پیدا
کئے تو نے شاخون سے اثمار پیدا
کئے تو نے راحت کے آثار پیدا
کیا تو نے اک امر دشوار پیدا

کیا تو نے مضطر کو ممتاز عالم
کیا تو نے قسمت کو بیدار پیدا
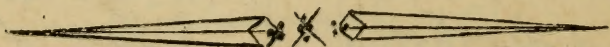
یہ غزل چھٹی شب کی محفل سالانہ مین مخصوص طور پر ابتداءً پڑہی گئی تھی۔

دیدۂ دل سے ترا جلوۂ باطن دیکھا
پانچ راتین جو گذارین تو چھٹا دن دیکھا

تیرے ارمان مین رُوئے بُتِ کمسن دیکھا
چشم ظاہر سے ترا جلوۂ باطن دیکھا

اس قدر محو ہین آنکھین کہ یہ معلوم نہین
رات دیکھی ہے ترے دہیان مین یا دن دیکھا

اہل حاجت نے پکارا دمِ حاجت تجھکو
عالم یاس مین تجھکو ہی معاون دیکھا

رات تو یادِ خدا کرکے بسر کی ہین نے
صبح ہوتے ہی چھٹی شب کے لئے دن دیکھا

فرق دونون کا فقط سبحہ و زنّار مین ہے
ورنہ رشتے سے تو ہندو کو بھی مومن دیکھا

کچھہ دنون سیر جہان اور کرو اے مضطر
ابھی آئے ہوئے گے دن ہوئے گے دن دیکھا

شکر خالق جس نے دل دنیا سے ٹھنڈا کر دیا
جان لیکر پھر مجھے جیسے کا تیسا کر دیا

رہنمائی کی دم آخر خدا کی یاد نے
دم نکلنے کا ہجوم غم مین رستا کر دیا

بیکسی نے زندگی کو دیدیا اپنا خطاب
موت نے مجبوریون کا نام دنیا کر دیا

ہم نے اک دیوار کھینچی تھی تصور کی مگر
حسرتِ دیدار نے اوسمین بھی رخنا کر دیا

ایک دن پایا تھا ہم نے صرف تیرے وصل کا
گردش افلاک نے اوسکو بھی چھوٹا کر دیا۔

اے طبیبو تم تو جاؤ اوس سے لیلو نگا دوا
جس نے میرے دل کے اندر درد پیدا کر دیا

کچھہ دنون رہتی تو دنیا اور بھی کرتی غضب
دو ہی دن مین اس نے میرا حال ایسا کر دیا

اپنا ذرہ جان کر میرے بھی چمکا دو نصیب
قطرۂ ناچیز کو تو نے ہی دریا کر دیا

مضطر اس بحرِ جہان نے رنگ عبرت گھولکر
رنج کے ہاتھون ہمارا حال پتلا کر دیا

حسینون کو تونے ہی پھندون مین ڈالا
بھلونکو بُرے بہائی بندون مین ڈالا

غریبون کو فکرِ معیشت مین پھانسا
امیرون کو دنیا کے دہندون مین ڈالا

آلہی تو ہی اپنی حکمت کو سمجھے
کہ دردِ وفا دردمندون مین ڈالا

بچایا اوسے جسکو آفت مین پھانسا
چھڑایا اوسے جسکو پھندون مین ڈالا

سپاسِ کرم تیرا کس سے ادا ہو
کہ ایمان تونے ہی بندون مین ڈالا

اودہر روئے روشن کو طلعت عطا کی
اودہر زلفِ مشکین کو پھندون مین ڈالا

بچائی تہی یہ جان جھگڑون سے مضطر
عبث اسکو دنیا کے دہندون مین ڈالا

شانِ پاکِ حضور نے بخشا
مجھکو ربِّ غفور نے بخشا

تیری رحمت کا الحمد للہ
مجھکو میرے قصور نے بخشا

آنکھین موسیٰ کی یاد کرتی ہین
جو مزا شمعِ طور نے بخشا

گل کو حسنِ بہار کا زیور
ترے رنگِ ظہور نے بخشا

باغِ جنت بہی دیکھلون گا اگر
ربِ روزِ نشور نے بخشا

لطفِ عشقِ خدا مجھے مضطر
اس دلِ ناصبور نے بخشا

زبان چلتی ہی۔ لیکن شکر تیرا ہو نہین سکتا
مین جیسا چاہتا ہون مجھ سے ویسا ہو نہین سکتا

چھپائے دامن رحمت مین تو میرے گنہ یارب
اگر ایسا نہ چاہے تو۔ تو ایسا ہو نہین سکتا

توہی اپنے گنہکارون کے یارب عیب ڈہانکیگا
وہ پردہ کیا کرین گی جن سے پردا ہو نہین سکتا

تمنّائین توہی برلا ہجوم نا امیدی مین
و فوریاس کہتا ہے کہ رستا ہو نہین سکتا

کوئی امید تجھ بن مجھ سے پوری ہو نہین سکتی
کوئی ارمان تجھ بن مجھ سے پورا ہو نہین سکتا

الٰہی کر مدد ایسی کہ مین طیبہ پہو نچ جاؤن
قضا ہر وقت کہتی ہے کہ ایسا ہو نہین سکتا

جنم اچھی جگہہ تم نے لیا تقدیر سے مضطر
وہان آئے جہان کوئی بہی اپنا ہو نہین سکتا

مری کارسازی کر اے کبریا
مین بندہ ہون تیرا تو میرا خدا

تری بخششونکی کوئی حد نہین
کریما بہ بخشائے برحال ما

تجہی سے رہائی کی امید ہے
کہ ہستم اسیر کمند ہوا

نداریم غیر از تو فریاد رس
نہین کوئی معبود تیرے سوا

توئی عاصیانرا خطا بخش و بس
نہین کچھ ترے لطف کی انتہا

مراد دل دادخواہان برآر
ترا نام نامی ہے عقدہ کشا

رعایت دریغ از رعیت مدار
کہ تو شاہ ہے اور مضطر گدا

خدائے پاک کا مین حکم ٹالون یہ نہین ہوگا
ارادہ کرکے کچھ منہ سے نکالون یہ نہین ہوگا

خلاف منزل مقصود رستا چل نہین سکتا
قدم اس راستے سے مین اوٹھا لون - یہ نہین ہوگا

کہین پلٹے ہین عاشق امتحان گاہ محبت سے
ذرا سی بات پر مین دم چُرا لون - یہ نہین ہوگا

قضا اک روز آنی ہے سو ہر حالت مین آئیگی
مین اپنی جان دو دن کو بچا لون - یہ نہین ہوگا

بتونکو جان دیکر - کیون جہنم مین پڑون مضطر
مین اپنی جان یون آفت مین ڈالون یہ نہین ہوگا

گل نے تجھے ہوا کہا - دل نے تجھے دوا کہا
رنگ خودی کے مٹتے ہی سب نے تجھے خدا کہا

ذکر جو تیرا آگیا صحن چمن مین ایک دم
شاخ نے تجھکو گل کہا - پھل نے تجھے مزا کہا

بتکدۂ وصال مین صورتِ خاص دیکھ لی
ہم تو ٹھٹک کے چپ رہے - بت نے تجھے خدا کہا

مالک و رازقِ جہان خالق جملہ انس و جان
یون جو کہا تو کیا کہا - یون جو کہا تو کیا کہا

رام بھی تیرا نام ہے شیام بھی تیرا نام ہے
یون بھی تجھے خدا کہا - یون بھی تجھے خدا کہا

میری صدائے درد پر ہنستے ہین لوگ ہر طرح
مین نے تجھے بھلا کہا - سب نے مجھے بُرا کہا

مضطر زار کی زبان وقتِ اخیر بند تھی
مُنھ سے تو کچھ نہ کہہ سکا - دل سے تجھی خدا کہا

داغ حسرت تو ہی مٹاتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا
نا امیدی مین کام آتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

توڑ کر دلکو جوڑتا ہے تو - کب مصیبت مین چھوڑتا ہے تو
کام بگڑے ہوئے بناتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

رنج دنیا بھی خاص حکمت سے ہے یہ بھی اک امتحانی صورت ہے
اپنے بندونکو آزماتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

ذرے ذرے پہ ہے کرم تیرا - مرتبہ تو نے خاک کو بخشا
تو ہی مٹی سے گل اوگاتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

گردشون سے نجات دیتا ہے - بار نخل حیات دیتا ہے
غم کی راتونکو دن بناتا ہی - تو ہی پروردگار ہی میرا

شیوہ ترا فضل ہے خطا پوشی - تو ہی کہوتا ہی سبکی ہر شی
عیب عصیان تو ہی چھپاتا ہی - تو ہی پروردگار ہی میرا

سبکی گھر ہین تجلیان تیری - سبکو پہونچین تسلیان تیری
رنج و غم سے تو ہی بچاتا ہی - تو ہی پروردگار ہی میرا

دہیان رکہتا ہی ہر بشر تیرا - خانہ دل ہی خاص گھر تیرا
ہر مصیبت مین یاد آتا ہی - تو ہی پروردگار ہی میرا

تو ہی لاریب ہے جہان پرور رحم کر حال زار مضطر پر
بیقراری تو ہی مٹاتا ہے - تو ہی پروردگار ہے میرا

محافظ ہے تو عزت و آبرو کا
ترے ہاتھ پردا رہا آرزو کا

تری بات کرتی ہین ساری زبانین
ذرا ہمین موقع نہین گفتگو کا

ترے رنگ قدرت نے نقشے جمائے
چمن مین چلن ہو گیا رنگ و بو کا

تری تیغ الفت سے رکہتا ہے رشتہ
یہ ڈورا لگا ہے جو تار گلو کا

وہان ہین محبت کی مستانہ باتین
جہان دور دورہ ہے جام و سبو کا

ہم اپنی کہین گے ہمین بہی تو دیدے
جو موسی کو موقع دیا گفتگو کا

پتہ تیرا پایا نہ اے چھپنے والے
مین برسون چلا راستہ جستجو کا

مدینے کی حسرت ہی اور تنگ ستی
خدا ہے محافظ مری آرزو کا

کسی نے یہ مضطر بہت سچ کہا ہے
کہ راہ وفا مین جو سویا وہ چوکا

ہے مالک وہی موت کا زندگی کا
بہروسہ ہے سب حال مین اوسیکا

کٹی عمر سب باہمی رنجشون مین — یہان رہ کے یہ پھل ملا دوستی کا
دیا دل تو چاہت کے صدمے اٹھا کے — محبت مین لوٹا مزا بیکسی کا
یہ کہکر گئے سب عدم جانیوالے — یہان کوئی ساتھی نہین ہے کسیکا
شب و روز سانسین یہی کہہ رہی ہین — نتیجہ قضا ہے یہان زندگی کا
در عیش مین غم کے تالے لگے ہین — یہان سب کو رونا پڑا ہے ہنسی کا

کٹی زندگی سب کی ماتم مین مضطر
کبھی ہم نے موقعہ نہ پایا خوشی کا

مصیبت مین سب نے کنارا کیا — فقط ساتھ تو نے گوارا کیا
میسر ہوا جب سرور وصال — جدائی نے فوراً اشارا کیا
ادا شکر کیون کر ترا ہو سکے — بڑا پاس تو نے ہمارا کیا
ادا حشر مین اوس کا کیا شکر ہو — ہمین جس نے پیدا دوبارا کیا

نہ مانگی کسی سے بھی مضطر مدد
ہمیشہ خدا کا سہارا کیا

دوسرا ہو نہین سکتا ہے کسی طور خدا — ہے وہی ایک سوا اوسکے نہین اور خدا
نہ کوئی اور ہے کچھہ اور نہ کچھہ اور کوئی — نہ خدا اور کوئی ہے نہ کوئی اور خدا
چشم باطن جو صفا ہو تو یہ پردہ اٹھہ جائے — دل کے اندر نظر آنے لگے فی الفور خدا
ہے وہی ذات خبیر دو عالم لاریب — نہین بندو نے کسی حال مین بے غور خدا

اپنی ہی شامت اعمال ہے مضطر ورنہ
رنج و آفت مین پھنستا نہین بطور خدا

میری زبان کرے صفت ذوالجلال کیا
آثار فیض خاص ہین عالم کے سب چمن
مشتاق بن کے دیکھتے کین وہ تجلیان
کھوئی ہوئی اوسکی ہین ناکامیان تمام
اوس نے گھٹا کے چاند کے رتبے کو چرخ پر
وہ دیکھتا ہے اور کیون درد دل کہون

بندے سے وصف پاک ہو اوسکا مجال کیا
نیرنگ صنع پاک ہین گل کیا نہال کیا
آنکھون کی تاب کیا ہے نظر کی مجال کیا
ٹوٹے ہوئے اوسیکے ہین غم کیا ملال کیا
تعلیم دی ہے یہ کہ غرور جمال کیا
وہ سن رہا ہے غیر سے پھر عرض حال کیا

مضطر خدا کی یاد مین کاٹو یہ زندگی
دنیا خیال خام ہے اوس کا خیال کیا

تری ذات ہی ہے صفت تری - ترا وصف کوئی کریگا کیا
جو قلم ملا تو لکھیگا کیا - جو زبان ملی تو کہے گا کیا
جسے تو بنا کے بگاڑ دے - کہین جا کے پھر وہ بنے گا کیون
جسے تو بسا کے اوجاڑ دے - کہین جا کے پھر وہ بسیگا کیا
نہ کسی کو تیرے سوا کبھی - کوئی دیسکا ہے نہ دیسکے
جسے تو ہی دے وہی نے تو لے کسی اور سے کوئی لیگا کیا
ترے عشق مین جو نہ مرسکے وہ جو یون مرے بھی تو کیا کرے

تری راہ مین جو نہ مٹ سکا - کسی اور پردہ مٹے گا کیا

یہ مجال کس کی ترے سوا - کہ بھرے فقیرون کی جھولیان

جو کبھی غریب رہا نہ ہو - وہ کسی غریب کو دے گا کیا

تری ذات پاک ہے ایخدا نہین پاک ہے کوئی عیب سے

مین کیسکو نام دہرون گا کیا - کوئی مجھکو نام دہریگا کیا

تہین خیر مضطر بینوا جو خدا بچائے تو بچ سکے

ہین قضا کے ہاتھ چلے ہوئے کوئی جان لیکی بچیگا کیا

ادا ہو خدا کا سپاس کرم کیا
قضا ہونے کی نہین چیز ہرگز
ہمین عیش دنیا نہ دے اپنا لالچ
وہان کیا ملے گا یہان کیا ملا ہے

خدا ہے خدائی کے سر پر تو غم کیا
تو اے زندگی مجھکو دیتی ہے دم کیا
قضا سامنے ہے کرین تجھکو ہم کیا
کرین جا کے ہم سوئے ملک عدم کیا

فلک کے ستانیکا دہڑکا نہین ہے
خدا سر پہ بیٹھا ہے مضطر کو غم کیا

خدا نے بڑی جان فشانی مین ڈالا
ستم رنگ پیری جوانی مین ڈالا
سکھایا ہے مٹنے کا سبکو طریقہ
خدا نے لیا دل تو ٹھنڈک بھی دیدی

جنان سے ہمین دار فانی مین ڈالا
مزا موت کا زندگانی مین ڈالا
گذرنے کا جو شہر روانی مین ڈالا
کوئی پھول توڑا تو پانی مین ڈالا

ادسی نے شکر کو دواؤن مین گھولا
قیامت کی آنے کی خبرین سنا کر
اوسی نے دواؤن کو پانی مین ڈالا
بڑے خطرہ کو امتحانی مین ڈالا

وہی درد پنہان مٹائے گا مضطر
مزاجس نے دردِ نہانی مین ڈالا

سدا تو نے گل کو بہارون مین رکھا
کہان جا کے رشتہ ملایا ہے تو نے
ہزارون کو تو نے زمین پر چلایا
دئے تو نے بہتر مین یارب جلائے
یہ لو ہے مین بھی روح کا بھبوکنا ہے
ہدایت نہ ٹکنے کی موجون سے دی ہے
عروس چمن کو سنگارون مین رکھا
کہ ناچیز ڈورے کو ہارون مین رکھا
ہزارون کو تو نے مزارون مین رکھا
چمکنے کا جوہر شرارون مین رکھا
کہ آواز کو تو نے تارون مین رکھا
فنا کا چلن بہتی دہارون مین رکھا

مرے دل کے جوش محبت نے مضطر
ہمیشہ مجھے بیقرارون مین رکھا

صبر جوہر ہے عشق بازی کا
میرے دل سے خدا کی چاہت نے
جان پر غم نے عشق خالق مین
کام دل سب بنائے دیتا ہے
وقتِ آخر سنبھال لے یارب
ضبط شیوہ ہے دلگدازی کا
عہد باندہا ہے دلنوازی کا
لطف پایا ہے دلگدازی کا
آسرا اوسکی کارسازی کا
آج موقع ہے جان نوازی کا

لطف عشق خدا میسر ہے
پھل ملا الفتِ مجازی کا

کیون نکیرین سے دبے مضطر
نام لیوا شہِ حجازی کا

ہے غریبون کا پالنے والا
سب کی حسرت نکالنے والا

وقت پڑتے ہی ٹالدیتا ہے
سب کی آئی کو ٹالنے والا

دل کے کانٹے نکالدیتا ہے
دل کے کانٹے نکالنے والا

دستگیری اگر نہ ہوا وسکی
خود نہ سنبھلے سنبھالنے والا

سب کے دل کی لگی بجھاتا ہے
آبِ رحمت اوچھالنے والا

رنج و آفت سے خود چھڑاتا ہے
رنج و آفت مین ڈالنے والا

حسرتِ دل جہان مین اوسکے سوا
کون نکلا - نکالنے والا

مختلف صورتین بناتا ہے
ایک سانچے مین ڈھالنے والا

بے سہارے سنبھال لیتا ہے
لغزشون پر سنبھالنے والا

کام دل اپنے ہاتھ مین رکھتا ہے
کام مین ہاتھ ڈالنے والا

دلِ مضطر سے غم نکالے گا
آرزوئین نکالنے والا

دل کو ہے ذوق ترا جان کو ارمان ترا
ہے خدا سب کا تو ہی سب پہ ہے احسان ترا

تیری مخلوق لئے بیٹھی ہے ارمان ترا
خانۂ دل مین ہے بجتا ہوا سامان ترا

باغ جنت بھی نمونہ ہے تری قدرت کا
ایک مخلوق سے آباد ہے بستی تیری
کاش مرنے سے مرادون کا نتیجہ ملجائے
وقت آئیگا تو مین تار نفس توڑون گا
سبکو ہے سبکی تمنا مجھے حسرت تیری

عرصۂ حشر بھی چھوٹا سا ہے میدان ترا
ایک مخلوق سے آباد بیابان ترا
دل مرے ساتھ ہے اور دلمین ہے ارمان ترا
بیگمان حکم اوٹھائے گی مری جان ترا
سبکو ارمان ہے سب کا مجھے ارمان ترا

وہ ہی کر دیگا کبھی بخیہ گری اے مضطر
جس نے پھاڑا ہے محبت مین گریبان ترا

توہی داروئے جان دل ریش کرنا
اگر اے دعا آسمان پر گذر ہو
برائی مصیبت پہ چھوڑا ہے ہمنے
یہ جس کی امانت تھی لیلی اوسی نے

ہے قبضے مین تیرے کم و بیش کرنا
تو اول مری حسرتین پیش کرنا
خیال غم حالت خویش کرنا
عبث کیون غم جان دل ریش کرنا

ثبوت وفا ہے یہ داغ محبت
قیامت مین مضطر اسے پیش کرنا

شکر کرتی ہین ادا سب کی زبانین تیرا
اپنی کاوش مین مزا لیتی ہین جانین تیرا
ادھمین دھوکے سے بھی ٹوٹا نہین پڑتا یا رب
آگ لینے کو پہاڑون پہ ابھی جاتا ہون

ہین سب احسان اوٹھائے ہوئے جانین ترا
کلمہ پڑھتی ہین ذرات زبانین ترا
مال رکھتی ہین امانت جو دوکانین ترا
مجھکو جلوہ جو دکھادین تیری شانین ترا

لذتِ عشق کے چپ چاپ مزے لیتے ہین
ایسے بندون کو بھی دیتا ہے جو دنیا مین کبھی

کیا غرض ہے جو یہ بت نام لکھا نین ترا
نام لینا تو کجا - نام نہ جانین ترا

مضطر اب اہل جہان تنگ بہت کرتے ہین
اوس جگہہ چل کہ جہان نام نہ جانین ترا

یہان کیون کرین ہم بہروسا عصا کا
جدائی کی مدت تڑپتے ہی بیتی
نہ آتے ہی دیکھی - نہ جاتے ہی دیکھی
یہ سچ ہے کہ دنیا کے جھوٹے جتن ہین
نہین ہین بہروسے کے قابل یہ سانسین
مدینے پہونچ جائین یہ آرزو ہے

سنا ہے کہ ہے ہاتھ لمبا خدا کا
مرے درد نے منہ نہ دیکھا دوا کا
جوانی بہی تھی ایک جھونکا ہوا کا
اگر ہے تو بس نام سچا خدا کا
نہین اعتبار ایسی چلتی ہوا کا
ارادہ تو اپنا ہے - کرنا خدا کا

مرا ہر طرف ذکر ہوتا ہے مضطر
محبت نے کیا کیا اوڑایا ہے خاکا

ہے تو ہی سبکا گھیرنے والا
باغبانِ جہان فانی ہے
مجھکو کیون فکر ہو معیشت کی
درد و غم کا تو ہی تو ساتھی ہے

منہ کسی سے نہ پھیرنے والا
پھول پتے بکھیرنے والا
جب ادیرے اویرنے والا
تجھکو ٹیڑے گا ٹیرنے والا

تیری جھولی بہرے گا اے مضطر

سچے موتی بکھیرنے والا

توہی ہے توہی اپنے انداز والا
بڑا بھید والا بڑا راز والا

مکانون سے آواز آتی ہے تیری
جب آواز دیتا ہے آواز والا

تصدق تری شان پر سب ادائین
تجھی پر فدا ہے ہر انداز والا

کہین بات کرتا ہے تو بھید والی
کہین کام کرتا ہے تو راز والا

تری شان یارب تجھی پر ہے زیبا
تجھے ناز خود کہہ چکا ناز والا

تری شان کو کب پہونچتا ہے کوئی
تو ہے مالک الملک اعزاز والا

دلی آرزو اپنی مضطر سے کیون
سمجھتا ہے رازِ نہان راز والا

ترا فضل حامی ہے دونون جہان کا
کہ مالک ہے توہی یہان اور وہان کا

یہ دنیا ہے تیری وہ عالم ہے تیرا
پتہ دے رہی ہے زمین آسمان کا

خدا سب کا تو ہے خدائی ہے تیری
تو مالک ہے بیشک زمین و زمان کا

ہے تیری مشیت سے پشت زمین خم
ترے حکم سے سر جھکا آسمان کا

جگا دینے والا ہے غفلت سے توہی
مٹا دینے والا ہے خوابِ گران کا

ترا نام گویا بتائے تکلم
تری گفتگو ہے نتیجہ زبان کا

بھروسا تری آس کا پاس ہین ہے
سہارا تو ہی ہے ہر اک ناتوان کا

ترے آبِ رحمت سے دھویا گیا ہے
دلوں میں جو دفتر تھا رنجِ گران کا

اکرم مضطرِ زار پر وقتِ آخر
کہ یارب یہی وقت ہے امتحان کا

زبردست ہے مبتلا رکھنے والا
خدائی کو اچھی بُری حالتون مین
سٹانے سے اوس کے یہ ثابت ہوا ہے
سوا اوس کے دل مین نہ رکھونگا کچھ بھی
اگر او ٹھنے والا خدا سے پھرا ہے
قیامت کے دھڑکے مین کیون دن گنواون

نہین کوئی اوس کے سوا رکھنے والا
نہین ہے کوئی جز خدا رکھنے والا
نہین وہ کسی کو سدا رکھنے والا
نہین مین غم ماسوا رکھنے والا
تو ڈھونڈے کوئی دوسرا رکھنے والا
جزا دے گا شرمِ جزا رکھنے والا

نہ رکھہ مضطرِ زار دشمن کا کھٹکا
تری آبرو ہے خدا رکھنے والا

دل مین اول تو غم سوز نہانی ڈالا
پھر تو سبزۂ رخسار کا دھانی ڈالا
دروراحت کے لئے بھر نشانی ڈالا
مین جو روتا ہوا پہونچا تو کہا دوزخ نے
قطرے قطرے کو بتایا ہے فنا ہو جانا
تونے وہلا دئے دل سب کے بنا کر دوزخ
تونے یون ابرِ عطا سے مرادل سینچا ہے

تونے پھر جلتی ہوئی آگ پہ پانی ڈالا
تونے ہی دل کے ہرے کھیت مین پانی ڈالا
جان کی تھہ مین غمِ کاوشِ جانی ڈالا
تیری آنکھون نے مری آگ پہ پانی ڈالا
تونے ہی موج مین اندازِ روانی ڈالا
تیری ہی آگ نے ہر بیٹ مین پانی ڈالا
جیسے مالی نے کسی پیڑ مین پانی ڈالا

تیری رحمت نے سر خاک زمین ڈھانکا ہے
سبزہ تر کا ڈوپٹہ ہے یہ دہانی ڈالا

تیری چاہت نے کئے خوب مسالے تیار
قلب مین آگ بھری آنکھہ مین پانی ڈالا

ایسا مالک ہے کہ آب رخ خوبان کھودی
ایسا قادر ہے کہ پانی پہ بہی پانی ڈالا

تیرے دلکی بہی بجھائے گا وہی اے مضطر
جس نے گلشن کے ہر اک پیڑ مین پانی ڈالا

ہے وہ رازون کا جاننے والا
سب گدازون کا جاننے والا

پردے پردے مین دے رہا ہی صدا
سارے سازون کا جاننے والا

سب کے سجدے قبول کرتا ہے
کل نمازون کا جاننے والا

عیب والون کی لاج رکھتا ہی
پاک بازون کا جاننے والا

ناز کیا کیا نئے دکھاتا ہے
سب نیازون کا جاننے والا

طرز ناز جہان سمجھتا ہے
اپنے نازون کا جاننے والا

دلنوازی کرے تری مضطر
دلنوازون کا جاننے والا

حسرتین تو نے نکالی ہین رفیع الاعلا
حالتین سبکی سنبھالی ہین رفیع الاعلا

بیگمان ہے سر مخلوق پہ احسان ترا
آفتین تو نے ہی ٹالی ہین رفیع الاعلا

سب کی جانین تری ممنون کرم ہین یا رب
یہ تو تو نے ہی بچالی ہین رفیع الاعلا

میری آنکھون کو بہی دیدار دکھا دے اپنا
کچھہ کا کچھہ دیکھنے والی ہین رفیع الاعلا

نقش صنعت سے کوئی چیز نہین ہے خالی
قدرتین تیری نرالی ہین رفیع الاعلا

تیرہ روزی کی دوا کون کرے تیرے سوا
ساری راتین مری کالی ہین رفیع الاعلا

چیز کیا ہے کے ترے سامنے آئے مضطر
ہاتھ پہلے ہی سے خالی ہین رفیع الاعلا

توخداوند تعالیٰ ہے رفیع الاعلا
تونے گرتے کو سنبہالا ہے رفیع الاعلا

ہر طرف تیری تجلی ہے رفیع الدرجات
ہر طرف تیرا اوجالا ہے رفیع الاعلا

راز تو جاننے والا ہے رفیع الدرجات
حال تو دیکھنے والا ہے رفیع الاعلا

تیرے ہر کام مین حکمت کے ہین پہلو موجود
تیرا ہر رنگ نرالا ہے رفیع الاعلا

تونے ہی شان کریمی کا کیا ہے اظہار
تونے ہی خلق کو پالا ہے رفیع الاعلا

شورشِ فتنۂ عصیان کو مٹائیگا تو ہی
ساری دنیا تہ و بالا ہے رفیع الاعلا

دل مضطر سے بہی خار غم و اندوہ نکال
شاخ سے پہول نکالا ہے رفیع الاعلا

یہ غزل ذکر یوسف علیہ السلام مین پڑہی گئی تہی - جہان آپ اپنے چہوٹے بہائی سے ملے تہے

خودی کو خدائی سے تونے ملایا
دعا کو رسائی سے تونے ملایا

اوٹہاتا ہے تو تفرقہ درمیان کا
کہ بہائی کو بہائی سے تونے ملایا

غبارِ کدورت کی صد ہا تہون کو
نہایت صفائی سے تونے ملایا

سرورِ شبِ وصل کے عوض کو یارب
ملالِ جدائی سے تو نے ملایا

دل مضطر زار ٹوٹا تھا یارب
اگر کس صفائی سے تو نے ملایا

خدائی پہ یکساں کرم ہے ترا
ترے غم سے ہوتی ہے سب کو خوشی
زمانہ ہے خوش ترے ہی یاد میں
وہاں کب گذر ہے غم و رنج کا
الٰہی نہیں فکر عصیاں مجھے
جہاں تو نظر آئے مشتاق کو

زمانے پہ فیضِ اتم ہے ترا
خوشی بن کے ہر دل میں غم ہے ترا
بنائے مسرت الم ہے ترا
جہاں تذکرہ دمبدم ہے ترا
ہمیشہ سے مجھ پر کرم ہے ترا
وہی خانہ محترم ہے ترا

تکبر ہے جینے پہ مضطر فضول
برابر وجود و عدم ہے ترا

ترا کام ہے سب کے بچھڑے ملانا
تجھی پر حفاظت ہے جنگل کی موزوں
یہ سچ ہے ترے ہاتھ لمبے ہیں یارب
تو قادر ہے بیشک ہے قبضے میں تیرے
تری ذات عیبوں سے بالکل بری ہے
جہاں تجھ کو ڈھونڈا وہیں تجھ کو پایا

ترے بس میں ہے وقت کا پھیر لانا
تجھی پر کھلا باغ میں گل کھلانا
تو ہی اس جدائی کے پردے اٹھانا
بجھا کر لگانا - لگا کر بجھانا
نہ سونا نہ مرنا - نہ پینا نہ کھانا
نہ ہٹنا نہ ٹلنا - نہ آنا نہ جانا

گذارو گناہون سے بچ بچ کے مضطر
خدا کو پڑے گا تمہین منہ دکھانا

پہاڑون کے دامن مین سبزہ اوگایا
تو وہ ہے کہ پھولون سے جنگل بسایا
تو وہ ہے کہ سوکھی زمین تو نے سینچی
سمندر کی موجون سے پانی کو لایا
تو وہ ہے کہ کانٹون کو راحت مین رکھا
گلستان مین پھولون کا بستر بچھایا
روانی دکھانے کو عمر جہان کی
تو وہ ہے کہ نہرون مین پانی بہایا
تری قدرت نغمہ سنجی سے یارب
طریق فغان بلبلون کو سکھایا
تری یاد مین سب ہین مرغان گلشن
سبھی کہہ رہے ہین خدا یا خدایا

تمنائے دنیا سے توبہ ہے مضطر
زمانے کی چاہت سے کیا ہاتھ آیا

توہی لاریب ہے خدا میرا
دین و دنیا مین آسرا میرا
رنج مین درد مین مصیبت مین
کب ہوا کوئی دوسرا میرا
تجھپہ ظاہر ہے آرزو میری
تجھ کو معلوم مدعا میرا
زندگی بے وفا تو خود نکلی
اور ہوا نام بے وفا میرا
عزم طیبہ مین روک رکھا ہے
میری قسمت نے راستا میرا
کیا بنائے گی لغزش عالم
میرا حامی ہے کبریا میرا
مضطر اک دلکے ٹوٹ جانے سے
ہوگیا عیش بے مزا میرا

نامِ ذی اقتدار ہے تیرا
ہر طرف اختیار ہے تیرا

طرز طرز چمن پڑی تجھ سے
رنگ رنگِ بہار ہے تیرا

جلوۂ بزم دہر ہے تجھ سے
حسن نقش و نگار ہے تیرا

تیری رحمت بھی سب پہ ہی بیحد
فضل بھی بے شمار ہے تیرا

اوس کے دل کو تو ہی تسلی دے
مضطر بیقرار ہے تیرا

گھٹاتا ہے تو بھاؤ جنسِ گران کا
مٹاتا ہے جوبن مہ آسمان کا

خدائی کی چاہت سے جانا خدا کو
یہ احسان ہے مجھپہ عشقِ بتان کا

اِن آنکھون مین رہتا ہے جلوہ کسیکا
کلیجہ مرا گھر ہے درد نہان کا

بہاون سے پہولون کے گرنے کو پوچھو
اوجڑنا قیامت ہے باغ جہان کا

یہ آڑین تھین سب پردۂ زندگی تک
کسی نے مری گور پر مُنہ نہ ڈہانکا

خدا کا لیا نام باتون مین اکثر
اوٹھایا مزا ہم نے اپنی زبان کا

یہ دہندے ہین چہوڑ کر تم نے مضطر
بتاؤ ارادہ کیا ہے کہان کا

وہی ہے کہ جس نے پنا ہون مین رکہا
خدائی کو اپنی نگاہون مین رکہا

جفا کرنے والون کی نیت بدلدی
ہمیشہ وفا کے بناہون مین رکہا

وہ یوسفؑ کا قصہ نمونہ تھا گویا
یوہین اوس نے لاکھون کو چاہون مین رکہا

اگر خضر جاتے تو رستہ نہ ملتا
خدا نے ہمین جیسی راہون مین رکھا

اوسے کیون نہ سمجھون مین دانا و بینا
بصارت کا ڈورا نگاہون مین رکھا

سنا ہے کہ رحمت سینہائے گی زاہد
قدم اس لئے ہے گناہون مین رکھا

بظاہر تو مضطر بتون پر نظر کی
مگر اوس خدا کو نگاہون مین رکھا

ہواون کو باغ جہانی مین رکھا
درختون کو تو نے ہی پانی مین رکھا

مزہ لذتون کا جوانی مین رکھا
نمک دیکے چہرون کو پانی مین رکھا

دوا کا مزہ درد جانی مین رکھا
ہمین لذت جاودانی مین رکھا

زمانے مین ہے پیٹ کا نام دوزخ
مگر تو نے اوسکو بھی پانی مین رکھا

ہمیشہ یونہین اوس نے کانٹے چنے ہین
قدم جس نے باغ جہانی مین رکھا

مرے ساتھ اوس نے مری زندگی کو
روانہ کیا۔ اور روانی مین رکھا

بہت گرم جوشی مین موجین تھین مضطر
اسیواسطے اوس نے پانی مین رکھا

تری رحمتون کا ٹھکانا بھی کیا
خیال گنہ دل مین لانا بھی کیا

فلک تو فرشتون سے اوپر پٹا
غریبون کا ناحق ستانا بھی کیا

تری یاد مین اور ترے ذکر مین
جو ایسا کٹے وہ زمانا بھی کیا

خدا بتکدے مین بھی موجود ہے
یہان سے کہین اور جانا بھی کیا

زمانے میں تم آ کے مضطر چلے
یہ آنا بھی کیا تھا یہ جانا بھی کیا

دوسرا کوئی نہیں خالقِ علام مرا
ہے وہی ایک جو کرتا ہے ہر اک کام مرا

مالک الملک ہے معشوق دل آرام مرا
یہ وظیفہ ہے برابر سحر و شام مرا

پہلے انجام پہ آغاز کو آتی تھی ہنسی
میرے آغاز پہ ہنستا ہے اب انجام مرا

اوسکی الفت میں پھنسا ہوں جو گھڑی بھر کیلئے
یوں تڑپتا نہیں دیکھیگا تہِ دام مرا

اوسکی رحمت کو ادھر جذب وفا سے کھینچے
کام اتنا تو نکالے دلِ ناکام مرا

شام ہونیکو ہے دنیا نہ ستا اب مجھکو
رحم کر رحم کہ سورج ہے لبِ بام مرا

موت کا پیٹ بھرا ہے نہ بھرے گا مضطر
کچھ نہ ہاتھ آئے گا چھلکا ہی اگر جام مرا

تجھپہ زیبا ہے داوری کرنا
کام تیرا ہی ہے بری کرنا

حشر کے روز ذاتِ باری پر
چھپ گیا داوگستری کرنا

باغ سب کے یونہیں اوجڑتے ہیں
کیا غم بادِ صرصری کرنا

بھر گئے ہیں کبھی لاکھوں کے
کیا یہاں رنج بیدری کرنا

ابر رحمت کو کچھ نہیں مشکل
میری کھیتی ہری بھری کرنا

بت ہیں بہتر جنہوں نے سیکھا ہے
اپنے مالک سے ہمسری کرنا

دل غنی چاہیئے فقط مضطر
ہم سے سیکھو تو نگری کرنا

محفل سالانہ میلاد کی پانچوین شب مین یہ غزل ابتداءً پڑہی گئی تھی -

پانچوان دن ہی تری یاد مین پورا ہوگا
آج کی شب کا بڑی دہوم سے ترکا ہوگا

آج کی رات تو خود محوِ تجلی ہوگا
کیونکہ محبوب ترا خلق مین پیدا ہوگا

آج محبوب ترا وارد دنیا ہوگا
دوپہر بعد عجب نور کا ترکا ہوگا

آج ہم سب تری کرسی پہ جگہہ پائینگے
عرشِ اعظم بہی غریبون کا مصلّے ہوگا

آج گہبرا کے تجلی کو تری ڈہونڈینگے
دستِ موسیٰ مین چراغِ یدِ بیضا ہوگا

ایسے آئینۂ وحدت کی نمایش ہوگی
ابن مریم بہی جو دیکہین گے تو سکتا ہوگا

ایسے سرچشمۂ رحمت کا بیان ہوگا ورود
جس کے الطاف کا چرچا لبِ دریا ہوگا

تلخ کامی مری مٹ جائیگی انشاءاللہ
آج منہ میری امیدونکا بہی میٹھا ہوگا

فیصلہ کرنے کو بندون کا حضور آتے ہین
آج ہوجائیگا قسمت مین جو ہونا ہوگا

آج کچہہ بہی نہ چلیگی تری اے دورِ فلک
وہی ہوگا مری قسمت مین جو لکہا ہوگا

تیری محنت کا صلہ دیگا وہی اے مضطر
اپنے محبوب کی تعریف جو سنتا ہوگا

حکم چلتا ہے زمانے مین الٰہی تیرا
ہے سبہی پر کرم نامتناہی تیرا

انجم چرخ کی تسبیح کو لیکر یارب
کلمہ پڑہتی ہے راتون کو سیاہی تیرا

منہ سب اسواسطے کہلتے ہین کہ کہانیکو ملے
منہ تکا کرتی ہے بندون کی جماہی تیرا

سرِ لبسر دہر مین ہوتے ہین حلف پر انصاف
نام سب لیتے ہین ہنگام گواہی تیرا

اوسکی تقدیر یہ کاغذ کی سپیدی صدقے — نام لکھتی ہے قلم سے جو سیاہی تیرا

ہر خطا منتظر چشم کرم ہے تیری — کلمہ پڑھتی ہے ناکردہ گناہی تیرا

چاہ مین حضرت یوسف نے پکارا تجھکو — نوح نے نام لیا وقت تباہی تیرا

اوس کے اعمال پہ بھی خط معافی کھنچ جائے — مضطر زار بھی بندہ الٰہی تیرا

وقت آخر ترے مضطر کو تمنا ہے یہی
یاد رہجائے مجھے نام الٰہی تیرا

غریبون کو تو نے سہارا دیا — سبھی ڈوبتون کو کنارا دیا

ترے فضل واکرام کو کیا کہون — پھیر دیا اور پیارا دیا

مرے دلکو بھی تو خوشی کر عطا — کہ پتھر کو تو نے شرارا دیا

تری دین کا پوچھنا کچھ نہین — کہ بندون نے جو کچھ پکارا دیا

جلایا ہے مالک کے گھر مین چراغ — چمکتا رہے گا ہمارا دیا

نہ ٹکڑا سے کیا تو نے عیش دوام — جو مانگا تو سارے کا سارا دیا

عزیزو نہ دو کچھ بھی مضطر کو تم
وہ ہرگز نہ لے گا تمھارا دیا

ترے جلوے کا ہے ہر رنگ مین انداز نیا — ہے ترا جلوہ گہ ناز مین ہر ناز نیا

ان جمائے ہوئے نقشون کی ہے ترکیب نئی — ان بنائی ہوئی شکلون کا ہے انداز نیا

زخم پنہان کو عطا کی ہے نمک کی چٹکی — سوز والون کے لئے چھیڑ دیا ساز نیا

اہل دنیا کی تمنا سے نہ نکلا کچھ کام
ڈھونڈھنا چاہیے اے دل کوئی دمساز نیا

تو کہین بھید نیا ہے کہین تعلیم نئی
تو کہین راز نیا ہے کہین ہمراز نیا

دردوالون مین ہمیشہ ہین ترے ورد نئے
نازوالون مین ہمیشہ ہے ترا ناز نیا

امتحان گاہِ محبت مین نظر کیون پلٹی
تو نیا ہے نہ ترا مضطر جان باز نیا

تو نے لکہا ہے سرِ عرشِ برین نام اپنا
جانتے ہین تجھے سب خالقِ علام اپنا

ہم تو بیتابی الفت کے مزے لوٹین گے
عیش والے لئے بیٹھے رہین آرام اپنا

جان تو کل چلی جائے گی سوئے ملکِ عدم
تو ٹھکانا کہین کرے دلِ ناکام اپنا

مین تو اوس گل پہ فدا ہون جو مدینے مین ہوگا
بلبلین کس کو دکہاتی ہین گل اندام اپنا

ابھی آغازِ غمِ عشق بتان ہے اے دل
دیکھ لیتے ہین ابھی سوچ لے انجام اپنا

ساتھ ہو آؤ دکھ ٹلنے کا تہیہ کرلین
رات ہونیکو ہے سورج ہے لبِ بام اپنا

مدعا دفن جہان تہا وہین رہتے مضطر
کیون چلے آئے یہان چھوڑ کے آرام اپنا

داد صبر و وفا خدا دے گا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

درد کے واسطے دوا دیگا کیونکہ اوس کو خیال ہے میرا

عیش کی صورتین دکہائیگا - راحتون کے مزے چکہائیگا

سر بسر ثمرۂ دعا دیگا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

رات کاٹیگا درد و حرمان کی - بات رکھیگا ذوق دارمانکی

پردۂ بیکسی اوٹھا دیگا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

یا مجھے بے کلی سے کل دیگا - یا نصیبا مرا بدل دیگا

یا وہ دل مجھکو دوسرا دیگا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

غش جو آیا تو وہ سنبھالے گا - مین گرونگا تو وہ اوٹھالیگا

دامن عیش کی ہوا دیگا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

زخم ڈالیگا اندمالون مین - طرفہ ٹھنڈک بھریگا چھالون مین

وہ جراحت مین بھی مزا دیگا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

دل مضطر سے غم نکالیگا - اپنی ڈالی ہوئی کو ٹالیگا

چارۂ جان بتلا دے گا - کیونکہ اوسکو خیال ہے میرا

خواب مین جلوۂ دیدار جو دیکھا تیرا
کھنچ گیا دیدۂ امید مین نقشا تیرا

یاد یوسف مین یہ تھا قول زلیخا ہر دم
کہ مری نیند اوڑی دیکھکے جلوہ تیرا

سر مین چکر اتی ہین ہر وقت ہوائین تیری
دل مین دم بھرتی ہے ہر وقت تمنا تیرا

وجہ محرومی نظارہ ہین آنکھین میری
حیرت دیدۂ مشتاق ہے پردا تیرا

جانے کب آئے نظر دولت دیدار مجھے
جانے کب آئے نظر چہرۂ زیبا تیرا

مشغلے نے انہین دونون کو جلا رکھا ہے
دلمین ہے یاد تری آنکھ مین نقشا تیرا

آکے دے جلد خبر یوسف کنعان جمال
نقد جان بیچ کے کرنے کو ہون سودا تیرا

دل ترے پاس نشانی ہے مری جانب سے — دیکھ میرے پاس امانت ہے مسیحا تیرا

کر خداوند حقیقی سے تعلق مضطر
چاہنا اہل جہان کو نہین اچھا تیرا

تجھکو رنگ بہار مین دیکھا — مثل گل شاخسار مین دیکھا
تیری توصیف و نغمۂ بلبل — ہم نے تجھکو ہزار مین دیکھا
کچھ مزا تیرے ہجر مین پایا — کچھ مزا انتظار مین دیکھا
خاک ہوتا ہون تیرے کوچے مین — کچھ تو مین نے غبار مین دیکھا

جو خدائی کے کرتے تھے دعوے
مضطر اون کو مزار مین دیکھا

جسکو لطف قرب رب دو جہانی ملگیا — اوسکو گویا بار نخل زندگانی مل گیا
پھٹ رہا تھا سوز سے دل دونون آنکھین پڑ گئین — بجھ گئی دل کی لگی پیاسے کو پانی مل گیا
کثرت اندوہ نے راحت کے سامان کر دئے — غم ہوا اتنا کہ لطف شادمانی مل گیا
وہ مجھے پیاسا ہی رکھے یہ کبھی ممکن نہین — جس کے ابر فیض سے دریا کو پانی مل گیا
کون تھا جو حضرت باری مین دیتا کچھ مدد — وہ تو یہ کہئے وسیلہ درمیانی مل گیا
کاش یونہین دلکو ہوجائے محبت آپکی — جس طرح سے آنکھ کے پردون کو پانی ملگیا
سب گنہگارون نے رو رو کر بجھا دی اوسکی آگ — اوسکی رحمت ہے کہ یون دوزخ کو پانی ملگیا
قبر مین مجھکو نظر آجائے طیبہ کا سواد — تب مین جانون روضۂ محبوب جانی ملگیا

تم تو پیاسے ہو سو مضطر کربلا مین چل بسو
اونکو جانے دو جنہین دنیا مین پانی ملگیا

نار دوزخ سے تو بچا لینا
مین نے سب کام دل بگاڑ دین
وقت آخر مری مدد کرنا
راہ حق مین مین جان دیتا ہون
دل گیا درد عاشقی اے دل
جس کا انجام رسم فانی ہے

میری دل کی لگی بجھا لینا
انکو محشر مین تو منا لینا
ساتھ ایمان کے اوٹھا لینا
تو خبر جلد اے قضا لینا
خوب جی کھول کر مزا لینا
ایسے گلشن کی کیا ہوا لینا

امتحان گاہ ہے جہان مضطر
اسمین جیسی پڑے اوٹھا لینا

تری بحر رحمت کا کیا پوچھنا
خدا کہہ رہی ہے خدائی بجھے
کبھی کوئی ترمیم ہوتی نہین
حسینون کو جلوے عطا کر دیے
ہے کثرت مین بھی ایک جلوہ عیان
ادسی نے دیا ہمکو جو کچھ دیا

تری شان قدرت کا کیا پوچھنا
تری شان و شوکت کا کیا پوچھنا
اوس آئین قدرت کا کیا پوچھنا
ترے فیض طلعت کا کیا پوچھنا
تری طرز وحدت کا کیا پوچھنا
خدا کی عنایت کا کیا پوچھنا

فراق نبی مین ہین مضطر ملول
ہماری طبیعت کا کیا پوچھنا

وہ تو ہے کہ تو نے عذابون سے مارا
خرابی مین ڈالا عتابون سے مارا

کوئی موج اوٹھی جو دریا مین تیرہ ہی
تو کنکر کے بدلے حبابون سے مارا

اوٹھایا ہزارون کو بیداریون مین
ہزارون کو سوتے مین خوابون سے مارا

جنہون نے کیا حسنِ صورت کا دعویٰ
اونہین غفلتون کی نقابون سے مارا

کیا جب کسی نے غرورِ جوانی
تو پردے مین رکھکر حجابون سے مارا

ہزارون کو دیدار تو نے دکھائے
ہزارون کو خالی جوابون سے مارا

زمانے کے سب رہنے والون کو مضطر
جو مارا تو اوس نے حسابون سے مارا

چاہتا ہے جسے مٹاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا
تو ہی بگڑی ہوئی بناتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

تو ہی گلشن اوجاڑ دیتا ہے - تو ہی نقشے بگاڑ دیتا ہے
رنگ کی تہ مین رنگ لاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

سب خدائی ہے نیند کی ماتی - نیند تجھکو ذرا نہین آتی
سب کو تو جاگتا جگاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

تو نے رکھے ہین عشق کے درجے - تو سمجھتا ہے حسن کے رتبے
پہلے تاتا ہے پھر تپاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

پہلے صدمون مین ڈالدیتا ہے - پھر اونہین سے نکالدیتا ہے

رنج دیتا ہے اور بچاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

پہلے دنیا مین بھیجدیتا ہے - اپنی قدرت سے کام لیتا ہے

پہر عدم کی طرف بلاتا ہے - کارسازِ قدیم کیا کہنا

تو نے مضطر کو جان بخشی ہے شکل و صورت کو شان بخشی ہے

رنگ قدرت کے یون دکہاتا ہے کارسازِ قدیم کیا کہنا

ہے زیب سرِ عرش برین نام اوسیکا
دنیا ہے نکالا ہوا انجام اوسی کا

مخلوق کی گردن پہ ہین احسان اوسیکے
تھامے ہوئے عالم کو ہے اکرام اوسی کا

باتون مین بنائی ہر بات اوسیکی
کامون مین بنایا ہوا ہر کام اوسی کا

انجام ہے وابستہ آغاز اوسی سے
آغاز ہے وابستہ انجام اوسی کا

آرام یہ کہتا ہے کہ سب غم ہین اوسیکے
اور غم کا مقولہ ہے کہ آرام اوسی کا

کیون رٹتی ہے دو روز کو دنیا کے فسانے
کام آئیگا اے نوک زبان نام اوسی کا

ہنگامۂ محشر مین وہ کام آئیگا تیرے
تو بہی تو ہے اے مضطر نا کام اوسیکا

اے خدا میری ناخدائی کر - کیونکہ تو کردگار ہے سب کا

راہ بہولا ہون رہنمائی کر - رہبر رہگذار ہے سب کا

رنج و غم سے خراب حالت ہے - بیطرح جم گئی کدورت ہے

میرے دل کی بہی تو صفائی کر - دافع ہر غبار ہے سب کا

بحرِ عصیان میں ہے بہت پانی - ڈوب کر ہمین جان ہے جانی

میری کشتی کی ناخدائی کر - پاک پروردگار ہے سب کا

دل ہے اور گردِ غم کی بھرمارین - مین ہون اور بیدلی کی بوچھارین

آئینہ کی طرح صفائی کر - تجھپہ دارومدار ہے سب کا

مضطر اس دم کا کیا بہروسہ ہے - بات کرتے ہوئی نکلتا ہی

کچھ تو عقبیٰ کی بہی کمائی کر جسپہ گویا مدار ہے سب کا

ہے تو ہی منزلِ مقصد کا دکھانیوالا
پار ٹوٹی ہوئی کشتی کا لگانے والا

اونکو اس دہر مین رہنے کا بہروسا کیون ہے
جو چلین سیکھ کے آئے ہین زمانے والا

تو نے ہر غنچۂ گلشن کو دیا ہے یارب
رنگ اور رنگ بھی آنکھون مین سمانیوالا

تو نے مخلوق کو حکمت سے کیا ہی پیدا
کون تھا بوجہ گناہون کا اوٹھانے والا

وقف اندوہ وغم و رنج رہا کرتا ہے
دل بھی قسمت سے ملا کام نہ آنے والا

آنے والے تری دنیا مین ہین جانیوالے
تو فقط ایک ہے ان سب کو بلانے والا

جانے والون کو سرِراہ نہ رو بیٹھہ کے یون
تو بھی مضطر ہے اسی راستے جانیوالا

ترا بحرِ رحمت اوترتے نہ دیکھا
کنارہ کسی سے بھی کرتے نہ دیکھا

ترے واسطے جس نے دی جان اپنی
اوسے جانِ دیگر بھی مرتے نہ دیکھا

زبانین تجھے کہہ چکی ہین جو سچا
اونہین وقتِ آخر مکرتے نہ دیکھا

جنہین تیرے سنگ غضب نے دبایا
تری دولت وصل دم دینکے پائی
اِن اپنے بگاڑون سے تو ہی بچائے
کبھی تونے پہلوون مین کانٹے نڈائے

او نہین ہمنے ہرگز اوبہرتے نہ دیکھا
جو مرنے پہ دیکھا - وہ مرتے نہ دیکھا
کوئی کام تجھہ بن سنورتے نہ دیکھا
کوئی پھول تجھہ سے بکھرتے نہ دیکھا

مین وہ رات ہون جس نے دنیا مین مضطر
کبھی چین سے دن گذرتے نہ دیکھا

ہے غریبون کا دیکھنے والا
درد دل کی دوا بتاتا ہے
پرورش کر رہا ہے بے وارث
یون وہ سب جانتون سے واقف ہے
جوڑنا جانتا ہے شیشے کو
کام دل خود بخود بناتا ہے

اپنے بندونکا دیکھنے والا
دردمندون کا دیکھنے والا
بال بچون کا دیکھنے والا
جیسے برسون کا دیکھنے والا
دل کے ٹکڑون کا دیکھنے والا
ہم نکمّون کا دیکھنے والا

کون مضطر کی بات پوچھے گا
تو ہے ایسون کا دیکھنے والا

شکر تیرا ادا نہین ہوتا
تیرے افضال پر یہ عصیان ہین
کام دل تو مرا بنا یارب

مجھہ سے وعدہ وفا نہین ہوتا
درد دل بے دوا نہین ہوتا
مجھہ سے اے کبریا نہین ہوتا

درد الفت کو تیرے کیا جانے
جو کسی پر فدا نہین ہوتا

غافلو پوچھتے ہو تم ناحق
بت کسی کا - خدا نہین ہوتا

تو ہی تو سب کو یاد آتا ہے
جب کوئی آسرا نہین ہوتا

حق سپاس جناب باری کا
مجھہ سے مضطر ادا نہین ہوتا

سالانہ میلاد کی تیسری محفل مین یہ غزل ابتداءً پڑہی گئی تہی

تیسرے دن بہی تری یاد کا چرچا چھیڑا
پہر تری بات نکالی ترا قصا چھیڑا

پہر تری خواہش دیدار مین پردا چھیڑا
سامنے تو نکل آیا سب تجھے اتنا چھیڑا

تو نے چھیڑون کا کیلیے ہی مزے لوٹے ہین
ہم نے چاہت مین ہمیشہ تجھے تنہا چھیڑا

آج دن بہر جو زبان چپ تہی وہ پہر چل نکلی
تذکرہ پہر لب خاموش نے تیرا چھیڑا

وحشت دل بہی ہر اوقات کی پابند بہت
فصل گل آتے ہی پہر قصئہ صحرا چھیڑا

ہم اگر روئے تو امید خدا بول اوٹہی
تم نے ناحق کو یہ ذکر غم فردا چھیڑا

اپنے آپس کی لگاوٹ بہی غضب ہوتی ہے
جب پڑا مین تو تری یاد نے دونا چھیڑا

بحر الفت مین مرے دلکو مٹایا ای یاس
تو نے ناحق یہ حباب لب دریا چھیڑا

میری ناکامی تدبیر مرے بس کی نہ تہی
میری تقدیر نے مضطر مجھے بیجا چھیڑا

خضر کو تو نے ہی لطف زندگانی دیدیا
اپنی موج لطف سے پیاسے کو پانی دیدیا

دل کو رونے کے لیے سوزِ نہانی دیدیا
اپنے سنگِ آستان پر سب کے سر جھکوا دیے
مین مٹا تجھ پر تو اونچا کر دیا میرا غبار
تو نے اپنا دسترِ نعمت بچھا کر دہر مین
فیض کچھ تیرا نہین اچھے بُرے پر منحصر
اون سے پوچھے کوئی تیری شرمساری کے مزے
تو نے ہی اُلفت چھپا کر پردۂ امید مین

آگ جب بھڑکی تو گل کرنے کو پانی دیدیا
تو نے یہ اچھا علاجِ سرگرانی دیدیا
خاک کو تو نے عروجِ آسمانی دیدیا
اپنی سب خلقت کو اذنِ میہمانی دیدیا
گلشنون کے ساتھ جنگل کو بھی پانی دیدیا
تو نے جن کی آنکھ کو غیرت کا پانی دیدیا
آرزو کے بھیس مین داغِ جوانی دیدیا

بات مضطر کی تری رحمت نے رکھ لی حشر مین
اوسکو پیاسا دیکھ کر کوثر کا پانی دیدیا

ترا کام ہے آہ و زاری کا سننا
ہے کہنا مرا اپنے باری کا کہنا
مری حسرتِ دل سناتی ہے تجھکو
محمدؐ کے عارض کے صدقے مین یا رب
امیر اونکو کیا حالتِ دل سناؤن
تجھی پر ہے موزون تجھی پر ہے زیبا
بیانِ حالِ دل غمگسارون سے کیا ہو
وہ گل ہون کہ سنتا نہین میری کوئی

مرے نوحۂ بیقراری کا سننا
ہے سننا ترا لطفِ باری کا سننا
تو ہی حال آفت کے مارے کا سننا
گلا اِس شبِ بیقراری کا سننا
وہ سنتے ہین چلتی سواری کا سننا
مرے رنج امیدواری کا سننا
وہ سنتے نہین غمگساری کا سننا
ہوا پر ہے بادِ بہاری کا سننا

الٰہی تو ہی صبر مضطر کو دینا
گلا اوس کی بے اختیاری کا سننا

اللہ کی مرضی سے ہر اک کام چلے گا
نام اوسکا لیئے جاؤنگا تب نام چلے گا

اوس صبح کی خواہش ہے جو طیبہ مین نظر آئے
تجہہ سے تو مرا کام نہ اے شام چلے گا

طیبہ مین صبا جا کے فقط پوچہے اتنا
کب چہنٹے کو کانٹے وہ گل اندام چلیگا

اے موت مدینے کی طرف دیکہے چلی چل
دم دونگا وہان چل کے تو کچہہ نام چلیگا

یہ کہکے خدا نے مجہے دیدی ہے محبت
دل مین اسے رکہہ چہوڑ ترا کام چلے گا

معشوق کی صورت مین لبہانے مجہے آئی
دنیا تری ان باتون سے کیا کام چلے گا

کچہہ ہم ہی نہین جائینگے اللہ کی جانب
آغاز ہی اپنا سولئے انجام چلے گا

دل دیکے محبت مین جتائینگے حق اپنا
اس چیز کے دینے سے بڑا کام چلے گا

دولت تو کوئی شے نہین اولاد خدا دے
اس مال سے انسان کا کیا نام چلے گا

مضطر یہ کبہی سوچ کے ہمنے نہ اوٹہایا
اکل کچہہ نہ رہا پاس تو کیا کام چلے گا

تیری مرضی کے مطابق باغ دنیا بنگیا
رنگ قدرت سے ترے ہر پہول اچہا بنگیا

ہمنے دیکہے دو کرشمے تیرے حسن پاک کے
کہیلتے ہی جلوہ بنا چہپتے ہی پردا بنگیا

دی ہدایت سبکو نقش رہروان راہ سے
رہنمائی سے تری جنگل مین رستا بنگیا

تیرے حسن دلفزا کی یاد نے کاٹے ہے رات
جو اندہیرا شام غم کا تہا وہ تڑکا بنگیا

ہے تری مٹی کہ جس مٹی کی بانی مین کٹی
ہے ترا پانی کہ جس پانی سے دریا بنگیا

فرط بیتابی سے آخر غش مین آ کر گر پڑے
تیرا جلوہ دیدۂ موسیٰ کا پردا بنگیا

حشر کے کھٹکے مین گذری زندگی مضطر ری
غنچۂ امید بہی خارِ تمنا بن گیا

تو نے سب سامان زندان مین مہیا کر دیا
اپنے یوسف کے رہا ہونے کا رستا کر دیا

شرم کا پہلو طرحدار ون مین پیدا کر دیا
اپنے پردے کی طرح اون کا بہی پردا کر دیا

تو نے جب چاہا ملانا دلمین اُلفت ڈالدی
جب جدا کرنا ہوا آپسمین جہگڑا کر دیا

جب فرشتو نسے نہین اوٹہا تری اُلفت کا بوجہہ
ایک مشت خاک سے انسان پیدا کر دیا

تندرستی کچھہ دوائی پر نہین موقوف ہے
سیکڑ ون کو بے دوا بہی تو نے اچھا کر دیا

خود نمائی سے تجھے نفرت ہے بیشک ایخدا
آئینہ سے خود نمائی کی تو اندھا کر دیا

ایک کو تو ایک سے منسوب کرتا ہے یہان
حسن یوسف کیلئے نام زلیخا کر دیا

ذرۂ ناچیز کا سورج سے چمکایا نصیب
قطرۂ ناچیز کو دریا مین دریا کر دیا

روضۂ محبوب تک پانی کے اوپر سے گیا
تو نے پانی کاٹ کر جانیکا رستا کر دیا

ثمرۂ امید باغِ دہر مین کس کو ملے
ہم نے اپنے دلکو کیون وقفِ تمنا کر دیا

میر سے لکھے کو وہی بدلیگا مضطر ایکدن
جس نے ماتھا ٹیکنے کا نام سجدا کر دیا

کس طرح حمدِ خدا اپنی زبان سے کرنا
جب ہا ہین کر نہین آتی تو کہا نسے کرنا

اے زبان جب کوئی کام اپنی بیانسی کرنا
ابتدا نام خدائے دوجہان سے کرنا

حسرت عشق خدا یاد بتان سے کرنا
ہو جو آگے کا ارادہ تو یہان سے کرنا

دل کی باتین بھی وہ سنتا ہے کہو یا نہ کہو
کیون اوسے یاد کسی طرز فغان سے کرنا

اے دل زار محبت کا یہ گر یاد رہے
جل بھی جانا تو نہ اظہار زبان سے کرنا

بے پئے ہوتی ہے کیون مستی الفت اہل دل
یہ جرح جائے کسی پیر مغان سے کرنا

کیسی گذری عدم آباد کے جانے والو
تم جو پہونچو تو خبر اس کی وہان سے کرنا

بات جب ہے کہ محبت مین مرا دل لوٹے
گفتگو کیا ترے بارے مین زبان سے کرنا

کام دیگا تو یہی دے گا کہ تم اے مضطر
اپنے معبود کی طاعت دل و جان سے کرنا

الٰہی صلہ دے مجھے آرزو کا
مین پھل کچھ تو پاؤن تری جستجو کا

یہ سب اہل عالم ہین در پردہ دشمن
محافظ تو ہی ہے مری آبرو کا

یہ گھٹتی ہوئی دھر مین رات آئی
کہ دنیا مین آکر جو سویا وہ چوکا

خدائی ہے سب آب رحمت کی پیاسی
زمانہ ہے تیری عنایت کا بھوکا

یہ مٹی کے برتن تجھی سے ہین پاتے
توھی پیٹ بھرتا ہے جام و سبو کا

جو گلشن مین ہنس کر تکبر کی ٹھانی
تو شبنم نے اوپر سے پھولون پہ تھوکا

عبادت تری آگ کردے گی ٹھنڈی
بجھا دے گا دوزخ کو پانی وضو کا

مجھے داغ عصیان سے یارب بچانا
ترے ہاتھ دامن رہے آبرو کا

خدا سے سبھی کہہ لیا ہم نے مضطر
یہان جتنا موقع ملا گفتگو کا

تری شان پیاری ہے رب العلیٰ
ترا فیض جاری ہے رب العلیٰ

غم و رنج و آفت مین خلقت تری
تجھی کو پکاری ہے رب العلیٰ

سے کون تجھہ بن کسی کی پکار
تری بات بھاری ہے رب العلیٰ

تری یاد مین اور ترے عشق مین
ابھی تک گذاری ہے رب العلیٰ

مرے قلب مین اور مری آنکھ مین
ترا کیف طاری ہے رب العلیٰ

عدم کے سفر مین تو ہی کر مدد
لگی اب سواری ہے رب العلیٰ

تو ہی میری مشکل کے کاٹیگا دن
مری رات بھاری ہے رب العلیٰ

مرے وقت آخر کو آسان کر
دمِ دم شماری ہے رب العلیٰ

مجھے اس خدائی سے ہلکا اوٹھا
کہ کچھ وقت بھاری ہے رب العلیٰ

زمانے کے رنج و غم و درد سے
مری جان عاری ہے رب العلیٰ

تو ہی اپنے مضطر کو تسکین دے
بہت بیقراری ہے رب العلیٰ

زبردست ہے تو بچا لینے والا
غریبون کی بگڑی بنا لینے والا

ترا غم میسر تو ہو یا الٰہی
ترے غم کو کھائےگا کھا لینے والا

مرے دل سے پوچھے کوئی تیرے غم کو
مزا لے رہا ہے مزا لینے والا

زمین پر گرائے فلک اسکا غم کیا | وہ بیٹھا ہے اوپر اوٹھا لینے والا

خدا دردوالون کی حالت تو پوچھے | مین کھدون کہ مین ہون دوا لینے والا

بلایا کرے یونھین نار جہنم | نہ جائے گا نام خدا لینے والا

ابھی تک تو بازار دنیا مین ہم نے | نہ پایا متاع وفا لینے والا

وہ سیدھا چلا جس نے مانا خدا کو | گرا ٹھوکرین جا بچا لینے والا

خدا کی طرف لو لگا اپنی مضطر
تو ہے اس خدائی سے کیا لینے والا

تو ہی ہے ٹھکانے سے پہونچانے والا | غریبون کی غربت مین کام آنیوالا

ترا نام لیتا ہے وقت مصیبت | تجھے یاد کرتا ہے گھبرانے والا

ترے رنج سے دلکو راحت ملی ہے | خوشی اب مناتا ہے غم کھانے والا

مین اسکے بھروسہ پہ یارب جیون کیا | کہ تو نے دیا دم نکل جانے والا

جو آیا تجھے گا سو ہر کو بھیجے گا | خودی اپنی سے بیٹھے تجھے پانیوالا

تو ہی ہے تڑپ مین تسلی کا باعث | تو ہی ہے تسلی مین تڑپانے والا

کوئی نام مضطر بھی لیتا کہین ہے
نجانے کہان جا بسا جانے والا

غم و درد کا تو نے چارا کیا | بڑا کام یارب ہمارا کیا

نبیڑا کیا تو بنتی رہی | گذرتی رہی تو گزارا کیا

سوا تیرے ساتھی نہین ہی کوئی — مصیبت مین سب نے کنارا کیا
جو سکھ تو نے بخشا وہ سب نے لیا — جو دکھ تو نے ڈالا گوارا کیا
تری ناخدائی نے دیدی مدد — جو کشتی نے ہم سے کنارا کیا
سوا تیرے یارب مصیبت کے وقت — خدائی نے کس کا سہارا کیا

مصیبت مین تو یاد آتا رہا
سدا تجھکو مضطر پکارا کیا

واجب التعمیل ہے بندونکو فرمانِ خدا — ہین وہی بندے جو کردین جان قربانِ خدا
دل وہی دل ہے کہ جس دلمین ہو ارمانِ خدا — سر وہی سر ہے کہ جس سر پر ہو احسانِ خدا
چشم بینا ہو تو ہر ذرے مین اوسکا نور ہے — دیدۂ دل ہو تو ہر جلوے مین ہے شانِ خدا
سوز سے پیدا ہوا کرتا ہے سازِ قربِ حق — درد سے حاصل ہوا کرتی ہے درمانِ خدا

جو صفت مضطر کرون بیشک خدا پر زیب ہے
جو ثنا مضطر کرون بیشک ہے شایانِ خدا

کارسازِ جملہ عالم ذاتِ پاکِ کبریا — ہے معاون سب کی ہر دم ذاتِ پاکِ کبریا
داروئے ہر دردِ کاوش ذاتِ پاکِ کارساز — دافعِ ہر رنج و ماتم ذاتِ پاکِ کبریا
ہے علاجِ کاہشِ دل ذاتِ پاکِ کارساز — ہے دوائے حسرت و غم ذاتِ پاکِ کبریا
بیگمان معبودِ عالم ذاتِ پاکِ کارساز — بیگمان مسجودِ آدم ذاتِ پاکِ کبریا
موجبِ رنگِ گلِ تر ذاتِ پاکِ کارساز — باغبانِ باغِ عالم ذاتِ پاکِ کبریا

واقف رازِ خفی ہے ذاتِ پاکِ کارساز　　سبکی محرم سبکی ہمدم ذاتِ پاکِ کبریا

جانِ مضطر کی تسلی ذاتِ پاکِ کارساز
چارۂ صد حسرت و غم ذاتِ پاکِ کبریا

ہے بیشک بڑی شان ربّ العلی　　مری جان قربان ربّ العلی
فلک زیرِ احکام ربِّ عظیم　　زمین تحتِ فرمان ربّ العلی
زمانہ ہے ممنونِ اکرامِ خاص　　سرون پر ہے احسان رب العلی
ہر اک لب پہ ہے نام ربِّ قدیر　　ہر اک دل مین ارمانِ ربّ العلی
ہے ہر پھول مین رنگِ حسنِ صفات　　ہے ہر شمع مین شان ربّ العلی
خدائی ہے منت پذیرِ کرم　　سبھی پر ہے احسان ربّ العلی

ہے سب حمد مضطر اوسی کے لئے
ہے ہر وصف شایانِ ربّ العلی

ربّ ذی اقتدار ہے سبکا　　اوسکو کل اختیار ہے سب کا
وہم شک سے بری ہے ذات اوسکی　　پاک پروردگار ہے سب کا
دارو ے دردِ دردمندان ہے　　چارۂ حال زار ہے سب کا
رزق دیتا ہے ہر بہانے سے　　حامیٔ روزگار ہے سب کا
اوس سے پاتے ہین مانگنے والے　　اوسپہ دار و مدار ہے سب کا
جلوۂ عرش و فرش ہے اوس سے　　بیگمان کردگار ہے سب کا

وہ ہی بخشے گا حشر مین مضطر
وہ ہی آمرزگار ہے سب کا

عذابون سے اپنے الٰہی بچانا
توانا ہے تو ناتوان کل زمانا

فنا و بقا پر تسلط ہے تیرا
ترے ہاتھ ہے سب بنانا مٹانا

نہ تیری عنایت کو حیلے کی حاجت
نہ درکار تیرے کرم کو بہانا

یہ سامان دنیا ذخیرہ ہے تیرا
یہ اسباب عالم ترا کارخانا

ہے معبود عالم تری ذات یاذ
ہے مسجود عالم ترا آستانا

تو دیتا ہے پتھر مین کیڑے کو پانی
تو دیتا ہے پانی مین مچھلی کو دانا

یہ ہے نقش بر آب دنیائے فانی
کسی سے یہان دل نہ مضطر لگانا

عمیم العطا ہے خدا ہی خدا
غرض جابجا ہے خدا ہی خدا

وہی جلوہ گر دیدہ دل مین ہے
نظر آ رہا ہے خدا ہی خدا

زمانے مین کیا ہے وہی ایک ذات
خدائی مین کیا ہے خدا ہی خدا

یہ کہتی ہے تکمیل مقصود دل
کہ حاجت روا ہے خدا ہی خدا

سوا اوسکے مضطر کوئی کچھ نہین
خدا ہی خدا ہے خدا ہی خدا ہے

الٰہی ہٹا دل سے ارمان دنیا
نہ کر مجھکو محتاج سامان دنیا

نہ کر مجھکو شرمندۂ اہل عالم — نہ رکھ میری گردن پہ احسان دنیا
گلوئے تعلق کو تو مخلصی دے — دباتا ہے طوق گریبان دنیا
کسی کو برابر نہین تولتی ہے — بڑی خود غرض ہے یہ میزانِ دنیا
خدا ہے تو ہی کر مری ناخدائی — ڈبونیکو ہے موجِ طوفانِ دنیا
اندھیرے سے بدتر نظر آرہی ہے — یہ ساری ضیائے شبستانِ دنیا
الٰہی مجھے اپنے گھر مین جگہہ دے — ہے گرنیکو اک دن یہ ایوانِ دنیا
تری درد کا دلمین گھر چاہتا ہون — نہین مجھکو درکار درمانِ دنیا
الٰہی تو اپنے کرم سے بدلدے — مرا خطِ قسمت ہے عنوانِ دنیا
صعوبت کا گھر ہے یہ زندانِ عالم — مصیبت کا رمنا ہے ایوان دنیا
بقا ترک عالم - بقا ترک ہستی — فنا جسم دنیا - فنا جانِ دنیا
یہان دل کسی چیز سے کیا لگاؤن — نہ جائین گے ہمراہ سامانِ دنیا
ترا رنج وغم ہے تعلق جہان کا — نری بیوفائی ہے شایانِ دنیا

چھڑا تو ہی یارب کہ ہے جان مضطر
اسیرِ غم و رنجِ عصیانِ دنیا

یارب ہے تو ہی داورِ دادار ہمارا — ہے مرجعِ مقصد تری سرکار ہمارا
ہم کھوٹے ہین - اور تو ہی خریدار ہمارا — بن جائیگا سودا سرِ بازار ہمارا
اے صاحبِ دریائے کرم سینچ دے کھیتی — دنیا نے سکھایا ہے چمن زار ہمارا

محشر مین سبکدوش گناہون سے اوٹھانا — پروا تو ہی رکھنا سر دربار ہمارا

جز تیرے سنے کون صدا ساز فغان کی — مضراب ستم توڑ چکی تار ہمارا

اس صدمۂ تشہیر کا بدلا تو ہی دیگا — قسمت نے دھرا نام گنہگار ہمارا

رزّاق ہے دیتا ہے تو ہی رزق جہانکو — مالک ہے اوٹھاتا ہے تو ہی بار ہمارا

اے صاحب صد مطلع انوار کرم کر — صد رحمونکی گھٹاؤن مین ہے گلزار ہمارا

مضطر کو جہنم مین لئے جاتے ہین اعمال
تو کہدے کہ بندہ ہے گنہگار ہمارا

سپاس خدا بے زبانون کا کیا — جو پورے نہ ہون - ادن بیانونکا کیا

محبّت مین ای جان پر غم نہ ڈر — سبھی لیتے ہین - امتحانونکا کیا

وہی سب کا مالک ہے کچھ شک نہین — زمینونکا کیا - آسمانون کا کیا

دئے ہین یہان اور دیگا وہان — مکینون کو ٹوٹا - مکانون کا کیا

نہ کر مرگ اُلفت کا اے دل گلا — یونہین جاتی رہتی ہین جانونکا کیا

عزیزون سے کیا ہو جدائی کی روک — بکھر جاتے ہین یونہین دانونکا کیا

غم بیکسی جان مضطر نہ ڈھونڈھ
ٹھکانہ بھلا بے ٹھکانون کا کیا

ردیف ب

جان تیرے مرضِ عشق مین بیمار ہے اب — مجھکو امدادِ الٰہی تری درکار ہے اب

جا چکے پہلے ترے عشق مین سامان جو اسکا — جان جانے کو ترے ہجر مین تیار ہوا اب

پہلے کوئی مری امید کا گاہک ہی نہ تھا — بیکسی حسرتِ پنہان کی خریدار ہے اب

کل قیامت مین وہ ممتاز اوٹھیگا یارب — جو ترے عشق مین رسوا سرِ بازار ہوا اب

درد کا درد سے چاہت مین مین کرتا ہون علاج — میری حسرت ہی دوائے دلِ بیمار ہے اب

ہم نے دیکھا تری باتونپہ جو پہلے نہ ہلے — اونہین ہونٹونپہ ترے نام کی تکرار ہے اب

اپنی [illegible] سے بلائے عدم آباد مین تو — مجھکو جنگل سے بھی بدتر ترا گلزار ہے اب

طور پر چڑھ کے جو موسیٰ نے ترے دیکھا تھا — وہی جلوہ مری آنکھون مین نمودار ہوا اب

اپنا جلوہ دمِ آخر تو دکھا دے اوسکو
کیونکہ حیران ترا مضطرِ بیمار ہے اب

کیا بتاؤن گریہ سوزِ نہانی کا سبب — جانتی ہے اندرونی آگ پانی کا سبب

اس لئے صدقے کیا ہے تیری تیغِ ناز پر — اپنے سر کو جانتا تھا سر گرانی کا سبب

اس لئے پتھر دھرا ہے دل پہ تیری چاہ کا — وقت آخر یہ نہ ہوگا سخت جانی کا سبب

وجہِ عصیان کب ہوا جوشِ جوانی غافلو — بلکہ خود عصیان ہوئے جوشِ جوانی کا سبب

آج کے دن غم ترا کھایا ہی یارب اس لئے — کل کے دن ہوجائیگا یہ شادمانی کا سبب

تیرے بادل سینچتے ہین ہر نہالِ باغ کو
تیری رحمت سے بہار بوستانی کا سبب

کیا غرض تھی کیون مین آتا گلشنِ ایجاد مین
کھینچ لایا ہے فقط اس دانے پانی کا سبب

اپنی رحمت سے جلاتا ہے مجھے یارب تو ہی
مہربانی ہے تری اس زندگانی کا سبب

آئے ہین اوسکی عبادت کیلئے مضطر یہان
کیا بتائین اس قیامِ دارِ فانی کا سبب

ردیف (ب)

وہی دیکھتا ہے یہ ساری تڑپ
خدا کے لئے ہے ہماری تڑپ

ابھی تو قفس مین تڑپتا ہون مین
مٹا دے گی بادِ بہاری تڑپ

کرین لوٹنے پر نہ محفل مین ناز
ستینگے جو دیکھین ہماری تڑپ

خدا نے تسلی جو دیدی سب مجھے
تو مٹ جائے گی دل کی ساری تڑپ

ہے تحفہ ترے عشق کا انجرا
مجھے دل سے بڑھکر ہے پیاری تڑپ

ترے در پہ تڑپا کے لے جائیگی
مرے دل کی بے اختیاری تڑپ

تسلی خدا دیگا مضطر تجھے
نہ اتنا ہو بیقراری تڑپ

ردیف (ت)

توہی ہے کبریا رب السموات — خدائی کا خدا رب السموات

ترے افضال بیحد سے ہوئی ہے — مرے دل کی دوا رب السموات

دیا تونے اثر اپنے کرم سے — سنی سب کی دعا رب السموات

کیا کرتے ہین سب ارمان والے — تجھی سے التجا رب السموات

کھلائے ہین چمن مین پھول تونے — چلائی ہے ہوا رب السموات

بچاتا ہے توہی عصیان سے سبکو — توہی ہے رہنما رب السموات

ترا مضطر مریض درد و غم ہے
توہی دے گا شفا رب السموات

ہے تری شان بڑی شان رفیع الدرجات — تجھپہ لائے ہین سب ایمان رفیع الدرجات

تیرے مملوک ہین سب جن و ملک ارض و فلک — تیرے بندے ہین سب انسان رفیع الدرجات

رحمت عام تری وجہہ معافی ہے مگر — مشکلین کرتی ہے آسان رفیع الدرجات

دونون عالم پہ ہے یکسان نگرانی تیری — ہے توہی سب کا نگہبان رفیع الدرجات

سب کے دل ہین ترے ممنون عنایات و کرم — سبکے سر ہے ترا احسان رفیع الدرجات

بزم عالم مین یہ جلوے جو نظر آتے ہین — تیری قدرت کے ہین سامان رفیع الدرجات

غم عصیان مین گرفتار ہے مضطر تیرا — اسکی مشکل بھی کر آسان رفیع الدرجات

سب ہے بلاشبہ تری ذات مجیب الدعوات
حامیٔ جملہ مہمات مجیب الدعوات

تو نے ہی دامن امید کی عزت رکھی
سب نے کی تجھسے مناجات مجیب الدعوات

حافظ حرمت ارباب زمانہ ہے توہی
دافع جملہ بلیات مجیب الدعوات

تو نے ہر گھر مین امیدون کی جلائے ہین چراغ
جلوہ فرما ہے تری ذات مجیب الدعوات

شام اندوہ جدائی کا کبھی تڑکا ہو جائے
صبح کر دے یہ مری رات مجیب الدعوات

سر پہ ہے بار گنہ اور قیامت نزدیک
اسی خطرہ مین ہون ہوں ورات مجیب الدعوات

لاج مضطر کی قیامت مین توہی رکھیگا
اوس سے بنتی نہین کچھ بات مجیب الدعوات

سب کے دلمین ہے تری یاد مجیب الدعوات
نالہ ہے توہی اُفتاد مجیب الدعوات

تو نے ہی قید مین یوسف کی دعا سن لی تھی
دے مجھے ثمرۂ فریاد مجیب الدعوات

تو نے یونس کی سنی تھی شکم ماہی مین
کر دو اب دل ناشاد مجیب الدعوات

دھیان مین دھیان ترا دھیان ہے اے رب کریم
یاد مین یاد تری یاد مجیب الدعوات

تری دنیا نے سبھی طرح ستایا مجھکو
کیا کرون شکوۂ بیداد مجیب الدعوات

چاہ سے حضرت یوسف کو نکالا تو نے
کر مجھے قید سے آزاد مجیب الدعوات

ترے رونے پہ زمانے کا جگر کلپتا ہے
صبر دے مضطر ناشاد مجیب الدعوات

ردیف (ط)

الٰہی تو میرا نصیبا پلٹ
یہ سارے خیالات دنیا پلٹ

مین خود اپنا مضمون مقصد پڑہ ہون — ورق میری قسمت کا ایسا پلٹ

مصیبت مین یارب پلٹنا نہ تو — گئی مجھسے دنیا کی دنیا پلٹ

وہ حالت بدلدی کہ سب یہ کہین — کہ یہ ہوگئی کیسی کایا پلٹ

محبّت کے نیرنگ مضطر نہ پوچھ
گیا چار ہی دن مین نقشا پلٹ

ردیف (ث)

تری مخلوق نے اپنا تجھے جانا وارث — تجھکو سمجھے ہوئے بیٹھا ہے زمانا وارث

مالکی یہ ہے کہ سب نے تجھے مالک سمجھا — وارثی یہ ہے کہ سب نے تجھے جانا وارث

عمر بھر تیرے ہی افضال پہ تکیہ رکھا — جز ترے مین نے کسی کو بھی نہ جانا وارث

کہہ رہا ہے ترا عالم تجھے بنیا مالک — جانتی ہے تری دنیا تجھے دانا وارث

کون پوچھیگا بھلا ہم سے غریبونکو یہان — بے ٹھکانون کو توہی دیگا ٹھکانا وارث

خضر کو تو نے کیا رہبر عالم مشہور — اپنا رستہ پوچھین ہمکو بھی بتانا وارث

تیرے برتے ہی یہ سب کرتے ہین طاقت کی امید — ناتوان تجھکو سمجھتے ہین توانا وارث

توہی اول مرا وارث ہے توہی آخر مین — نہ نیا ہے کوئی وارث نہ پورانا وارث

تیرا مضطر ترے اکرام کی امید مین ہے
ڈہونڈہتا ہے تری رحمت کا بہانا وارث

ردیف (ج)

ہے ترے ہاتھ قیامت مین گنہگار کی لاج
کیونکہ رکھتا ہے تو ہی اپنے خطاکار کی لاج

جان نکلے تو ترے نام پہ یارب نکلے
وقتِ آخر تو ہی رکھ لے دلِ بیمار کی لاج

مال کا مول ضرورت پہ گھٹا دیتا ہے
مفلسی مین تو ہی رکھتا ہے خریدار کی لاج

تو نے تسبیح کی مسجد مین بڑھائی عزت
دیر مین رکھی ہے ہر رشتۂ زنّار کی لاج

ساز سے تیرے ہی چھیڑون نے نکالی نغمے
تیری آواز نے رکھ لی ہے ہر اک تار کی لاج

بزم مین رکھے ہین جلتی ہوئی شمعونکی بھرم
رزم مین رکھی ہے چلتی ہوئی تلوار کی لاج

موت سے تو ہی بچائیگا اوسے وقتِ اخیر
تیرے ہاتھون ہے ترے مضطرِ بیمار کی لاج

ردیف (چ)

یادِ معبود مین رہ وا روئے آزار نہ سوچ
عشق مین پڑ کے دوائے دلِ بیمار نہ سوچ

اوسکی رحمت کے بھروسے پہ بسر کر اپنی
کیسی گذریگی قیامت مین دلِ زار نہ سوچ

فکر کر اپنی تباہی کی تو اے بلبلِ زار
کس طرح ہو گئی برباد ہی گلزار نہ سوچ

مجھکو مرنے دے کہ ملنا ہے خدا سے مجھکو
بے سبب میری دوا اے مرے غمخوار نہ سوچ

اپنے اللہ کی طاعت مین بسر کر مضطر
فکر دنیا کی نہ کر دہر کے افکار نہ سوچ

ردیف (ح)

جہان مین کون خبر گیر ہے خدا کی طرح
اُڑا ہی ہین سب کی خبر گیریان ہوا کیطرح

جو مجھکو درد و لائے خدا کہین ملجائے
تو اوسکو گھول کے پی جاؤن مین دوا کیطرح

عجب طرح سے گذاری چمن مین عمر اپنی
رہے فضا کیطرح اوڑ گئے ہوا کیطرح

پڑے تھے چہرۂ ہستی پہ ہم نقاب صفت
ہوا لگی تو معًا اوڑ گئے ردا کی طرح

یہ بت خدا تو زمانے مین خیر بن بیٹھے
مگر ذرا بھی نہ آئی انھین خدا کی طرح

بچا کے جان مین دنیا مین اپنی آیا تھا
یہ اور بھی مرے پیچھے پڑی بلا کی طرح

نہ بھول ہستی ناپائدار پر مضطر
مٹے گا نقش بقا نقش مدعا کی طرح

ردیف (خ)

وقتِ دم تیری طرف ہے ترے بیمار کا رُخ
جیسے مطلوب کیجانب ہو طلبگار کا رخ

تو بھی عزت سر بازار محبت رکھنا
کیونکہ بدلا ہوا پاتا ہون خریدار کا رخ

بیرخی چاہ کا انجام ہوا کرتی ہے
عشق بلبل ہی نے پھیرا گلِ گلزار کا رخ

کعبہ و دیر مین ہوتی ہے پرستش تیری
ہے تری سمت ہر اک کافر و دیندار کا رخ

تو جو چاہے تو ابھی جان بچالے میری
تو جو چاہے تو ابھی موڑ دے تلوار کا رخ

اب شب تار جدائی کا نہین کچھہ دہڑکا
خواب مین دیکھہ لیا احمد مختار کا رخ

مجھکو اپنون سے امیدین تھین بہت کچھہ مضطر
وہ بھی منہ پھیر گئے دیکھہ کے اغیار کا رخ

ردیف (د)

ہے طبیعت مری اس طرح وفا کی پابند
جس طرح ساری خدائی ہے خدا کی پابند

کاہش جان کا نہین کوئی محبت مین علاج
کاوش دل نہین ہوتی ہے دوا کی پابند

باغ عالم مین ٹہرنے کا بھروسہ کیا ہو
بوئے گل ہم نے تو دیکھی ہے ہوا کی پابند

اے خدا بخش دی دنیا ہی مین عصیان میرے
تیری رحمت تو نہین روز جزا کی پابند

ہائے افسوس کہ تقدیر سے پائی ہم نے
ایسی دنیا جو نہین رسم وفا کی پابند

دل مین اس طرح تپ سوز نہان ہے پنہان
جس طرح جلوہ نمائی ہو ردا کی پابند

اگر اللہ کو منظور نہ ہوتا مضطر
تو نہ ہوتی کبھی تاثیر دعا کی پابند

ردیف (ڈ)

زاہدونکو ہوگا اپنے زہد و طاعت پر گھمنڈ
ہے ہمین تو صرف یارب تیری رحمت پر گھمنڈ

نقش گر تیرا نہ ہوتا سوجھتا کیا اسمین خاک
آئینہ کرتا ہے ناحق اپنی صورت پر گھمنڈ

اوسکے جلوے نے جلا رکھے ہین لاکھون ہی چراغ
شمع داغ دل کو کیون ہو اپنی طلعت پر گھمنڈ

موج کرتی ہے ترے دریاے رحمت پر غرور
باغ کرتے ہین ترے نیرنگ قدرت پر گھمنڈ

پائی ہے جس جس نے کعبے مین جگہہ بعدِ فنا
ایسے لوگون کو بجا ہے اپنی قسمت پر گھمنڈ

داغ دل کی روشنی پھیلی ہوئی ہر گھڑی
ہے ہمین تاریکیِ شبہاے تربت پر گھمنڈ

سب تو مضطر کر رہے ہین حسن صورت پر غرور
وہ ہمین ہین جسکو ہے شانِ محبت پر گھمنڈ

ردیف (ذ)

نہ مجھے عیش ہے میٹھا نہ ہے آرام لذیذ
ہان اگر ہے تو غم خالقِ علام لذیذ

اوس محبت کی مزے لوٹ رہا ہون دلمین
جس محبت نے پلایا ہے مجھے جام لذیذ

عاشقونکا تو کبھی پیٹ بھرا کرتا ہے
ہے ہر اک شے سے غم اوسکا دلِ ناکام لذیذ

کیا کرے میری زبان تیرا سپاس اے رازق
نعمتین تو نے کھلائین سحر و شام لذیذ

خوگرِ عشق کو آتا ہے مزا چھیڑون مین
تیرے زخمون کو بھی سمجھا دل ناکام لذیذ

یون تو دنیا کی سبھی دیکھی ہین کڑوی باتین
ہے زبانون کے لئے صرف ترا نام لذیذ

زندگی طرز توکل مین گذاری ساری
ہم نے غم کھائے ہین اے مضطرِ ناکام لذیذ

ردیف (ر)
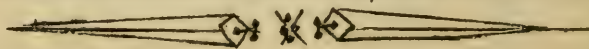
توہی دو جہان کا کفیل ہے - مری آرزو کا خیال کر
توہی سب کا ربّ جلیل ہے - مری آرزو کا خیال کر
مجھے دیگا دادِ عمل توہی - شجرِ مراد کا پھل توہی
مری عمر سب کے قلیل ہے - مری آرزو کا خیال کر
ہے تجھی سے آس لگی ہوئی - یہی امید بڑی ہوئی
بجز اسکے کون سبیل ہے - مری آرزو کا خیال کر
مرے سوزِ غم کو بجھا دے تو - مرے دل کی آگ مٹا دے تو
ترے بس مین باغ خلیل ہے - مری آرزو کا خیال کر
مرا نام مضطر بینوا - ترا نام مالکِ دوسرا
یہ کرم کی خاص دلیل ہے - مری آرزو کا خیال کر

اپنے کرم سے اے خدا مجھکو جنان نصیب کر
درد کا لطف پا چکا - لذّت انبساط دے
اتنے برس تو کٹ گئے - آفت و رنج و درد مین
چین کی ساری گھڑیان - تیری ہی ہاتھ مین خدا
اپنا فسانۂ الم جز ترے کس سے مین کہون

خار یہان اوٹھا چکا - پھول وھان نصیب کر
رنج گران تو مل چکا - عیشِ گران نصیب کر
اب تو میانِ زندگی - چین یہان نصیب کر
مجھکو بھی باغِ دھر مین امن و امان نصیب کر
دل کا ملال میٹ دی - راحتِ جان نصیب کر

تیری ہی ذات سے مجھے عیش ملا ہین آجتک
تونے ہی سب یہان دیا۔ توہی وہان نصیب کر

تیری ہی یاد مین رھون۔ دل مجھے اسطرح کا دے
تیرا ہی ذکر مین کرون۔ ایسی زبان نصیب کر

تیری ہی جسمین فکر ہو۔ ایسا خیال دے مجھے
تیرا ہی جسمین ذکر ہو۔ ایسا بیان نصیب کر

مضطرِ خستہ دل ترا۔ ہے تری آس پر پڑا
اوسکو بحق مصطفٰے راحتِ جان نصیب کر

تصدق ہین تن من خدا کے کرم پر
قلم جس نے پھیرے ہین طرز الم پر

درستی سنا ہے ترے ہاتھ ہوگی
بڑا ناز ھے مجھکو کھوٹے کرم پر

ترا وصف لکھا تو یہ شان دیکھی
سیاہی کا دھبہ نہ آیا قلم پر

توہی فتح مندی قیامت مین دیگا
چڑھائی ھے خلقت کی ملکِ عدم پر

مدد کر مدد ورنہ کچھ دن مین یارب
ہنسے گی رہائی گرفتارِ غم پر

یہ آنسو تو تیرے ہی رو کے رکین گے
توہی ھاتھ رکھے گا اس چشمِ نم پر

گلا کر نصیبون کا مضطر خدا سے
نہ رکھ اپنی قسمت کا الزام ہم پر

توھی ھے توھی سب کا ربِّ غفور
نہان وعیان تو ھے نزدیک و دور

زمانے پہ تیرے عبادت ہے فرض
خدائی کو تیری پرستش ضرور

اوجالے مین روشن ہے ترا جمال
اندھیرے مین پھیلا ھے تیرا ہی نور

نہ رکھا کبھی تو نے آنکھون کو تر
نہ رکھا کبھی تو نے دلِ ناصبور

نڈالی کبھی تو نے آفت مین جان — نہ برپا کیا زندگی مین فتور
نہ پائے تجھے غور و فکر و خیال — نہ سمجھے تجھے وہم و عقل و شعور
ترا فیض ہے ثمرۂ شاخ باغ — ترا نور ہے طرۂ تاجِ طور
تجھی پر خدائی کا دعویٰ ہے زیب — تجھی پر ہے زیبا یہ کبر و غرور

نہ ہے ابتدا اور نہ ہے انتہا
ہے مضطر بڑی ذات ربِ غفور

بڑی شان ہے شانِ پروردگار — زہے لطف و احسانِ پروردگار
خدائی ہے اوس کے کرم پر فدا — زمانہ ہے قربان پروردگار
نہال اوسکی قدرت سے سرسبز ہین — چمن پر ہے فیضانِ پروردگار
ہوا ہے ابھی تک نہ ہوگا کبھی — ادا شکر احسانِ پروردگار
رہے گا یونہین لب پہ نامِ خدا — یونہین دل مین ارمانِ پروردگار
عنایت ہے جزوِ صفاتِ کرم — حمایت ہے شایانِ پروردگار

یہی جانِ مضطر کی ہے آرزو
کہ ہو جائے قربانِ پروردگار

تری حمد جاری ہے سب کی زبان پر — پکارا گیا تو زمین آسمان پر
ترا نام جپتے ہین سب مرغِ گلشن — فقط اک تو ہی تو ہے سبکی زبان پر
سبھی دل اطاعت پہ تیری ہین مائل — سبھی سر جھکے ہین ترے آستان پر

ترا عام اکرام سب کے لئے ہے ‏— تری عام رحمت ہے سارے جہان پر

بھروسا ہے مضطر کو تیرے کرم کا
وہ بے فکر ہے اس متاعِ گران پر

ترا درد دلمین رہے عمر بھر ‏— زبان تجھکو مالک کہے عمر بھر
اوسے باغ جنت نہ کیون ہو نصیب ‏— جو تیرے لئے غم سہے عمر بھر
اگر نام تیرا نہ لے آدمی ‏— تو بہتر یہ ہے چپ رہے عمر بھر
عجب کیا بجھادین جو دوزخ کی آگ ‏— وہ آنسو جو یونہین بہے عمر بھر

ادا ہو نہ ہرگز تری حمد پاک
اگر یونہین مضطر کہے عمر بھر

تو ہی ہے زمین پر تو ہی آسمان پر ‏— ترا نام جاری ہے سب کی زبان پر
ترا ناز جاوی ہے حسنِ جہان پر ‏— ترا بوجھ بھاری ہے کوہ گران پر
تو ہی لاج رکھے گا محشر مین یارب ‏— نہ ٹھہرے گا کوئی ترے امتحان پر
اگر تیرا جذبِ محبت یہی ہے ‏— چلی جائے گی یہ زمین آسمان پر
جسے آسمان کھہ رہا ہے زمانہ ‏— مین سایہ سمجھتا ہون تیرا جہان پر
رہے ہم سے اچھے کہین مرنے والے ‏— جو ہم ہین زمین پر تو وہ آسمان پر
کھٹک ہو رہی ہے ترے غم کی دلمین ‏— مین قربان ہو جاؤن اس دردِ جان پر
کرینگے مرے ترکِ خدمت کے شکوے ‏— وہ سجدے جو پہونچے ترے آستان پر

ہے یہ بھی ترا ایک ناچیز بندہ
نگاہِ کرم مضطرِ خستہ جان پر

زہے صنعتِ پاک پروردگار
لگائے ہین شاخون کے پہلو سے پھول
انیسِ شبِ غم وہی ذات ہے
مٹایا اوسی نے غمِ جان گسل
چراغون سے طاقون کو روشن کیا
یہ شاخین جو ہین سر جھکائے ہوئے
روش اوسکی رحمت سے سرسبز ہے
الٰہی سوادِ مدینہ دکھا

خزان کو کیا وقفِ رنگِ بہار
ملائے ہین آپس مین لیل و نہار
جدائی کا پردہ کیا تار تار
گذاری اوسی نے شبِ انتظار
بھرا پھول سے دامنِ روزگار
اوسی کے کرم سے ہین سب زیربار
چمن اوسکی قدرت سے وقفِ بہار
مرادِ دلِ دادخواہان برار

ہے اُمیدِ مضطر تجھی سے لگی
رعایت دریغ از رعیت مدار

تصدق ہے تیری خدائی تجھی پر
خدا تجھکو جانا خدائی نے اپنا
دمِ حسرت و رنج و غم پڑ رہی ہین
قیامت مین تو ہی اوٹھائے گا اسکو
نصیبون کی گرہین کھلین تب یہ جانا

ہے زیبا تری کبریائی تجھی پر
خدائی سب ایمان لائی تجھی پر
نگاہین سب اپنی پڑائی تجھی پر
یہ بیٹھی ہے ساری خدائی تجھی پر
کہ ہے ختم عقدہ کشائی تجھی پر

توہی دل کے مقصود کرتا ہے پورے
یہ دیر و حرم کا نہیں کچھ بھی جھگڑا
کیے سرخرو تو نے ہی اپنے بندے

ہوئی ختم عہدہ برآئی تجھی پر
یہ ہے ساری لفظی لڑائی تجھی پر
زمانے نے منہدی رچائی تجھی پر

نباہی بہت خوب فرقت میں مضطر
ہوا ختم دردِ جدائی تجھی پر

میں راضی ہوں بیشک اوسکی رضا پر
وہ مالک ہے رکھتا ہی کانٹوں میں غنچے
بس اب مجھ میں تاب جدائی نہیں ہے
نہیں حاجت داروے رنج پنہان

بھروسا خدائی کا ہے جبن خدا پر
چلاتا ہے ذرون کو موجِ ہوا پر
عزیزون سے کہدو کہ چھوڑیں خدا پر
مرا درد غالب ہے میری دوا پر

یہی آرزو ہے یہی مدعا ہے
مروں جا کے مضطر درِ مصطفےٰ پر

ردیف (ڑ) ہندی

جز خدا عالمِ اسباب کے دھندے میں نہ پڑ
مول لینا نہیں اچھا شبِ تنہائی کا
کاہشِ جان ہیں یہ کہہ اک جہان کر ایذا
باندھتا ہے تجھے دامن میں خیالِ عقبیٰ

اے دلِ زار کسی اور کے جھگڑے میں نہ پڑ
الفت گیسوئے شبگون کے شکنجے میں نہ پڑ
اِن سے بچنا ہی تو دنیا کی بکھیڑے میں نہ پڑ
اے نجم دہر خدا را میرے پلے میں نہ پڑ

ہے یہان یاس تمنا کا نتیجہ اے دل
تو خدا کے لئے امید کے جھگڑے مین نہ پڑ

بیکسی اور کہین جا کے ٹھکانا کرے
بن کے ٹوٹا مری امید کے سودے مین نہ پڑ

بخشنے والا ہے اللہ تجھے اے مضطر
جب یہ صورت ہے تو تو حشر کے جھگڑے مین نہ پڑ

ردیف (ز)

زہے قدرت رب عالم نواز
اوسی پر ہے ساری خدائی کو ناز

نظر کو دکھائی ہے راہ رضا
سرون کو جھکایا ہے بہر نماز

خیالون کو بخشا ہے حسن و عموم
نگاہون کو دی قوت امتیاز

محبت سے دو دل کو کرتا ہے ایک
بڑھاتا ہے آپس مین راز و نیاز

بناتا ہے سب کام بگڑے ہوئے
وہی اپنے بندون کا ہے کارساز

زمانے مین کچھ بھی نہین ہے دھرا
کرے کون دو دن کے جینے پہ ناز

وہی دیگا مضطر تمہین داد غم
وہی جانتا ہے زمانے کے راز

تو رب ذی کرم ہے اے پاک بے نیاز
معبود لا کلام ہے اے پاک بے نیاز

اچھے برے سب ایک ہین تیری نگاہ مین
رحمت کا فیض عام ہے اے پاک بے نیاز

کرتا ہے تو ہی تکملۂ آرزوئے دل
بنتا تجھی سے کام ہے اے پاک بے نیاز

ہر گھر مین پرتو ا ہے ترے نور پاک کا ۔ ہر دل ترا مقام ہے اے پاک بے نیاز
تیری ہی یاد یاد ہے اے رب ذوالمنن ۔ تیرا ہی نام نام ہے اے پاک بے نیاز
جو کچھ یہ ہے یہ کچھ نہ رہیگا سوا ترے ۔ باقی تو ہی دوام ہے اے پاک بے نیاز
مثل شب فراق زلیخا گزار دے ۔ مضطر کا دن بھی شام ہے اے پاک بے نیاز

ردیف (س)

لگائے ترے غم مین ساری برس ۔ تڑپتے ہی گزرے ہمارے برس
تری یاد مین روکے کاٹی ہین دن ۔ ہمیشہ تڑپ کر گذارے برس
قیامت مین بھی یاد کرتا اوٹھون ۔ یہ پیارے مہینے یہ پیاری برس
مین ای ابر رحمت لگائے ہون آس ۔ یہان بھی کبھی آکے پیارے برس
چھل سال عمر عزیزت گذشت ۔ کٹے مفت اے دل یہ ساری برس
الٰہی اب آگے مدد کر مری ۔ بہت کٹ چکے بے سہاری برس
خدا پر توکل ہے مضطر اگر ۔ تو اچھے کٹینگے تمہاری برس

ردیف (ش)

ہے دنیا مین ناحق وفا کی تلاش ۔ کرو اس کے بدلے خدا کی تلاش
جگر کو ترے زخم کی جستجو ۔ کلیجے کو تیر ادا کی تلاش
ہے باغون کو تیرے پھولون کی ہوس ۔ ہے پھولون کو تیری ہوا کی تلاش
مری طرح ڈھونڈھے ہے اوسے دربدر ۔ جو زاہد نے یون کی تو کیا کی تلاش

خیالون مین اچھا خیالِ رسول
تلاشون مین اچھی خدا کی تلاش

نہ پائی کسی مین بھی بوئے وفا
جھان مین یہ شے بارہا کی تلاش

ٹھکانے لگا دیگی مضطر تمھین
خدائی کے اندر خدا کی تلاش

ردیف (ص)

اپنے بندونپہ ہمیشہ ترا اکرام ہے خاص
کام دل سب کے بنانا یہ ترا کام ہے خاص

خاص بندونپہ الٰہی ترا انعام ھے عام
عام بندونپہ الٰہی ترا انعام ھے خاص

ترا ہر رنج مریضون کا ھے درمان یارب
ترا ہر درد دوائے دل ناکام ہے خاص

موت کا غم نہین کرتے ترے مرنیوالے
کیونکہ مرنا تری دنیا کا اک انجام ھے خاص

ملک الموت سے مضطر نہین ڈرتا ترا
لانے والا یہی یارب ترا پیغام ھے خاص

ردیف (ض)

آدمی کو اپنے جیسے آدمی سے کیا غرض
اےخدا ہمکو سوا تیرے کسی سے کیا غرض

لیکے دل ہر مستیٔ عشق خدا نے یہ کھا
بیخودی کا ڈہونڈہنا اچھا خودی سے کیا غرض

عیش دنیا اونکی نظرونین سماتے ہی نہین
ترے غم مین رہنے والونکو خوشی سے کیا غرض

مر گئے جو جیتے جی یارب ترے ارمان مین
سچ تو یہ ھے اونکو اپنی زندگی سے کیا غرض

تو جھان بھیجیگا جانے کے لئے تیار ہین
دوزخی سے کام کیا اور جنتی سے کیا غرض

منعمون کے در پہ جائین جنکو ہو دولت کی چاہ
ترے بھیک منگون کو جز تیرے کسی سے کیا غرض

وہ اپنے زہد پر اترا رہے ہین رات دن
لوٹتا ہون مین ترے نیرنگ قدرت کی بہار
شور محشر جب کبھی آئیگا دیکھا جائے گا

حضرت زاہد کو رسم عاشقی سے کیا غرض
مجھکو ان پھولون کی رنگ عارضی سے کیا غرض
کیون ڈرے جاتے ہو اے مضطر ابھی سے کیا غرض

ردیف (ط)

تری یاد نے کر دیا غم غلط
مرا ساتھ دین رو نیوالے مرے
ترے غم مین وہ میرے کس کام کی
تری یاد مین جان نکلے مری
یہ برسات دہوگی کیا داغ دل
ہے یارب تری ایک ہستی صحیح
زمانے کا مضطر عجب حال ہے

سمجھتے ہین ہر رنج کو ہم غلط
ادا کیون کرین رسم ماتم غلط
تسلی جو دیتے ہین ہمدم غلط
تو سمجھون کہ اب ہو گیا غم غلط
خبر مجھکو دیتا ہے موسم غلط
سوا اس کے سب نقش عالم غلط
ہین دونون یہان شادی و غم غلط

ردیف (ظ)

ہے تو ہی سب کا اے خدا حافظ
وہ تو ہی ہے کہ سب دم رخصت
وہ ترا ہی کلام ہے - جس کا
دشت غربت مین جز ترے یارب
ہم نے جنگل مین تجھکو دیکھا ہے

نہین کوئی ترے سوا حافظ
کہتے ہین - جائے خدا حافظ
ڈہونڈہتے ہین سب آسرا حافظ
نملا کوئی دوسرا حافظ
تن تنہا کا بر ملا حافظ

چشم باطن کے کہولنے والے | تو نے اندھون کو کردیا حافظ
ہے خدائی تری حفاظت مین | تجھکو کہتے ہین سب بجا حافظ
یہ دوائین تو صرف حیلہ تھین | توہی بیمار کا رہا حافظ

اوس خدائی مین ہم بھی ہین مضطر
جس خدائی کا ہے خدا حافظ

ردیف (ع)

ہم چلے سوئے خدا اے دار فانی الوداع | موت آپہونچی - بہار زندگانی الوداع
گو منہ کھولے ہوئے ہے دار دنیا الفراق | گھر اوجڑتا ہے حریم شادمانی الوداع
جنکو چکھنی ہے وہ چکھین تیری لذت دہر مین | پھر گیا اپنا تو موہنہ - اے دانہ پانی الوداع
مرغ جان یہ کہکے اب جاتا ہے مالک کی طرف | شاخ طوبیٰ گھر بنی باغ جہانی الوداع
باغ جنت کی ہوائین ہمکو لینے آگئین | اے فضائے تختہ گلزار فانی الوداع
دل رکا جاتا ہے اے سوز نہانی الفراق | جان اب جاتی ہے اے آرام جانی الوداع

اوسنے خود چاہا نہ مضطر ورنہ فرط شوق سے
خضر لکھدیتے حیات جاودانی الوداع
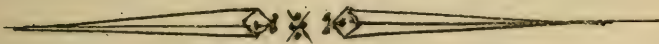
ردیف (غ)

تیرے جلوے سے مثال شمع شبستان کا فروغ
واقعی کیا چیز تھا شب بھر کی مہمان کا فروغ

دردِ دل کے سامنے کیا اور دردون کی بساط
سوزِ دل کے سامنے کیا شمع سوزان کا فروغ

کیا کٹے گی داغِ سوزان سے شبِ تارِ فراق
کام کیا دے گا چراغ زیرِ دامان کا فروغ

ظلمتِ کفر و ضلالت سے اوسے کیا کام ہے
دل مین جو رکھے چراغِ دین و ایمان کا فروغ

کل شبِ تارِ لحد مین۔جا کے سونا ہے ہمین
کچھ تو کام آئے گا مضطر داغ پنہان کا فروغ

ردیف (ف)

کر نہ اے دل رغبتین تو دار فانی کیطرف
کیونکہ جانا ہے۔خداوندِ جہانی کیطرف

جب روانہ ہم ہوئے اس دار فانی کیطرف
بے تحاشا موت دوڑی زندگانی کیطرف

مٹ کے ہم پہونچے حریم کاروانی کیطرف
بے نشان ہو کر گئے اپنی نشانی کیطرف

اس طرح ہم ساقی کوثر کو پہونچے ڈھونڈھنے
جیسے پیاسے دوڑ کر جاتے ہین پانی کیطرف

وہ یہین موجود ہے جو مانگنا ہو مانگ لے
کیون دعا جاتی ہے سقفِ آسمانی کیطرف

اس طرح دنیا کی جھگڑون سے نکل کر مین چلا
جیسے ڈوبا رخ نہین کرتا ہے پانی کیطرف

جز غم و رنج و الم مضطر نہ پایا خاک بھی
کیا سمجھ کر آئے تھے ہم دار فانی کیطرف

ردیف (ق)

تیرے جلوے کا ہے ذرات زمانہ مشتاق
ڈہونڈتے پھرتے ہین تیرا ہی ٹھکانا مشتاق

تونے اورون کو کبھی طور پہ آنے نہ دیا
کیا فقط حضرتِ موسیٰ ہی کو جانا مشتاق

کاش ایسے مین دکہادی انہین صورت اپنی
آخری وقت ہے ہوتے ہین روانا مشتاق

پیٹ مین بہی ترے دانے کو ہے پانی درکار
کھیت مین بھی ترے پانی کا ہی دانا مشتاق

اپنا دیدار دکہادے گا الہی جس دن
تب مین جانون گا کہ تونے مجھے جانا مشتاق

مرتے مرتے بہی لگا رکہی ہے اتنی سی ٹھسک
بے بُلائے نہین ہوتے ہین روانا مشتاق

صرف مضطر ہی نہین وصل کا طالب یارب
یہ وہ دولت ہی کہ جس کا ہے زمانہ مشتاق

ردیف (ک)

تجھے مین نے ڈہونڈا ہے ہٹ کر یہانتک
مری خاک اوڑ کر گئی آسمان تک

ترے عشق مین جھیل لین سختیان تک
اوٹھائے ترے غم مین کوہِ گران تک

تری مرضیون پر سدا عمر کاٹی
نہ آیا کبھی تیرا شکوہ زبان تک

یہان تک پیا خونِ دل مین نے یارب
کہ آنسو گئے بہہ کے داغِ نہان تک

کٹی زندگی ایسے اوجڑے چمن مین
نہ آئی کبھی برق بہی آشیان تک

خدا آج ملتا ہے کیا تم کو مضطر
ابھی کل تو پہونچے ہو کوی بتان تک

ردیف (گ)

تیرے جلوے نے جلائی جو ترے نور کی آگ
چشم موسی کے لئے نور ہنی طور کی آگ

جلتی ہین حسرت دیدار ہین آنکھین میری
دشمن تار نظر ہے دل رنجور کی آگ

تو اگر دیدے اجازت تو مسافر بن کر
مین بہی لینے کو چلا آؤن کبھی طور کی آگ

اب تو جلتی ہے بہت تیز ہوا حسرت کی
پاس تک آکے جلادو نہ مجھے دور کی آگ

مدتون سے یہی اُمید لئے بیٹھا ہون
دل کی ہانڈی ہین لپکاؤن جو ملے طور کی آگ

ابر رحمت ترا برسے تو تسلی پاؤن
آنسوؤن سے نہ بجھے گی دل محرور کی آگ

دہوکا کہانے کی محبت مین ضرورت کیا ہی
تیرے مضطر کو نہین چاہیئے اس طور کی آگ

ردیف (ل)

توہی ہے وارث دوائی خدائے عزوجل
سبھی کی بات بنائی خدائے عزوجل

توہی لبا ہے بطور مکین مکانون مین
کوئی جگہہ نہین خالی خدائے عزوجل

رگڑ رگڑ کے مٹایا مخالفون کا غرور
ہے تیری شان جلالی خدائے عزوجل

فقط دکھانیکو اپنے کمال کی طاقت
تمام خلق اوٹھالی خدائے عزّوجل

جہان کو تارِ تصور سے تونے باندھا ہے
بنا کے بزم خیالی خدائے عزّوجل

ہجوم رنج و مصیبت مین کی مدد تونے
ہماری جان بچالی خدائے عزّوجل

جفائے چرخ نصیبون مین میرے کیون لکھدی
وفا کی ٹٹنے والی خدائے عزّوجل

جھلک رہے ہین ہر اک چیز مین ترے جلوے
تری ادا ہے نرالی خدائے عزّوجل

تجھی سے مانگ رہا ہے ترا گدا مضطر
تو اوسکو پھیر نہ خالی خدائے عزّوجل

یہ سب ہے تیری خدائی - خدائے عزّوجل
کسیکو کب ہے بڑائی خدائے عزّوجل

بنا کے نقش مین رنگ فنا بھرا تونے
عجیب شان دکھائی خدائے عزّوجل

غرور والون کے سارے غرور میٹا دیئے
جلا کے شمع بجھائی - خدائے عزّوجل

یہان بھی تونے ہی بندون کا رکھ لیا پردہ
وہان بھی بات بنائی - خدائے عزّوجل

ترا ہی ابر کرم سب دلون سے کرتا ہے
کدورتون کی صفائی - خدائے عزّوجل

پکار تیری مچی ہے جہان مین چار طرف
پھری ہے تیری دوہائی - خدائے عزّوجل

جو تیری راہ مین حاصل ہے تیرے مضطر کو
زہے وہ شان گدائی - خدائے عزّوجل

تو ہی ہے ربِّ جہانی خدائے عزّوجل
یہ سب ہے تیری نشانی - خدائے عزّوجل

رضائے پاک سے تیری بڑی ہے مستحکم
بنائے کون و مکانی - خدائے عزّوجل

ادا کرے ترے ارکان حمد کیا طاقت
نہیں یہ تاب زبانی خدائے عزّ وجل

حکیم دردنھان ذات پاک ہے تیری
علیم سرّ نھانی خدائے عزّ وجل

مجال آب یہ کب تھی کہ خاک پر بھتا
یہ تو نے دی ہے روانی۔ خدائے عزّ وجل

یہ تیرے ابر کرم کے بھرے بھرے ٹکڑے
کرین گے آگ کو پانی۔ خدائے عزّ وجل

ترا ہی مضطرِ بیمار کو سہارا ہے
مٹا یہ کاہشِ جانی خدائے عزّ وجل

توہی تو ربِّ ازل ہے۔ خدائے عزّ وجل
نہ مثل ہے نہ بدل ہے۔ خدائے عزّ وجل

توہی تو طرز ادا ہے خدائے بے پروا
توہی تو حسنِ عمل ہے۔ خدائے عزّ وجل

بنا ہے تو نہ بنے گا مٹا ہے تو نہ مٹے
بری ز رسمِ اجل ہے۔ خدائے عزّ وجل

توہی قیام قیامت مین لاج رکھ لینا
وہ معرکہ بھی توکل ہے۔ خدائے عزّ وجل

کرم سے کردے مری شامِ غم کا بھی تڑکا
تری تو صبح ازل ہے۔ خدائے عزّ وجل

الگ الگ یہ سحابِ کرم کے چھینٹے کیون
ادھر بھی کشتِ امل ہے۔ خدائے عزّ وجل

ترا کفیل تو دونون جھان مین اے مضطر
خدائے عزّ وجل ہے۔ خدائے عزّ وجل

مین ناچیز بندہ ہون تو ذوالجلال
ترا حکم ٹالون کھان یہ مجال

ترے قھر کی مجھ مین طاقت نھین
آلھی مجھے اس بلا مین نہ ڈال

آلھی بڑی آفتون سے بچا
آلھی گری حالتون کو سنبھال

بہت تنگ ہون دردِ فرقت سے مین — یہان تک کہ ہے زندگانی وبال
ہین صرف فغانِ دلی راحتین — ہر اک عیش ہے وقفِ رنج و ملال

شہنشاہ تو اور مضطر فقیر
فقیرون کی ہوتی ہے صورت سوال

ردیف (م)

اوس کے قبضہ مین ہے سب لیل و نہارِ عالم — اوسکی قدرت کا کرشمہ ہے بہارِ عالم
اوس کے اکرام ہین ذرات خبر گیر جہان — رحمتِ عام ہے مصروف بکارِ عالم
ابھی چاہے تو ہواؤن سے صفائی کر دے — ابھی چاہے تو مٹا دے - وہ غبارِ عالم
دیکھنے کو ہے وہی حسرت دلہائے جہان — پوچھنے کو ہے وہی حالتِ زارِ عالم
اوسکے الطاف ہین مرہم نہ زخمِ جگری — اوس کے محتاج ہین سب سینہ فگارِ عالم
احتیاجو نین وہی ذات ہے دنیا کی کفیل — جس نے رحمت سے بسایا ہے دیارِ عالم

مضطر اِس راہ مین چلنا بھی تو ہشیار ہے
ہے خطرناک بہت راہ گذارِ عالم

نجات اوس نے بخشی تو پائین گے ہم — وہ ڈالے تو ڈالے اوٹھائین گے ہم
درِ پاک حضرت پہ ٹیکین گے سر — نصیبون کو یون آزمائین گے ہم
قیامت تو آنے دے اے زندگی — کہین سے تجھے ڈھونڈھ لائین گے ہم
خدا دل کو دے دردِ عشقِ رسول — اِسی غم مین خوشیان منائین گے ہم

اگر پاؤن ٹوٹے تو کچھ غم نہین
بھلا اوس سے کیا چھپ کے کرنا گناہ

مرینگے سر آنکھون سے جائینگے ہم
جسے ایکدن مُنہ دکھائینگے ہم

امانت ہین مضطر کلیجے کے داغ
مُوئے پر خدا کو دکھائینگے ہم

تو سب کا کردگار ہے ستار ذی الکرم
رکھتا ہے تو ہی پردۂ عصیان جہان کا
پاتے ہین سب تجھی سے اُمیدونکے پھول پھل
کرتا ہے تو ہی سبکو مرادونمین کامیاب
ہر ایک خال ہے ترے احسان سے نہال
تو نے ہی نوش و نیش کو اک جا بہم کیا

مختارِ گل دیار ہے ستّارِ ذی الکرم
عالم کا پردہ دار ہے ستّارِ ذی الکرم
تو مالکِ بہار ہے ستّار ذی الکرم
دل تجھسے کامگار ہے ستّار ذی الکرم
ہر شاخ زیر بار ہے ستّارِ ذی الکرم
پہلوے گل مین خار ہے ستّار ذی الکرم

اپنے کرم سے اوسکی خطاؤن کو بخشدے
مضطر گناہگار ہے ستّار ذی الکرم

جلوۂ شمع سر طور ہے تو ربّ کریم
اِن نگاہون سے نظر کیون نہین آتا مجھکو
دور و نزدیک تو ہی سب کی خبر لیتا ہے
اپنے بیمار سے پردے مین چھپا ہے ناحق
تیرے بدمست تری دُھن مین رہا کرتی ہین

سب کے گھر مین سبب نور ہے تو ربّ کریم
ایسا کس پردے مین مستور ہے تو ربّ کریم
سب سے نزدیک ہے اور دور ہے تو ربّ کریم
جب علاجِ دلِ رنجور ہے تو ربّ کریم
نشۂ دیدۂ مخمور ہے تو ربّ کریم

سب خدائی تجھے کہتی ہے خدائی والا
اپنی مخلوق مین مشہور ہے۔ تو ربِّ کریم

گوشۂ قبر مین تو چین سے رکھنا اوسکو
مالکِ مضطرِ مغفور ہے تو ربِّ کریم

مامنِ صدمہ و آلام ہے تو ربِّ کریم
وجہہ عیشِ دلِ ناکام ہی تو ربِّ کریم

رات دن ہین ترے الطاف کے چشمے جاری
یا وسبکو سحر و شام ہے تو ربِّ کریم

ہر طرح صاحبِ عزّت ہی تو عزت والے
ہر طرح واجب الاکرام ہے تو ربِّ کریم

حافظ الملک تری ذات ہے یا ربِّ قدیر
مالک الملک ترا نام ہے تو ربِّ کریم

اپنے مضطر کو بھی دی مایۂ صد عیش و سرور
باعثِ راحت و آرام ہے تو ربِّ کریم

بے گمان واہبِ دادار ہے تو ربِّ کریم
چارہ سازِ دلِ بیمار ہے تو ربِّ کریم

کاٹ دیتا ہے تو ہی رنج و الم کی گھڑیان
ہر مصیبت مین مددگار ہے۔ تو ربِّ کریم

تو ہی اندوہ و مصیبت مین خبر لیتا ہے
میری حالت سے خبردار ہے تو ربِّ کریم

کوئی محشر مین نہین دام لگانے والا
جنسِ عصیان کا خریدار ہے تو ربِّ کریم

ہین یہ سب تیری ہی قدرت کے نمونے غنچے
رنگِ گل بن کے نمودار ہے۔ تو ربِّ کریم

غیر ممکن ہے کہ رہرو کوئی رستہ بھولے
رہبری کیلئے تیار ہے۔ تو ربِّ کریم

تندرستی کی توقع ہے تجھی سے اوسکو
چارۂ مضطرِ بیمار ہے تو ربِّ کریم

مرے کام آ - یا خدائے کریم
غم دل مٹا - یا خدائے کریم

نہین پوچھتا ہے یہان کوئی بات
وہین اب بلا - یا خدائے کریم

تپان سوز ہجر محمدؐ سے ہون
مدینہ دکھا - یا خدائے کریم

یہان آکے دیکھا تو کوئی نہ تھا
فقط تجھکو پایا - خدائے کریم

اوٹھایا نہ کچھہ بھی ترے نام پر
تو پھر کیا کمایا - خدائے کریم

سنیگا تو ہی کیونکہ سنتا ہے تو
ہمارا اگلا - یا خدائے کریم

ترے درد کا میرے ویسے کبھی
نہ جائے مزا - یا خدائے کریم

مجھے اپنے ہی غم مین رکھ مبتلا
ہین عیشون سے دہایا - خدائے کریم

کہین کھو گیا جان مضطر کا چین
تو ہی پھیر لا - یا خدائے کریم

ردیف (ن)

ہمین طاقت قہر باری کہان
بھلا ہمت زخم کاری کہان

نہ جانے زمانے کا کیا حشر ہو
مٹے گی یہ ناپائداری کہان

نہ سنبھلے ذرا بھی زمانے کے لوگ
نجانے انھون نے گذاری کہان

چلا سر پہ ہین لے کے عصیان کا بوجھ
تو رحمت خدا کی پکاری کہان

یہ دنیا جگہہ خاک ہونے کی ہے
کسی چیز کو استواری کہان

حیات اور قیام دیار عرب
بھلا ایسی قسمت ہماری کہان

خدا بھی یہان ہے نبی بھی یہان ۔ چلی لے کے امیدواری کہان

بہت ہین ابھی میری پرسش کو ہر ۔ بہت ہین ابھی میری باری کہان

سفر کیا مدینہ کا مضطر ہوا ؛
تجھے لے چلی بیقراری کہان

زندگی نذر ملاقات خدا کرتا ہون ۔ مین نے وعدہ جو کیا تھا وہ وفا کرتا ہون

گلشن دہر مین کیا خاک فزا کرتا ہون ۔ کانٹے چن چن کے کلیجے مین دھرا کرتا ہون

عشق مین نت نئے عالم کی ہین سیرین حاصل ۔ روز مین اک نئی دنیا مین بسا کرتا ہون

جان دیکر ترے ملنے کی ہے صورت سوجھی ۔ صرف اسواسطے ارمان قضا کرتا ہون

اپنے ہنسنے پہ بھی روتا ہون مین پھرون مضطر
اپنے رونے پہ بھی پھرون مین ہنسا کرتا ہون

ترا قہر و جبر خزان چمن ؛ ۔ مٹاتا ہے دم بھر مین شان چمن

غضب ڈھا گئی یہ خزان چمن ۔ لٹا ہے کس طرح کاروان چمن

گلون نے یہان آکے کانٹے چنے ۔ یہی کہہ رہی ہے زبان چمن

نہ جانے گیا موسم گل کہان ۔ کہ سونا پڑا ہے مکان چمن

کدھر اڑ گیا وہ شباب بہار ۔ کہان چل بسے نوجوان چمن

وہ گل ٹوٹ کر خاک مین مل گئے ۔ جو پھولے تھے برسون میان چمن

ہم اس باغ سے مثل بو اڑ گئے ۔ یہین رہ گیا کاروان چمن

نہ بلبل - نہ غنچے - نہ کلیان نہ پھول
فقط رہ گیا ہے بیانِ چمن

خزان نے بڑا ظلم مضطر کیا
بُرے وقت لُوٹی دوکانِ چمن

ترا راز پردیکا راز ہے جو کبھی کسی پہ کھلا نہین
ترا کام تیرا ہی کام ہے جو کبھی کسی سے ہوا نہین

تری بات پردیکی بات ہے جو کبھی کسی نے سنی نہین
ترا حسن پردیکا حسن ہے جو نظر کسی کی پڑا نہین

تری رمز پردیکی رمز ہے جو کبھی کوئی نہ سمجھ سکا
ترا حال پردیکا حال ہے جو کبھی کسی نے سنا نہین

ہے تو ہی غریبون کا چارہ گر مرے حال کی ہے تجھے خبر
تری اور کوئی خودی تو ہے مرا اور کوئی خدا نہین

جو بنائے قصہ بطور ہے وہ ترے وصال سے دور ہے
جو بڑی وہ تیری جھلک سہی تھی تو کبھی کسی سے ملا نہین

تو بلا وجود بھی ہے اِدھر - تو بلا ثبوت بھی ہے اُدھر
تو بلا دلیل بھی ایک ہے - تجھے دو کسی نے کہا نہین

مریجان مضطر ہیئوا کسی روز ہوگی یہان فنا
سبب اسکا یہ ہے کہ دہر مین چمنونکی بس کی ہوا نہین

خلشِ الفتِ ربِ ازلی ہے دل مین
کہین بجھتی ہے وہ بتی جو جلی ہے دلمین

گھر تو نور کے سانچے مین ڈھلا ہے لیکن
تیری صورت ہے وہ صورت جو ڈھلی ہے دلمین

پرورشِ یافتۂ درد ہے ارمان تیرا
تیری حسرت ہے وہ حسرت جو پلی ہے دلمین

مین کوئی باغ تو رکھتا نہین جسپر پھولون
صرف اک تیری تمنا کی کلی ہے دلمین

حسرتین اسمین ادا کرتی ہین ٹوٹی پھوٹی
اِکھٹین دو چار غریبون کی گلی ہے دلمین

مدتون خون بہا ہے مرے ارمانون کا
مدتون یاس کی تلوار چلی ہے دلمین

رحمتِ رب کی عنایت نے اُسے پھونکا ہی
تری اُمید کی دولت پہ توکل ہے مرا
چشمِ رحمت جو پڑی اوسکی تو مٹ جائیگا
دیکھین اس راہ سے وہ خود بھی کبھی آتا ہی

نارِ دوزخ مری بخشش سے جلی ہی دلمین
گویا حسرت مری سونیکی ڈلی ہے دلمین
یہ جو دنیا کا غم بدعملی سے دل مین
اوسکے تیرون نے بنائی جو گلی ہی دلمین

اور تو کچھ نہین بخشش کی نشانی مضطر
صرف اک داغ حسینؑ ابن علیؑ ہی دلمین

کچھ کہہ نہ سکون مین صفتِ ربّ جہان مین
خوش ہون قلقِ یاد خداوندِ جہان مین
اک بھید کے مانند خیالون مین وہ موجود
ہر غنچے کا جلوہ ہے وہی شاخِ شجر پر
ہے اوسکی بدولت یہ زمین و زمن آباد
ہے پاس مین تکمیل تمنا کا بھروسا

گو لاکھ زبانین ہون مری ایک زبان مین
آرام کے پہلو مین مرے دردِ نہان مین
اک راز کے مانند نہان وہ دل و جان مین
ہر پھول کا جوبن ہے وہی باغ جہان مین
موجود ہے وہ شکل مکین کون و مکان مین
اُمید کا پہلو ہے وہی قلبِ تپان مین

مضطر کوئی دن اب تو کرو یادِ الٰہی
رو رو کے بہت عمر کٹی یادِ بتان مین

فرد ہے شان ہمیشالی مین
اب کسی اور پر نظر کیسی
چاہے صحرا کو تو کرے دریا

ایک ہے حسن لازوالی مین
تو بسا قلبِ لاوبالی مین
چاہے دریا بھرے پیالی مین

تو نے پتّوں مین کی ہے گلکاری
پھول لاتا ہے ڈالی ڈالی مین
ہے خبر گیر اپنی دنیا کا
رزق دیتا ہے بے سوالی مین
جان دیتا ہے جسم بیجان کو
مال دیتا ہے دست خالی مین

کھوئے دیتا ہے جان کیون مضطرؔ
مُفت دنیا کی بے خیالی مین

شک نہین تیرے اقتدارون مین
ذات برحق ہے اختیارون مین
ترے ابر سخا کا کیا لکھنا
پھول برسائے ہین بہارون مین
رات اسکی گواہ ہے یارب
کہ چمکتا ہے توہی تارون مین
ہے غرورِ فضا کمی سے
پھول بھی پھنس گیے ہین خارون مین
تیرے جلوے سے انکو کیا نسبت
چاند سورج تو ہین ستارون مین
دل لبھاتے ہین سوز والون کا
رس بھرے بول تیرے تارون مین

جان دیدے تڑپ کے اے مضطرؔ
تنگ کرتے ہونگے بیقرارون مین

اے خدا تو ہے کارسازِ جہان
تجھسے پنہان نہین ہین رازِ جہان
توہی مسجودِ جملہ عالم ہے
ہے ترے واسطے نمازِ جہان
نوش نیشِ جہان کا مالک ہے
تیرے قبضے مین سوز و سازِ جہان
رشحۂ لطفِ عام ہے تیرا
راحتِ قلب پر گدازِ جہان

کر دے مضطر کی التجا پوری
کہ اوٹھاتا ہے تو ہی نازِ جہان

سوا تیرے کوئی ہمیشہ نہین
جو رہتا ہے آکر وہ رہتا نہین

بہلا کب کسی کو یہ باغِ جہان
کب اسمین تباہی کا کھٹکا نہین

جو بخشے کسیکو مرادون کی پہل
کوئی ایسا نخل تمنّا نہین

ہجومِ غم و رنج و آلام سے
یہان دم نکلنے کا رستا نہین

بہت سخت ہے موت کا مرحلہ
جو چک جائے فوراً وہ جہگڑا نہین

جنون مین بکا ہون بہت کچھہ مگر
کوئی میری باتون کو سمجہا نہین

مدینے کا رستہ بتا دے مجھے
مرا راہبر کوئی اتنا نہین

یہ پیاسے سب آئی یہان کس لئے
یہ دنیا تمنّا کا دریا نہین

بجھیگی نہ مضطر یہان تشنگی
محبت کے چشمے مین قطرا نہین

خطا پوش تو ہے خطا کار مین ہون
عطا پاش تو ہے گنہگار مین ہون

آلٰہی بقا کی ہوا دے مجھے تو
فنا کے قفس مین گرفتار مین ہون

گنہ مین نے تیرے بہروسے کئے ہین
تری بخششون کا سزاوار مین ہون

نصیبون کے کانٹے پڑا چن رہا ہون
بظاہر مقیمِ چمن زار مین ہون

مرا قلب مضطر یہ کہتا ہے یارب
کہ تو چارہ گر ہے تو بیمار مین ہون

ترے لطف کی انتہا ہی نہین
کوئی تیرا ثانی الٰہی نہین

ترا ابر دجنکو نہ حاصل ہوا
اونہین درد دل کا مزا ہی نہین

گناہون سے رحمت کا حصہ ملا
مجھے حسرتِ بیگناہی نہین

ترا آب رحمت نہ دہوئے جسے
مقدر کی ایسی سیاہی نہین

گذرتے ہی دیکھے مصیبت کے دن
وفادار طرزِ تباہی نہین

قیامت مین بخشش کی امید کیا
کوئی کام ایسا کیا ہی نہین

اوسی سے کہون کیون نہ درمانِ دل
کوئی اور مضطر خدا ہی نہین

عمر گذری تری رضاؤن مین
کٹ گئی زندگی وفاؤن مین

اپنے بیمار کے بچانے کو
تونے بخشا اثر دواؤن مین

ہوگئی باغ سے فضا رخصت
رہ گئے پھول سب ہواؤن مین

تونے دل اسطرح سے کھینچے ہین
ڈالدی ہے کشش اداؤن مین

زندگی اس کا نام ہے یارب
صبر کرنا پڑا بلاؤن مین

رزق کی کھیتیان بڑہانے کو
تونے پانی بھرا گھٹاؤن مین

اوس کا ارمان ہے اگر مضطر
بیٹھہ جا چل کے بینواؤن مین

ترے مرنے والے تڑپتے نہین ہین
ہٹین امتحانون سے ایسے کھین ہین

خدا کیا جو آجائے فوراً سمجھ مین — جو سمجھے ہین تجھکو وہ سمجھے نہین ہین

سر طور غش کھاکے موسیٰ گرے تھے — کبھی تیرے انداز دیکھے نہین ہین

کرون کس زبان سے غریبی کا شکوا — سدا ایک سے حال رہتے نہین ہین

ہمیشہ بندھی ہے ہوا کب کسیکی — سدا باغ مین پھول کھلتے نہین ہین

ترا خاص جلوہ وہی دیکھتی ہین — جن آنکھون پہ غفلت کے پردے نہین ہین

خیالون کی الجھن مین سب مبتلا ہین — تری ذات کے کوئی جھگڑے نہین ہین

الٰہی مجھے بھی بلالے عدم مین — کہ دنیا کے برتاو اچھے نہین ہین

عزیزون سے کیا خاک امید رکھون — جو گرجے ہین یارب وہ برسے نہین ہین

وہان لاکے ڈالا ہے قسمت نے مجھکو — جہان سے نکلنے کے رستے نہین ہین

وجود و عدم سب برابر ہے مضطر
ہم ایسے ہین دنیا مین جیسے نہین ہین

واہ بے مثال ہے تری مثال ہی نہین — خالق ذی کمال ہے تیری مثال ہی نہین

تیری عجب نمود ہے تیرا عجب وجود ہے — تیرا عجب جمال ہے تیری مثال ہی نہین

مالک بے نظیر ہے نام ترا قدیر ہے — قادر ذوالجلال ہے تیری مثال ہی نہین

حسن مین تو ہی فرد ہے ناز مین تو ہی بے بدل — ذات مین لازوال ہے تیری مثال ہی نہین

عالم جملہ راز ہے مضطر دلفگار کا
ماہر جملہ حال ہے تیری مثال ہی نہین

ترے در سے سبکو نجاتین ملی ہین
بیان کو ترے در نے وسعت عطا کی
کیا تو نے ہی عقد آپس مین جائز
ترے نام ہی سے ملی سبکو بخشش

دلون کو ترے گھر سے راتین ملی ہین
زبان کو ترے گھر سے باتین ملی ہین
ترے گھر سے ذالنورین ذاتین ملی ہین
ترے فضل ہی سے نجاتین ملی ہین

بھت دن خوشی کے ملے سبکو مضطرؔ
مجھے صرف یہ سات[۵۱] راتین ملی ہین

شوقِ منزل ہے رہنورد ونمین
تیرے ہی حسن کی امانت ہین
دل تو ہی صاف کر خداوندا
پردہ داری ہے پردے والونکی
سب کے سب راز ہو گئے افشا
مرتے دم روکتا ہے دم تو ھی
تیرا جلوہ تو بس گیا یارب
چارہ سازی کا تیری کیا کہنا
اپنے ابر کرم سے چھینٹے دے
تیرے جلوے کو ڈھونڈھ کر نظرین
تو نے دردونکو دی دوا یارب

آس ہے بیکسی کی گردون مین
جنکو رکھا ہے تو نے پردونمین
دب گیا حسر تون کی گردونمین
تو ہی سے پردگی ہے پردونمین
بات تیری رہی ہے پردونمین
دل تو ھی تھامتا ہے دردونمین
میری آنکھون کے سات پردونمین
داد دے درد دل ہے دردونمین
اٹ گیا ہون گنہ کی گردونمین
ڈوریان ڈالتی ہین پردونمین
تو نے ڈالا دوا کو دردون مین

[۵۱] ۔ اشارہ اون سات راتون سے کیا گیا ۔ جو سالانہ محفلونمین لبسر ہوتی ہین ۔

یہ جو اوٹھے تو بھید کھل جائے
بے کھٹک کیا مزا محبّت مین
خضر ہین تجھکو ڈھونڈھتے پھرتے

آڑ تیری لگی ھے پردون مین
عشق کی لذتین ہین دردون مین
نام لکھوا کے رہنوردون مین

اوسکو دیکھا کبھی نہ اے مضطر
اکٹ گئی غفلتون کے پردون مین

مزا آگیا دل لگا کر لگی مین
اوسی سے بنائی پسِ مرگ تربت
قضا سے کرون کیون خوشامد کی باتین
رگون سے بندھا تار رسمِ وفا کا
بچانا مجھے نارِ دوزخ سے یارب
مرے اشک مجھپر ہمیشہ ہنسے ہین
مدینے پہونچکر قضا آکے میری
پسِ مرگ تربت بھی کوئی نہ دیکھے
مری حسرتون کا اثر حسرتون مین
مین جلتا ہون اے دل چلا جا مدینے

ھمین ھائے مرنا پڑا زندگی مین
جو مٹی سمیٹی تھی تیری گلی مین
لگاؤن مین پیوند کیون زندگی مین
گلے کٹ گئے ہین تیری دوستی مین
یونہین جل چکا ہونین تیری گلی مین
سدا مجھکو آیا ھے رونا ہنسی مین
یہ کاہیکو دیکھو نگا مین زندگی مین
چھپا دو اسے دامنِ بیکسی مین
مری بیکسی کا مزا بیکسی مین
خدارا نہ پڑنا تو ایسی لگی مین

یونہین تیرے مضطر کی نکلے گی حسرت
تڑپتے ہی گذریگی تیری لگی مین

توہی عیش لکھتا ھے پیشانیون مین
الٰہی بقا کا مزا تو چکھا دے
وہ مشکل توہی کردے آسان یارب
الٰہی مجھے دامنِ گل عطا کر
مری حسرتین مجھکو رسوا کرین گی
تمنا ھے اصلی وطن کی الٰہی

دکھاتا ھے راحت پریشانیون مین
مری جان اوکتا گئی فانیون مین
جو مشکل ہو مشکل کی آسانیون مین
مین کانٹا ہون سارے گلستانیون مین
صلاحین ہین ذرات دیوانیون مین
بہت عمر کاٹی بیابانیون مین

مرے دل کو صدمون نے چھینا ہی مضطرا
بھلے گھر کو بانٹا ھے ویرانیون مین

یہ گلون کی شان خدا کی ہے۔ یہ چمن کے رنگ خدا کی ہین
یہ نرالی طرز خدا کی ھے۔ یہ نرالے ڈھنگ خدا کے ہین
یہ نمود اوج خدا کی ھے۔ یہ تمام فوج خدا کی ھے
یہ مکانِ امن خدا کے ہین۔ یہ مقام جنگ خدا کے ہین
جو ہوئی یہ رات خدا کی ہے۔ جو بنی یہ بات خدا کی ھے
جو کئے یہ کام خدا کے ہین۔ جو جمے یہ رنگ خدا کے ہین
جو سوال حسن کبھی کیا۔ تو گلون نے ہنس کے یہ دی صدا
کہ یہ ساری دین خدا کی ہے۔ یہ ہمارے رنگ خدا کی ہین
نہ خیالِ مضطرِ زار کر۔ تہِ گور اپنے قیام کا

یہ تمام خاک خدا کی ہے - یہ تمام سنگ خدا کے ہین

اوس نے جنگل مین پھول بار ڈالے ہین
اوسکی طرزِ عمل کا کیا کہنا
نخل - اور بوجھہ سبز پتون کا
اوس نے پردہ اوٹھا کے وحدت کا

پتھرونسے شجر لگائے ہین
اوس کے جو رنگ ہین نرالے ہین
اوسکے ڈالی ہوئی سنبھالی ہین
سیکڑون بھید کھول ڈالے ہین

کیسے مضطر مدینے پہونچیگا
اپنے چلنے کے اوسکو لالے ہین

درد کی عالم باقی سے دوائین بھیجین
گلشن دہر مین عقبیٰ کی ہوائین بھیجین
اپنی جانب سے عبادت کو فضائین بھیجین
تونے اول تو گلستان مین قضائین بھیجین
تو یہ نہین لاکھ بھانونسے بچا سکتا ہے
مین تو کانٹا تھا مجھے تونے یہ عزت کیون دی
خشک اشجار کے تھالون کو دیا ہے پانی
دی مسافر کو معاً صبح وطن کی لذت
تونے راندون کو زمانے مین سدا اسر ڈہانکے
اپنے ادہ تو یہ نہین تجھپہ مرے بیٹے تھے

جان آفت سے چھڑانیکو قضائین بھیجین
تونے جب ہمکو بلایا تو ندائین بھیجین
پھول سی جان کے لینے کو ہوائین بھیجین
کہل چکے گل تو اوڑانیکو ہوائین بھیجین
جسطرح لاکھ بھانے سے قضائین بھیجین
کہ وہان سے مری لینے کو ہوائین بھیجین
تونے گلشن پہ برسنے کو گھٹائین بھیجین
تونے غربت مین اثر لیکے دعائین بھیجین
چادرین جھین کہ رحمت کی ردائین بھیجین
تونے جن بندونکی لینے کو قضائین بھیجین

دردمین جب دل مضطر نے پکارا تجھکو
چارہ سازی کے لئے تو نے سنا ہی نہین

زبان قابلِ حمدِ ذاتی نہین
کرون بات کیا بات آتی نہین

مصیبت مین ہنس کر نکالا ہی ہو تو
کبھی تجھسے بڑھ کر ستاتی نہین

تری آتش عشق کیا چیز ہے
کہ جلتی ہے لیکن جلاتی نہین

محبت مین خود مٹنے والے مٹے
محبت کسی کو مٹاتی نہین

ترے غم مین روتا ہون مین رات دن
مرے گھر سے برسات جاتی نہین

کہان تک ترے غم مین تڑپا کرون
قضا اپنی صورت دکھاتی نہین

جو تیرے لئے خود بخود مٹ گیا
اوسے تیری چاہت مٹاتی نہین

قیامت پہ ٹھہرا ترا دیکھنا
سو وہ بھی نصیبون سے آتی نہین

فضول اس سے مضطر لگاتے ہو دل
یہ دنیا محبت کی باقی نہین

سمجھتا ہے تو سب خدائی کی باتین
تجھی پر پھبین کبریائی کی باتین

کئے سب نے دعوے خدائی کے لیکن
تجھا مین تری کبریائی کی باتین

عزیزون کے برتاؤ یوسف سے پوچھو
کہ بھائی نے دیکھی ہین بھائی کی باتین

صفائی مین ڈالے کدورت کے پہلو
کدورت کو دیدین صفائی کی باتین

بنایا نشان بے نشانی نے میرا
وفا کر گئین بے وفائی کی باتین

تری بادشاہی تجھی پر ہے زیبا
فراقِ نبی کی کھٹک دل سے پوچھو
زمانے کا بیگانہ پن ہائے قسمت

سہیگا تو ہی بینوائی کی باتین
مزا دے رہی ہین جدائی کی باتین
کہان کھو گئین آشنائی کی باتین

وہی چارہ سازِ زمانہ ہے مضطر
خدا ہی سنیگا خدائی کی باتین

گلا کٹ گیا جس کا راہِ خدا مین
خدا کی طرف جانیوالون سے کہدو
بتاؤن مین کیا حالِ گلزارِ دنیا
یہ کس کا کلیجہ پھُکا سوزِ غم سے
طریقِ محبت کی تاثیر دیکھو
علاجِ غمِ ہجر ہوتا ہے کس سے

وہ میدان جیتا طریقِ وفا مین
ذرا مجھکو بھی یاد رکھین دعا مین
یہان اوڑتے پھرتے ہین تنکے ہوا مین
جلے دل کی بُو آ رہی ہے ہوا مین
جفا ٹوٹ کر جا ملی ہے وفا مین
سدا شرکتِ درد دیکھی دوا مین

جما کر دھرو پانون دنیا مین مضطر
کہین اوڑ نہ جانا فنا کی ہوا مین

خوفِ روزِ جزا مین رہتا ہون
بت نہ بولین تو خیر وہ جانین
پھول اترائین صحنِ گلشن مین
چارہ سازی خدا کے ہاتھون ہے

اے خودی مین خدا مین رہتا ہون
مین تو یادِ خدا مین رہتا ہون
مین تو اپنی ہوا مین رہتا ہون
کیون مین فکرِ دوا مین رہتا ہون

ابتدا ہی بُری پڑی میری
زندگی ایک دم کا جھونکا ہے

رنج بے انتہا مین رہتا ہون
جانے مین کس ہوا مین بہتا ہون

یاد کرتا ہون اوسکو اے مضطر
مست اپنی صدا مین رہتا ہون

وہی صبر دیتا ہے لاچاریونمین
وہی سب کا محشر مین رکھیگا پردا
نتیجہ دعا کا وہی دینے والا
ہے باغِ جہان مین وہ خود اپنی قدرت
خدا ہے خدائیکی اوس نے خبر لی
مریضون سے پوچھو کہ کیسا خدا ہے

دوا ہے مریضون کی بیماریونمین
کہ یکتا ہے وہ سب طرفداریونمین
وہی دینے والا اثر زاریونمین
وہی اپنی صنعت ہے گلکاریون مین
ہمیشہ رہا سبکی غمخواریون مین
جنہون نے پکارا ہے بیماریونمین

پس مرگ مضطر مین پچھتا رہا ہون
کہ کیون زندگی کاٹ دی خواریون مین

وہ علیم حالتِ دہر ہے کوئی راز اوس سے چھپا نھین

وہ ہے یون تو سب سے جدا مگر وہ کبھی کسی سے جدا نھین

وہی چارہ گر دمِ یاس ہے وہ سدا مریضونکے پاس ہے

وہ اثر دوا مین نہ ڈالدے تو مرض کی کوئی دوا نھین

وہ نہین کسی کے بگاڑ مین وہ چھپا نھین کسی آڑ مین

یہ اوسکی ذات ہے بیگمان کہ کبھی کسی سے خفا نہین

مین ذرا سی سانس پہ دوستو کرون زندگی کا غرور کیا

گل و غنچہ کہتے ہین برملا کہ کسی کے بس کی ہوا نہین

مرا اوس پہ دارومدار ہے وہی میرا چارۂ کار ہے

سبھی اوس کے ہیرے سوا تو ہین مرا کوئی اوسکے سوا نہین

یہ اوسی کا رنج و سرور ہے یہ اوسی کا کبر و غرور ہے

یہ خودی خدا ہی کی شان ہے جو خودی نہ ہو تو خدا نہین

چمن جہان مین بڑا کیا کہ نہال عیش کا بو دیا

یہ سنا ہے مضطر بینوا کہ موافق اُس کی ہوا نہین

اوسکی شان رضا پہ مرتا ہون

طرز طرز جفا نہین آتی

چارون کو غرور دنیا کیا

ابتدا ہی سے موت لکھی ہے

مجھہ پہ میری قضا نہین مرتی

مرکے اوٹھانہ کوئے حضرت سے

مین تو اپنے خدا پہ مرتا ہون

رسم رسم وفا پہ مرتا ہون

مین تو اوس کبریا پہ مرتا ہون

اپنی پھلی بنا پہ مرتا ہون

بلکہ مین خود قضا پہ مرتا ہون

مین تو اپنی ادا پہ مرتا ہون

جان دیتا ہون آپ پر مضطر

خواجۂ دوسرا پہ مرتا ہون

تجھکو ربِّ انام کہتے ہین — ایک ہین کیا تمام کہتے ہین

اہل اسلام ہی نہین قائل — تجھکو ہندو بھی رام کہتے ہین

موت کو موت کوئی کہتا ہو — ہمتو تیرا پیام کہتے ہین

طرزِ قم تجھسے جو پڑھے اوسکو — طرزِ عیشِ دوام کہتے ہین

راہبر عام و خاص کا تو ہے — رہنما خاص و عام کہتے ہین

اوسپہ ایمان لائی ہے دنیا — جسکو تیرا کلام کہتے ہین

کیا کہون حالتِ دلِ مضطر
اسکو غم کا مقام کہتے ہین

چارہ سازِ ملال کہتے ہین — سب تجھے ذوالجلال کہتے ہین

توہی سنتا ہے دردِ دل سب کے — تجھسے سب اپنا حال کہتے ہین

جنکو تو نے زبان بخشی ہے — وہ تجھے بے مثال کہتے ہین

مٹنے والے ہین اور دنیا پر — ہمتو اسکو وبال کہتے ہین

زندگی پر نہ پھول اے غافل — اسکو خواب و خیال کہتے ہین

مٹنے والون سے پوچھ لے کوئی — سب تجھے لازوال کہتے ہین

ایسی دنیا مین کیون رہو مضطر
جسکو سب احتمال کہتے ہین

مالکِ باغِ جنان کون خداوندِ جہان — کارسازِ دو جہان کون خداوندِ جہان

شافیِ دردِ جگر کون خداوندِ کریم
پردے پردے سے عیان کون خداوند کریم
سب کے پلے پہ یہان کون خداوند کریم
سب کی لیتا ھے خبر کون خداوند کریم
سر مین ہے مثل ہوا کون خداوندِ کریم

دافعِ رنجِ گران کون خداوندِ جہان
پردے پردے مین نہان کون خداوندِ جہان
سب کی بخشش کو وہان کون خداوند جہان
سب کا ہر دم نگران کون خداوندِ جہان
دل مین ھے صورتِ جان کون خداوند جہان

مضطرِ اُمید کا پھل کون خداوندِ کریم
مضطر ارمان جہان کون خداوند جہان

کون ھے جو ہر گھڑی نام خدا لیتا نہین
آپ ہی سب جان دیدیتے ہین اوسکی راہ مین
نعمتین ساری ہمارے ہی لئے پیدا ہوئین
بارِ عصیان سے خدا کے ہاتھ بالکل پاک ہین
آدمی مردے سے بھی بدتر ھے سو جانیکے بعد
اوٹھنے والے خود اوٹھ جاتے ہین فرطِ شوق سے

کون ھے جس کی خبر وہ کبریا لیتا نہین
ورنہ جو شے دیکھا۔ پھر وہ خدا لیتا نہین
ورنہ یہ سب جانتے ہین کچھہ وہ کھا لیتا نہین
آپ دب جاتے ہین سب کچھہ وہ دبا لیتا نہین
پھر جگاتا کون ھے جب وہ جگا لیتا نہین
ورنہ وہ کچھہ اپنے ہاتھون سے اوٹھا لیتا نہین

کر رہا ھے اپنے مالک کے بھروسے پر بسر
مضطر احسان عزیز و اقربا لیتا نہین

علم ذاتی تو ہی ھے راز و نین
سوز والون کی بات رکھ لی ھے

طرز دلکش ہے اپنی ناز و نین
تو نے آواز دے کے سازون مین

کھونیوالون نے تجھکو پایا ہے
تیرے جلوے عیان ہین شانونسے
لطف غمخواری جراحت سے
رشتہ دار نواے وحدت ہین

جھک کے ڈھونڈہا تجھے نمازونمین
تیری باتین چھپی ہین رازونمین
اپنی چاہت کے دل گدازونمین
تار جتنے لگے ہین سازونمین

بت کی جانب بھت جھکے مضطر
عمر اب کاٹ دو نمازون مین

سازگار دو جہان تجھکو بجا کہتے ہین
کہنے والے تجھے دنیا کا خدا کہتے ہین

تیری توصیف کسی طرح سے ممکن ہی نہین
لوگ کہنے کو جو کہتے ہین تو کیا کہتے ہین

جور گردون کا گلا میری زبانی سن سے
اپنی بیتی تو سب ارباب وفا کہتے ہین

کاش وہ جا کے کوئی دوسری دنیا ڈہونڈہین
ان بتون کو ترے ہوتے جو خدا کہتے ہین

زندگی پر جو کیا غور کہ کیا چیز ہے یہ
موت بولی اسے دنیا کی ہوا کہتے ہین

سوئے ہستی جو کبھی آس کی نظرین ڈالین
یاس بولی کہ اسے دار فنا کہتے ہین

کوئی صورت تری بخشش کی نہین اے مضطر
ہان مگر یہ کہ تجھے لوگ برا کہتے ہین

آسمان کہتا ہے صنع پاک یزدانی ہونمین
ہے زمین کا قول نقش شان ربانی ہونمین

کہتی ہے دنیا کہ عکس نقشہ ثانی ہونمین
مجھسے غافل دل لگانا کیون ہے تو فانی ہونمین

یاس کے پہلو جب امیدون نے پیدا کر دئے
حسرت پنہان پکاری کاہش جانی ہونمین

جب مین یہ سمجھا کہ یہ دنیا تو گھر جانی نہین
گردش تقدیر یون بولی کہ من مانی ہونمین

دل ہوا کہتا ہے وقفِ گریۂ حسرت ہوں میں
روتے روتے آنسوؤں سے جسم گھل کر بہہ گیا

شب مری کہتی ہے پابندِ پریشانی ہوں میں
اس سے پہلے خاک تھا اب آج کل پانی ہوں میں

دم بخود ہوں دیکھ کر جلوہ رسولِ پاک کا
مضطر اک مدت ہوئی تصویرِ حیرانی ہوں میں

ترا شکر کیونکر ادا کر سکوں میں
زباں جب نہ پلٹے تو کیا کر سکوں میں

جفائے زمانہ سے تنگ آگیا ہوں
ادا خاک رسمِ وفا کر سکوں میں

یہ مانا کہ طاقت مجھے تو نے دی ہے
تو ہی جب نہ چاہے تو کیا کر سکوں میں

الٰہی مری عادتوں کو بدل دے
وہ گن دے کہ اپنا بھلا کر سکوں میں

کسے جز ترے درد و غم میں پکاروں
کہاں جز ترے التجا کر سکوں میں

سبھی اٹھتے جاتے ہیں آنکھوں کے آگے
عزیزوں کا کیا آسرا کر سکوں میں

نظر آئے جلوہ خدائی کا مضطر
اگر اپنے دل کو صفا کر سکوں میں

مجھے تابِ دردِ جدائی نہیں
مصیبت کی دل میں سمائی نہیں

کدورت سے کار صفائی نہ لے
کدورت میں شانِ صفائی نہیں

الٰہی وہ کشتی عطا کر مجھے
مجھے حاجتِ ناخدائی نہیں

خدا اس سے نام جدا گیا
اسے احتیاجِ خدائی نہیں

جو چاہے کرے مالک الملک ہے
مشیت سے تیری لڑائی نہیں

لگی مین سدا کام آتا هے تو
کسی نے کسی کی نبھائی نہین

نہ چھوڑے گی مضطر کسی کو قضا
جو ٹل جائے ایسی یہ آئی نہین

مصیبت سے گذرے جدائی کے دن
خدا کی عنایت سے اچھے کٹے
کدھر چل بسا وہ یقینِ وصال
نصیبون کو شکوا یہ سورج سے هے
خدا دن تو پھیرے مزا دیکھنا
نجانے خدا کب دکھائے گا عیش

خداہی دکھائے رھائی کے دن
خدائی کی راتین خدائی کے دن
کھان سے یہ آئے جدائی کے دن
جو لایا هے یہ بیوفائی کے دن
بھلائی کرین گے بُرائی کے دن
کب آئین گے عقدہ کشائی کے دن

اوسی سے هے مضطر امید وصال
خدا کاٹ دے گا جدائی کے دن

تجھکو سب کردگار کہتے ہین
ترے لطف و کرم سے آتی ہے
هے ترے نامِ پاک پر موزون
تیری ہی ذات پر هے دنیا کا
مین گنہ گار ہون تو غم کیا ہے
ایسی دنیا سے دل لگانا کیا

پاک پروردگار کھتے ہین
جسکو فصلِ بھار کھتے ہین
لوگ جسکو پکار کھتے ہین
جسکو دار و مدار کھتے ہین
تجھکو آمرزگار کھتے ہین
جسکو ناپائدار کھتے ہین

ماتم آرزو مین سب مجھکو
مضطر سوگوار کہتے ہین

شان والا ہے شان والونمین
تیرا احسان جان والون پر
ہو گئے بے نشان نشان والے
اپنی چاہت کی ہوت سی کہدے
کیسے کیسے ذرے سے ہوتی ہین
بن گیا ہے توہی یقین و جود

آن والا ہے آن والونمین
تیرا چرچا زبان والون مین
اک توہی ہے نشان والونمین
آ بسے امتحان والون مین
تیری باتین زبان والون مین
ایسے ویسے گمان والونمین

جز خدا خاک بھی نہین مضطر
اس زمانے کے جان والونمین

بے شبہ وہ قدیر ہے کچھ اسمین شک نہین
جانے کے ساتھ ساتھ ہے وہ۔ اسمین کیا کلام
سارے معاملات اوسی کی رضا پہ ہین
لیتا نہین کسی سے وہ کامون مین مشورہ
ڈالے ہین اوسنے زخم پئے امتحانِ نفس
ہین اوسکے ہاتھ جنت و دوزخ کے مرحلے
یارب اوسے بھی دولتِ قربِ وصال دے

خلّاق بے نظیر ہے کچھ اسمین شک نہین
گرتے کا دستگیر ہے کچھ اسمین شک نہین
سلطان بے وزیر ہے کچھ اسمین شک نہین
مختار بے مشیر ہے۔ کچھ اسمین شک نہین
ہر دل پہ اک لکیر ہے۔ کچھ اسمین شک نہین
وہ ربّ دار و گیر ہے۔ کچھ اسمین شک نہین
مضطر ترا فقیر ہے۔ کچھ اسمین شک نہین

بڑا کریم ہے اوسکے کرم کی تھاہ نہین
خدا خدا ہے ذرا اسمین اشتباہ نہین
اوسیکے بحر کرم سے تہین او چھالا ہے
کچھہ اس طرح سے گئے رہروان ملک عدم
خدا رحیم - رسول خدا شفیع امم
شب فراق ہو یا گیسوئے پریشان ہو

اگر وہی نہ نباہے تو پھر نباہ نہین
خدا گواہ ہے کچھہ حاجت گواہ نہین
وہ کیسی بحر کرم جسکی کوئی تھاہ نہین
کہ جیسے ان کی زمانے سے رسم وراہ نہین
کسی طرح مجھے اندیشۂ گناہ نہین
مرے نصیب سے بڑھکر کوئی سیاہ نہین

خدا کی یاد مین یکسو خیال ہین مضطر
جو مین بتون کو بھی پوجون تو کچھہ گناہ نہین

گذارش کی اوس سے ضرورت نہین
گھڑی وہ ہے جو اوس کے غم مین کٹے
مدد کیجئے یا رسول خدا
مدینے سے رضوان بلائے اگر

خدا ہے وہ انجان مورت نہین
کوئی اور اچھی مہورت نہین
رہائی کی اب کوئی صورت نہین
تو کہدون کہ مجھکو ضرورت نہین

گناہون کو دہوتا ہون مضطر مین یون
یہ رونا مرا بے ضرورت نہین

شکر پروردگار کرتا ہون
وہ نکلنا نہین بھروسے کا
دار فانی مین کیا کہون کیون ہون

بندگی اختیار کرتا ہون
جس کا مین اعتبار کرتا ہون
موت کا انتظار کرتا ہون

سیکڑون داغ دلپہ پاتا ہون ۔ جس گھڑی مین شمار کرتا ہون

نامِ پاکِ نبی پہ اے مضطر
جان اپنی نثار کرتا ہون

لطف گلشن ھے تو بہارونین ۔ حسنِ دلکش ھے گلعذارونین
دنکو پھیلا ھے روشنی بنکر ۔ شب کو چمکا فلک کے تارونین
تیری فرقت مین جاگنے والے ۔ سو گئے چین سے مزارونین
واہ تیری لگی کا کیا کھنا ۔ تو چمک دے گیا شرارونین
درد دل کا علاج کرتا ھے ۔ تو تسلّی ھے بیقرارونین
تونے خلوت کا کرلیا وعدہ ۔ اسلئے سب چھپے مزارونین
خوب نغمے سنائے وحدت کے ۔ تونے آواز دیکے تارونین
مستِ موجِ ہوائے قدرت ھے ۔ بو جو لپٹی ہوئی ھے ہارونین

باغ جنت کے گل جنو مضطر
عمر کیون کاٹتے ہو خارونین

دخل کس کو ھے تیری باتون مین ۔ دن کو ڈالا ھے تونے راتون مین
جان سب کی تو ہی بچاتا ھے ۔ ورنہ ہر دم قضا ھے گھاتون مین
یہ تیری دین کی نشانی ھے ۔ جو لکیرین پڑی ہین ہاتون مین
زندگی کا یہان بھروسہ کیا ۔ یہ تو کٹتی ھے چار باتون مین

تجھہ سے خالی نہین کوئی ہستی
نور تیرا ھے سب کی ذاتون مین

سب تری ذات کی دلیلین ہین
بات کو ڈالتا ھے باتون مین

تیرا جلوہ حساب کرتا ھے
دن کی گنتی ہوئی ھے راتون مین

ایک کو ایک سے ملاتا ھے
تری دہومین مچین براتون مین

مضطر اس دہر کا بھروسا کیا
آنہ جانا کسی کی باتون مین

تیرا جلوہ ھے سب کے نقشونمین
تو تو ناحق چہپا ھے پردونمین

تیری قدرت کا کیا ٹھکانہ ھے
چاند سورج چھپے ہین ذرونمین

آرزوئین دلون کو بخشی ہین
راز ڈالے ہین تونے پردونمین

سال دم مین گذار دیتا ھے
ایک دن کاٹتا ہے برسونمین

تیرے آغوش ناز کے صدقے
سبکو پالا ہے تونے گودون مین

پتے پتے مین ہے ہوا تیری
پھول سب جھولتی ہین جھولونمین

تیرا جلوہ ملا ھے نظرون کو
تیری ٹھنڈک پڑی کلیجونمین

اوسکو آنکھین تلاش کرتی ہین
تونے جو کچھہ دھرا ھے پردونمین

حسرتین دل مین دفن ہین مضطر
جیسے مردے گڑے ہون قبرونمین

ہم جو اپنا خطِ تقدیر لئے بیٹھے ہین
عشق معبود کی تحریر لئے بیٹھے ہین

دل مین ہم درد کی تاثیر لئے بیٹھے ہین
زخم کی آڑ مین اک تیر لئے بیٹھے ہین

خامۂ قدرتِ معبود ادھر بھی جھک جا
ہم بھی بگڑی ہوئی تقدیر لئے بیٹھے ہین

حکم دے جوشِ جنون بادیہ پیمائی کا
مدتین ہوگئین زنجیر لئے بیٹھے ہین

دیکھین کب تک نہین دیتا ہمین دینے والا
ہاتھ مین کاسۂ تقدیر لئے بیٹھے ہین

نیک اعمالیِ زاہد سے الگ محشر مین
ہم بھی سرمایۂ تقصیر لئے بیٹھے ہین

بتکدون مین بھی ترا نقش جما ہے یارب
سارے ہندو تری تصویر لئے بیٹھے ہین

ملک والون کو مبارک ہون حکومت کے مزے
ہمتو اس عشق کی جاگیر لئے بیٹھے ہین

ہاتھ خالی ہین مگر نذرِ خدا کرنے کو
مضطر اپنا دل دلگیر لئے بیٹھے ہین

دمِ توصیف آنکھون سے خدا کا نام لیتا ہون
ادب دیکھو ـ نگاہون سے زبانکا کام لیتا ہون

مرے ہمراہ میرا دل بھی وقفِ بیقراری ہے
نہ یہ آرام لیتا ہے ـ نہ مین آرام لیتا ہون

بدل دی یا خدا طیبہ کی راتون سے یہ دن میرے
مین اپنی صبح دیتا ہون ـ وہانکی شام لیتا ہون

مرے سودونکو پوچھے کون بازارِ محبت مین
وہ سب کھوٹے نکل جاتے ہین جتنی دام لیتا ہون

وفا کی آرزو دنیا مین کوئی پھل نہین دیتی
وہی دشمن ہوا بنتا ہے جسکا نام لیتا ہون

تلاشِ مایۂ آرامِ عقبیٰ چاہیئے مجھکو
کہان کیون بیخبر ہو عشقِ نا ہنگام لیتا ہون

بہٹکتا ہے پھولا دلکا یادِ روئے حضرت مین
کوئی جھٹکی سی بھر لیتا ہے جب آرام لیتا ہون

فراقِ ساقیِ کوثر کے غم مین خون روتا ہون
ٹپک پڑتے ہین آنسو ہاتھ مین جب جام لیتا ہون

بڑا مالک ہے جانے کیا کرے اعمال عصیان پر
مزے کی چیز ہے ناکامیِ رسمِ محبت بھی

کلیجہ کانپتا ہے جب خدا کا نام لیتا ہون
مین جب لیتا ہون جنکر حسرتِ ناکام لیتا ہون

تصور جب مجھے طیبہ کا آتا ہے تو ای مضطرا
تڑپ کر دونون ہاتھونسے کلیجہ تھام لیتا ہون

قتیلِ ادا ہون۔ شہیدِ وفا ہون
نہ رنگِ چمن ہون نہ طرزِ فضا ہون
نہ شانِ روش ہون نہ حُسنِ ادا ہون
نہین اپنی ہستی پہ مجھکو تکبّر
صبا بزمِ دنیا مجھی سے ہے روشن
نہ طرزِ چمن ہون نہ شامِ وطن ہون
خبر ہون کہ جس پر بھروسا نہین ہے
قضا آکے بندِ الم سے چھڑا دے
مرا دل ہے اور خوابِ غفلت کی نیندین
مری بیکسی پر خدا رحم کھائے

وصالِ خدا کے مزے لوٹتا ہون
جو ہون بھی تو کل چار دن کی ہوا ہون
جو اک دن مٹے گا وہ نقشِ فنا ہون
تری کبریائی کو مین دیکھتا ہون
نہ کر گل مجھے مین چراغِ وفا ہون
غریبی مین بربادیون کا مزا ہون
کوئی جسکو سنتا نہین وہ صدا ہون
مین ہر دم ترا راستہ دیکھتا ہون
جو یون جاگتا ہون تو کیا جاگتا ہون
قیامت کے دن سب کا منہ تک رہا ہون

تو ہی اپنی رحمت سے بخشے گا مجھکو
الٰہی ترا مضطرِ بینوا ہون ؎

ہین مری عصیانسے ہر حالتین بھاری رحمتین
تری پیاری مہربانی تیری پیاری رحمتین

زاہدونکو ناز اپنی نیک اعمالی پہ ھے
ہم گنہ گارون ہی کا حصہ ہین ساری رحمتین

وہ گنہ گار محبت تھے جنہین محشر کے دن
نام لیکر پکارین تیری پیاری رحمتین

حشر کے دن آگ سے دوزخ کا مُنہ جھلسا گیا
لے گئین جنت مین سبکو تیری پیاری رحمتین

سب سے ہلکا مین رہونگا مجھسے ہلکے یہ گناہ
یہ گنہ بھاری ہین مجھسے اسسے بھاری رحمتین

آدمی کو شرم سے آنسو بہانا چاہیئے
چشمہ فیض خدا کردین گی جاری رحمتین

تمسے مضطر اور بھی لاکھون کرورون آئین گے
حشر کے دن کیا تمہین لے لوگے ساری رحمتین

تو ہے حُسن قبول نقشون مین
دلفریبی ہے سب نمونون مین

طپش آفتاب کیا کرتی
صرف تیری چمک ہے ذرّون مین

پیروی تیری ہی تو کرتے ہین
جنکو رکھا ہے تونے پردونمین

تو سمجھتا ہے اوس کی لذت کو
جو کشش ڈالدی ہے جلوونمین

سچ تو یہ ہے کہ تیرے رکھنے سے
آبرو رہگئی ہے پردون مین

تونے جوڑے ملائے ہین سب کے
باندھ دیتا ہے سب کے پلّون مین

حشر کو ایک دن بپا کرکے
جان ڈالیگا تو ہی مردون مین

سب کے سینون مین تیری رحمتین
تیرے کانٹے چبھے کلیجون مین

عمر کاٹے ترے بھروسے پر
کوئی اتنا نہین ہے اتنون مین

عمر بھر خار کھا کے اوٹھتا ہون
رکھ مری ہڈیون کو پھولون مین

زیر تربت فخر سے سوتا ہون
جان کرتی ہے ویسے کچھ باتین

تیرا پھیرا ہے چارون کونین
راز کی گفتگو ہے دونون مین

دل مین یون غم نہان ہے ای مضطر
جیسے کانٹے چھپے ہون پتون مین

صاحب اقتدار ہے - یون نہ کہون تو کیا کہون
مالک جان زار ہے - یون نہ کہون تو کیا کہون

کام جہان بنا دے نقش الم مٹا دے
بانئ حسن کار ہے - یون نہ کہون تو کیا کہون

ناخن دست عیش سے کھولدی رنج کی گرہ
عقدہ کشائے کار ہے - یون نہ کہون تو کیا کہون

اُس کے کرم سے کُھل گئین غنچہ و گل کی پتیان
موجب صد بہار ہے - یون نہ کہون تو کیا کہون

تو ہے فرد و یکتا مددگاریون مین
شفا سب کو دیتا ہے بیماریون مین

تشفی کا موجب تو ہی وقت صدمہ
تسلی کا باعث تو ہی زاریون مین

مٹاتا ہے تو داغ رسوائیون کے
بچاتا ہے عزت تو ہی خواریون مین

ترا رحم مشغول دلسوزیون مین
ترا فضل مصروف غمخواریون مین

تری رحمت عام نے گھر بنایا
خدائی کے پیچھے خطاکاریون مین

ترے بخشش خاص جانی ہے اونکی — جو عمرین کٹی ہین گنہ گاریون مین
ہر اک شمع ہے شاہد نور وحدت — توہی تو چمکتا ہے چنگاریون مین
ترا رنگ قدرت ہے پھولون سے ظاہر — ترا حسن صنعت ہے گلکاریون مین
ترسے آب رحمت سے امید یہ ہے — کہ دوزخ بھی شاید نہ ہو ناریون مین

توہی اپنے مضطر کو بخشیگا یارب
کٹی عمر اوسکی گنہ گاریون مین

جلوہ فرما ہے سب خدائی مین — فرد ہے شان کبریائی مین
رنگ ہے رنگ ابتدائی مین — شان ہے شان انتہائی مین
کبریا ایک ذات ہے تیری — ایک ہے اپنی کبریائی مین
مخلصی تیرے نام سے بخشی — جب پکارا گیا دہائی مین
منہ پہ سکتے ہین آئنہ دل کے — اپنا جلوہ ہے ہر صفائی مین
ہے معاون اڑی پڑی مین تو — سب کا حامی لگی لگائی مین
شکر ہے عالم غریبی مین — صبر ہے حسرت جدائی مین
عکس ہے طرز مہمان نوازی کا — نور ہے رسم رونمائی مین
رہنما ہے بھٹکنے والون کا — آگے آگے ہے رہنمائی مین
سب تری ایک ہی خدائی ہے — ہے خدا ایک ہی خدائی مین
توہی توفیق توبہ دیتا ہے — ہے مددگار سب کی آئی مین

لطف شاہی نصیب ہے اوسکو
پاک پروردگار دل میرا

ملگیا تو جسے گدائی مین
ڈال دے عشق مصطفائی مین

اوس سے ملنا جو ہو تجھے مضطر
ڈوب جا رنگ بینوائی مین

زینتِ باغ ہے بہارون مین
پھول کو پالتا ہے خارون مین

دردمندون کی آس رکھتا ہے
وجہ راحت ہے بیقرارون مین

کام جان ہے ہجوم حسرت مین
کامِ دل ہے امیدوارون مین

لطف بیدارئ جہان ہے تو
لذتِ خواب ہے مزارون مین

سب کی آئی کو ٹال دیتا ہے
کام آتا ہے انتشارون مین

شاہدِ نورِ ذات ہین راتین
تو چمک دے رہا ہے تارون مین

اپنی قدرت کے نقش کھینچے ہین
حسن صورت ہے گلعذارون مین

پردہ دارِ نوائے وحدت ہے
برملا بولتا ہے تارون مین

مانگ اوس سے تسلیان مضطر
نام لکھوا کے بے قرارون مین

فرد ہے شان بے مثالی مین
ایک ہے حسنِ لازوالی مین

اب کسی اور پر نظر کیسی
تو بسا قلبِ لاابالی مین

چاہے صحرا کو تو کرے دریا
چاہے دریا بھرے پیالی مین

تو نے پتون مین کی ہی گلکاری
بے خبر گیسرا اپنی دنیا کا
جان دیتا ہے جسم بیجان کو

پھول لاتا ہے ڈالی ڈالی مین
رزق دیتا ہے بے سوالی مین
مال دیتا ہے دست خالی مین

کوئی دیتا ہے جان کیون مضطر
مفت دنیا کی بے خیالی مین

حسن قدرت ہے سب کے نقشے مین
سب کو دیتا ہے ظاہری امداد
اپنے محبوب کا دکھا روضہ
چاند سورج گواہ ہین دونون
اپنے پرتو مین اپنا پرتو ہے
یہہ قصور نگاہِ عالم ہے
اوسکو میزانِ حشر کا کیا غم
پھر جبلا دے مرے موئے دلکو

رنگِ صنعت ہے ہر نمونے مین
سب کا حامی ہے پردے پردے مین
ڈال ٹھنڈک مرے سینے کلیجے مین
تو چمکتا ہے ذرے ذرے مین
اپنا جلوہ ہے اپنے جلوے مین
ورنہ تو کب چھپا ہے پردے مین
جسکو رکھے تو اپنے پلے مین
تو نے ڈالی ہے روح مردے مین

رنج و غم سے وہی چھڑاتا ہے
مضطر اوسکو پکارا ایسے مین

ردیف (و)

دینے والا ثمرِ گلشنِ مقصود ہے تو
پتا پتا یہی کہتا ہے کہ موجود ہے تو

سب کے سر جھکتے ہین تری ہی طرف وقتِ نماز
سارے سجدونکا یہ کہنا ہے کہ مسجود ہی تو

ازلی شان ہے تیری ابدی ذات تری
نہ تو محصور ہے تو اور نہ محدود ہے تو

تیری طاعت ہی سے ثابت ہے اطاعت تیری
خود عبادت کا مقولہ ہے کہ معبود ہی تو

کچھ نہ ہونے ہی سے ہونے کا پتہ چلتا ہے
کچھ نہ رہنے ہی سے ثابت ہے کہ موجود ہے تو

تیرے ہی فضل و کرم پر ہے مرادار و مدار
مرا مالک مرا خالق مرا معبود ہے تو

تو نے دنیا مین یہ شکلین جو بنا رکھی ہین
دیکھتا ہون انھین لیکن مرا مقصود ہی تو

تجھ سے چھپکر نہین ممکن کوئی دنیا مین گناہ
کیونکہ ہر پردہ مین ہر حال مین موجود ہے تو

ساتھ کب جائینگے دنیا کے بکھیڑے مضطر
جان جھگڑون مین پھنسائی ہوئے بیہودہ ہی تو

مٹے پر بھی سب کا نگہبان ہی تو
خبر گیرِ گنجِ شہیدان ہے تو

کلیجون کو ڈھونڈھو تو ٹھنڈک تو ہی
دلون کو ٹٹولو تو ارمان ہے تو

نزہت کو دیکھو تو راحت تو ہی
مصیبت کو جانچو تو درمان ہی تو

کہین جلوۂ حسن ظاہر تو ہی
کہین پردۂ رازِ پنہان ہے تو

کہین مظہرِ شانِ قدرت تو ہی
کہین پرتوِ روے جانان ہے تو

کہین عالمِ یاس مین آس ہے
کہین ناامیدی مین ارمان ہی تو

توہی چاک دامن کا ہے پردہ وار
گلا کہہ رہا ہے - گریبان ہے تو

وفاؤن کا بدل ملے گا ثمر
جفاؤن سے کیون زار و نالان ہے تو

خدا ہی پہ مضطر نظر چاہیئے
گناہون سے ناحق پریشان ہے تو

غریبون کے بچون کا وارث ہے تو
اسیرون - یتیمون کا وارث ہے تو

بچاتا ہے جنگل مین جانین تو ہی
سبھی بھولے بھٹکونکا وارث ہے تو

یہ شمعین ہین تیری جلائی ہوئی
اور انکے پتنگون کا وارث ہے تو

برون کا بھی مالک ہے پروردگار
یہ کب ہے کہ اچھونکا وارث ہے تو

تو ہی پالدیتا ہے بچے یتیم
مصیبت مین رانڈون کا وارث ہے تو

وطن مین عزیزون کا مالک تو ہی
جدائی مین بچھڑونکا وارث ہے تو

نہ کیونکر ہو مضطر کو تجھ سے امید
کہ وارث ہے ایسون کا وارث ہے تو

چارۂ کار دہم شومیِ تقدیر سے ہے تو
جیسا لکھا ہے اوسی طور خبر گیر ہے تو

تو فقط خانۂ دنیا کا اوجالا ہی نہین
کنج تربت کے اندھیرے مین بھی تنویر ہے تو

تجھکو اے خاکِ مدینہ مین کہانتک ڈھونڈھتا ہون
مجھکو مل جائے تو میرے لیئے اکسیر ہے تو

اے خدا تیرے ہی لکھے پہ عمل ہے سبکا
سب یہ کہتے ہین کہ ہان کاتب تقدیر ہے تو

جوشِ وحشت مین مدینے کیطرف چل مضطر

صفت کیون پانون مین ڈالے ہوے زنجیر ہے تو

بچاتا ہے غنچون کو خارون سے تو
ملاتا ہے گل کو بہارون سے تو

جو ہو تیری مرضی تو فوراً ابھی
صفائی نکالے غبارون سے تو

تری شان قدرت کا کیا پوچھنا
اوٹھائے گا مردے مزارون سے تو

جراحت کے شکوے سنا ہی کیا
نہ بگڑا مگر دلفگارون سے تو

پھلیگا نہ مضطر یہ باغ جہان
خدارا نکل خارزارون سے تو

مددگار تو ہے مددگار تو
دوا ہے پئے جان بیمار تو

سہارا ہے وقت مصیبت ترا
معاون دم حالت زار تو

گل تر کھلاتا ہے تو خاک سے
اوگاتا ہے مٹی سے اشجار تو

ملاتا ہے برسون کے بچھڑے ہوے
مٹاتا ہے آپس کی تکرار تو

خدا ہر جگہ ہے اوسے ڈہونڈھنے
چلا ہے کہان مضطر زار تو

مصیبت مین ہے کام آنیکو تو
ہماری لگی کے بجہانے کو تو

خبر گیر سارے زمانے کا ہے
چلاتا ہے اس کارخانے کو تو

تری دی ہوئی کہا رہے ہین سبہی
مدد دے رہا ہے زمانے کو تو

تہیدست بندونکو دیتا ہے زر
لٹاتا ہے اپنے خزانے کو تو

نہ آئین گے مضطر جو دن کٹ گئے
نہ کر یاد اب اوس زمانے کو تو

بچاتا ہے سبکو گزندون سے تو
بڑا دام تزویر ہے یہ جہان
یہی ہے دعاے لب بندگی
ہے دہندہو نسے سب کو لگا ئی ہوئے

چھڑاتا ہے آفت کے پھندون سے تو
بچاتا ہے اُسکی کمندو نسے تو
کہ راضی رہے اپنے بندون سے تو
بُری ہے دو عالم کے دہندون سے تو

اُمید دوا تجہہ سے مضطر کو ہے
کہ غافل نہین دردمندون سے تو

قیامت کے دن کام آئے گا تو
یہان جنکو تو نے جدا کر دیا
جو پردے جدائی کے ڈالے یہان
مزا وصل کا دے گا فرقت کے بعد

ہمین باغ جنت دکھائے گا تو
وہان اون سے ہمکو ملائیگا تو
یہ پردے بھی اکدن اوٹھائیگا تو
زمانے کے بچھڑے ملائیگا تو

جو مضطر گئے اون کا غم تو نہ کر
خدا کے یہان چل کے پائیگا تو

ہوئے ہوؤن کو اپنے دکھاتا ہے راہ تو
دنیا مین تو نے بخشدئے عیش سیکڑون
تیرے ہی فیض عام پہ تکیہ ہے ہر گھڑی

کرتا ہے بے نباہ بھی سب کا نباہ تو
محشر مین کیا عجب ہے جو بخشے گناہ تو
ہے میری حالتون کا آلٰہی گواہ تو

مردم کو تو نے آنکھ کی پتلی مین دی جگھ
صبح مراد کر مری شامِ سیاہ تو

مضطرِ خدا کے گھر کا بھی کچھ انتظام کر
دنیا سے یون کرے گا کہان تک نباہ تو

نظرِ وفا مین بسا ہے تو - مرے باغ دل کی ہوا ہے تو

یہ تو مین نہ جانون کہ کیا ہون مین - یہ تو تو ہی جانے کہ کیا ہے تو

نہ قریبِ وہم و گمان ہے تو - نہ قرین فہم و ذکا ہے تو

کوئی یہ کہے بھی کہ کیا ہے تو - تو یہی کہون کہ خدا ہے تو

یہ ترا ہی حسنِ کمال ہے - یہ تری ہی شانِ جمال ہے

مرے غم کا وجہ زوال ہے - مرے درد دل کی دوا ہے تو

نہ بڑہے گا تو نہ گھٹے گا تو - نہ چلے گا تو نہ ہٹے گا تو

نہ مٹا ہے تو نہ مٹے گا تو - نہ بنے گا تو نہ بنا ہے تو

ترا بندہ مضطرِ زار بھی ہے ترے کرم کی امید مین
تو ہی بگڑے کام بنائیگا کہ کفیل روزِ جزا ہے تو

ہے نیرنگِ قدرت بہارون مین تو
کھٹک کا مزا خار زارون مین تو

مکانون مین دیکھا ہے ہمنے تجھے
ملا ہے ہمین رہگذارون مین تو

دمکتا ہے دن بھر تو ہی مہر مین
چمکتا ہے شب بھر ستارون مین تو

تجھے جانتے ہین سب اپنا طبیب
دوا بنگیا دل فگارون مین تو

تری عمر مضطر تڑپتے کٹی
اوٹھیگا وہان بیقرارون مین تو

ملاتا ہے بہائی سے بہائی کو تو
مٹاتا ہے دردِ جدائی کو تو
کدورت مٹا کر غمِ ہجر کی
جماتا ہے رنگِ صفائی کو تو
زہے شانِ قدرت کی نیرنگیان
دکہاتا ہے جلوہ خدائی کو تو
کہان تک رہون پائمالِ الم
مٹادے غمِ بینوائی کو تو

یہان بھی تجھے دیگا مضطر وہی
کہان جارہا ہے گدائی کو تو

دین تیری ہے دینے والا تو
جس نے خارِ الم نکالا - تو
تیرے فضل وکرم کا کیا کہنا
ایسی باتون کا کرنے والا تو
حسن کو دے کے شانِ خودداری
جس نے رنگِ ادا اوچھالا - تو
رزق کا تیرے گھر مین کیا ٹوٹا
سارے عالم کو جس نے پالا - تو

چپ ہے وقتِ سوال کیون مضطر
اوسکی رحمت کا دے حوالا - تو

ہے ہمارا بچانے والا تو
بات بگڑی بنانیوالا - تو
اپنی حالت دکہانیوالا ہین
اپنی رحمت دکہانیوالا - تو
اپنے دلمین لگانے والا ہین
میرے دلکی بجھانے والا تو

تیری نعمت کا کھانے والا مین	اپنی نعمت کھلانیوالا - تو
چاہِ غم مین نہ بچنے والا مین	چاہ غم مین بچانے والا-تو
قیدِ غم سے نہ چھٹنے والا مین	قیدِ غم سے چھڑانے والا تو
اپنی صورت چھپانے والا مین	اپنا جلوہ دکھانے والا تو
اپنے آنسو گرانے والا مین	میرے آنسو سکھانے والا تو
آبِ رحمت کا پینے والا مین	آبِ رحمت پلانے والا تو
دارِ فانی سے جانیوالا مین	اپنی جانب بلانے والا تو
جانِ مضطر گنوانے والا مین	جانِ مضطر بچانے والا تو

عزتِ دانہ تسبیح ہے زنار مین تو	اپنا رشتہ ہے لگائے ہوئے۔ اس تار مین تو
رسمِ سرگرمیِ ہر جنس ہے بازار مین تو	نقد پونجی ہے مگر دستِ خریدار مین تو
تندرستی کا بھروسہ ہے - ہر آزار مین تو	ڈال دیتا ہے اُمیدین دلِ بیمار مین تو
مجمعِ عام کی تصویر ہے تکرار مین تو	کبھی دس بیس مین تو ہی کبھی دو چار مین تو
جان دیتے ہین شہیدانِ محبت تجھہ پر	نظر آتا ہے چمکتی ہوئی تلوار مین تو
پیاس بڑھ جائے تو تیزی بھی ہے خنجر مین تو ہی	پیاس بڑھ جائے تو پانی بھی ہے تلوار مین تو
اپنی بستی کی حفاظت کے لئے بیٹھا ہے	چھپ کے خلوت کدۂ دامنِ کہسار مین تو
بلبلین جان نہ دیتین کبھی ناحق اپنی	جلوہ فرما جو نہ ہوتا گلِ گلزار مین تو
تیر مین لطفِ جراحت ہے تو ہی جانون کا	لذتِ زخمِ جگر ہے لبِ سوفار مین تو

تری رحمت کے بھروسے پہ وہ زہ پاتے بسرا
نقشِ اُمید ہے مضطر کے دلِ زار مین تو

شمع مین نور ترا لمعۂ رخسار مین تو
آرزو بن کے رہا ہے دلِ بیمار مین تو
کیفِ راحت ہے دوائے دلِ بیمار مین تو
اہلِ بینش ہو تو ہر شے مین ہے جلوہ تیرا
تو ہی امداد مصیبت مین دیا کرتا ہے
اہلِ تسبیح نے تسبیح مین دیکھا تجھکو
شمع بن بن کے تو ہی بزمِ طرب مین چمکا
دل کو دیتا ہے مزہ بادیہ پیمائی کا
کوئی کھائے تو تو ہی زخمِ جگر دیتا ہے

لذتِ دیدۂ مشتاق ہے دیدار مین تو
لطفِ دردِ دلِ بیتاب ہے آزار مین تو
آس بخشش کی ہی ہر قلبِ گنہ گار مین تو
کیفِ مقصود ہے ہر چشمِ طلبگار مین تو
یاد آتا ہے سدا منزلِ دشوار مین تو
اہلِ زنار یہ سمجھے کہ ہے زنار مین تو
پھول بن بن کے کھلا تختۂ گلزار مین تو
دردِ پنہان کا مزا ہے خلشِ خار مین تو
کوئی پیاسا ہو تو پانی بھی ہے تلوار مین تو

نہ طبیبون کی ضرورت نہ دوا کی حاجت
بس گیا جب سے دلِ مضطرِ بیمار مین تو

جذبۂ حسرتِ دیدار سے دیکھا تجھکو
خوابِ غفلت مین مزے تیری تجلی کے لئے
سر کٹاتے ہی ترے وصل کی دولت پائی
جس محبت سے پکارا ہے زبان والون نے

چشمِ موسیٰ نے بڑے پیار سے دیکھا تجھکو
رات بھر دیدۂ بیدار سے دیکھا تجھکو
تیرے جانبازون نے تلوار سے دیکھا تجھکو
آنکھ والون نے اُسی پیار سے دیکھا تجھکو

پردے والون نے سدا آڑ سے جھانکا ہے تجھے
رخنۂ روزنِ دیوار سے دیکھا تجھکو

جس طرح ہمکو بڑے پیار سے دیکھا تو نے
یونہین ہمنے بھی بڑے پیار سے دیکھا تجھکو

بھولے بھٹکون نے تجھے دشت و جبل مین پایا
چلتے پھرتے اسی رفتار سے دیکھا تجھکو

لے لئے عشقِ مجازی سے حقیقت کے مزے
بیٹھے بیٹھے درِ دلدار سے دیکھا تجھکو

عشق نے دیدۂ مطلوب سے چاہا ہے تجھے
حسن نے چشمِ طلبگار سے دیکھا تجھکو

میری آنکھون نے رقابت کی بنا ڈالی ہے
اسپہ بگڑا ہون کہ کیون پیار سے دیکھا تجھکو

وہ ہی مرقد مین خبر لیگا دمِ خوابِ گران
جس نے مضطر پسِ دیوار سے دیکھا تجھکو

ڈھونڈھ ایدل بچانے والے کو
سب کی بگڑی بنانیوالے کو

اے مسافر تلاش کر پہلے
راہ سیدھی بتانے والے کو

سجدۂ ناکام دہر کرتے ہین
وقت پر کام آنے والے کو

چاہئیے کردگار پر تکیہ
بختِ بد آزمانے والے کو

بلبلین کس کو یاد کرتی ہین
پھول مین رنگ لانیوالے کو

سب نہالانِ باغ کی شاخین
یاد ہین پھل لگانے والے کو

رنگ آمیزیِ چمن موزون
نت نئے گل کھلانے والے کو

میرا مجرا بھی اے صبا کہنا
اہلِ مدینہ بسانے والے کو

غم بہت مضطر اور آنسو کم
کیسے روؤن مین جانیوالے کو

رنگِ نیرنگ دکھاتا ہے ہر انداز مین تو — جلوہ فرما ہے ہر ایک جلوہ گہِ ناز مین تو
رنگِ اظہارِ مقاصد ہے ہر اک بات تری — لطفِ اخفاے مطالب ہے ہر اک راز مین تو
اوڑتے پہرتے ہین یہ سب تیری ہوا مین طیور — تابِ جنبش کی صفت ہے پر پرواز مین تو
بے گمان تو ازلی ھے ابدی ذات تری — ادہر انجام مین تو ہے ادہر آغاز مین تو
تیرے انداز جہلکتے ہین ہر اک جلوے مین — حسن تو حسن مین تو ناز ھے تو ناز مین تو
تجہہ سے موسیٰ کو ملی ہمت عرضِ احوال — ابن مریم کے لیئے حکم تھا اعجاز مین تو
دہر مین کوئی بہی سنتا نہ کسی کی فریاد — درد کا کیف نہ ہوتا اگر آواز مین تو
جسم بے روح سے آواز نکالی تو نے — سوز والون کے لیئے بول اٹھا ساز مین تو

مانگ اللہ سے تو داد مصیبت مضطر
وہ تو سنتا ھے پکارے کسی آواز مین تو

جس کو چاہے خراب کردے تو — جسپہ چاہے عذاب کردے تو
تجہکو منظور ہو تو ذرے کو — دفعتہً آفتاب کردے تو
میرا کیا پوچہنا خدا وندا — پہلے سب کا حساب کردے تو
نام تیرا لکھا رہے ھر دم — میرے دل کو کتاب کردے تو
سب کی ناکامیان مٹائی ہین — مجہکو بھی کامیاب کردے تو
مے کے رکھون گا مین کلیجے مین — درد کو انتخاب کردے تو
کیا عجب ہے کہ اپنے بندون کی — مغفرت بے حساب کردے تو

جل کے پاؤن مزا محبت کا
میرے دل کو کباب کردے تو

راہِ اُلفت مین اے دلِ مضطر
اپنی مٹی خراب کردے تو

جسے چاہتا ہے بچاتا ہے تو
غرض ہر طرح کام آتا ہے تو

کرشمے ہزارون دکھاتا ہے تو
سدا اسکی بگڑی بناتا ہے تو

یہ ہے رات کو سارے تارونکا تو
کہ ہم مین سدا جگمگاتا ہے تو

یہ خوبی کسی مین نہین جز ترے
کہ آتا ہے تو اور نہ جاتا ہے تو

کہین اپنے بندونکا تو ہے خدا
کہین اپنے بندونکا داتا ہے تو

کہین مسجدون کی بنا ڈالدی
کہین مندرون کو بناتا ہے تو

نہ چھوڑیگا بیشک ہمین تشنہ لب
کہ دریا کے دریا بہاتا ہے تو

ہزارون کو دی تو نے راہِ رضا
ہزارون کو کھوتا کھنڈاتا ہے تو

مدینے کو چل مضطرِ بے قرار
یہان زندگی کیون گنواتا ہے تو

ہر تشد دین پرستش کا سزاوار ہے تو
دار پر چڑھ کے کہون داورِ دادار ہے تو

راہبر سب کا سوے ملک عدم ہی تو ہی
رہنما سبکا سرِ منزلِ دشوار ہے تو

غول کے غول چلے آتے ہین سودے والے
جنسِ عصیان کا قیامت مین خریدار ہے تو

سبزۂ دشت کی ہر تہ مین ہے جلوہ تیرا
باغ مین پھول کی رنگت سے نمودار ہے تو

بیگمان چارۂ ہر رنج والم کرتا ہے
واقعی چارہ گر خاطر بیمار ہے تو

رات دیتی ہے گواہی تری بیداری کی
سونے والے یہی کھتے ہین کہ بیدار ہی تو

زخم دل تجھکو سمجھتے ہین جراحت کا فزا
درد دکھتا ہے دوائے دل بیمار ہے تو

حسن یوسف کیلئے جلوۂ زیبا ہی توہی
چشم موسیٰ کے لئے لذت دیدار ہے تو

مضطر اللہ یہ تو چھوڑ دے سب کام اپنے
مفت دنیا کے بکھیڑ دن مین گرفتار ہی تو

نور بخش نظر دیدۂ مشتاق ہے تو
جتنے جوڑے ہین یہ کھتے ہین کہ ہان طاق ہی تو

زیر بار کرم خاص ہے دنیا تیری
اپنی رحمت کے حسابات مین بیباق ہی تو

شان ایسی کہ بجاتا ہے توہی مرنیسے
نام ایسا کہ حکیم علی الاطلاق ہے تو

لطف زینت پئے ہر موسم عالم ہے توہی
حسن موسم پئے ہر گلشن آفاق ہے تو

تیرے الطاف نے دنیا کا کھلا سر ڈھانکا
فرق عالم کے لئے دامن اخلاق ہے تو

مستمندون کیلئے پایۂ راحت ہے توہی
دردمندون کیلئے مایۂ اشفاق ہے تو

زہر عصیان تری رحمت سے اتر جاتا ہے
سب گنہ گار یہ کھتے ہین کہ تریاق ہی تو

تیری صنعت کا نمونہ ہے یہ گلزار جہان
ساری مخلوق یہ کھتی ہے کہ خلاق ہے تو

چل کے اب عالم عقبیٰ کی ہوا کھا مضطر
کیونکہ ارباب زمانہ یہ بھت شاق ہے تو

دردمندون مین دوائے دل بیمار ہے تو
چارہ سازی کے لئے رنج مین تیار ہے تو

حسن امید کا سودا سر بازار ہے تو
ترے جلوے نے زلیخا کو جھکائے ہیں گھونگھٹ
سارے میدان چمن میں ہے حکومت تیری
اپنی قدرت کے ہر اک پردے میں پنہان ہے تو ہی
مستمندی میں مددگار ہے رشتہ تیرا

شے میں صد جلوہ شے بن کے نمودار ہے تو
حسن یوسف کا تماشہ سر بازار ہے تو
بانی ثمرہ و گل مالک گلزار ہے تو
اپنے جلوے کی ہر اک تہ میں نمودار ہے تو
دردمندی میں معاون دم آزار ہے تو

زندگی طاعت خالق میں بسر کر مضطر
ڈھونڈھ ذرات اوسے جس کا طلبگار ہے تو

ہر اک درد پنہان کا چارہ ہے تو
تعلق کا اتنا نتیجہ تو ہو
وہاں تیرا اکرام موجون میں ہے
تری دستگیری نے روکا مجھے
ترے لطف پر ناز اے بے نیاز
فلک تیرے جلوے سے کہتا ہے روز

غریبون کا گویا گذارا ہے تو
ترے ہم ہوئے اور ہمارا ہے تو
جہان ڈوبتون کا سہارا ہے تو
سہارون مین کافی سہارا ہے تو
نہ کیون ہو کہ مالک ہمارا ہے تو
کہ ہان میری آنکھون کا تارا ہے تو

ہے ایسون کا مضطر خدا چارہ گر
اگر درد و حسرت کا مارا ہے تو

بڑا ہے بڑی شان والا ہے تو
یہ کہتے ہین جلوے نرالے ترے

خدائی کے گھر کا اوجالا ہے تو
کہ بے شبہ سب سے نرالا ہے تو

یهین اپنا جلوه دکھادی ہمین
زبان تو گھڑی بھر کو دیدے اگر
ملالِ جہان میٹتا ھے توہی
مرادون کے پھل لینے والا ہون مین

قیامت مین جب ملنے والا ھے تو
تو بت بھی کہین حق تعالی ھے تو
خیالِ جہان کرنیوالا ھے تو
مرادون کے پھل دینے والا تو

زمانے سے مضطر محبت نہ کر
یہان کب سدا رھنے والا ھے تو

بھارین دکھاتا ھے گلشن کو تو
دیا ھے مسافر کا غربت مین ساتھ
گداؤن کے سر تو نے اونچے کرے
توہی نخلِ گلشن کو دیتا ھے پھل
توہی ھے جو محنت ٹھکانے لگاے
عداوت کو چاہے محبت کرے

چھڑاتا ھے کانٹون سے دامن کو تو
نگہبان بناتا ھے رہزن کو تو
جھکاتا ھے شاہونکی گردن کو تو
بساتا ھے اوجڑے نشیمن کو تو
بچاتا ھے آندہی سے خرمن کو تو
بنادے ابھی دوست دشمن کو تو

وفا کی نہ مضطر کسی پھول نے
بس اب کھینچ لے اپنے دامن کو تو

اے خدا دستگیر میرا تو
کون لیکر یھان چراغ آئے
تیرا ناچیز ایک بندہ مین

کر جری شام کا سویرا تو
میٹ دے قبر کا اندھیرا تو
مالکِ بے نیاز۔ میرا تو

ہے خبر گیر اپنے بندون کا
جس نے سارا جہان اوپیرا۔ تو
تن مین یہ روح کب ٹھہرتی تھی
جس نے چارون طرف سے گھیرا۔ تو
عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے
حال جب جانتا ہے میرا۔ تو

جان مضطر نکل کے طیبہ جا
کیون کرے انتظار میرا تو

دردمندون کا ہے سہارا تو
جتنے پیارے ہین سب سے پیارا تو
درد کے بعد عیش دیتا ہے
رنج کرتا نہین گوارا۔ تو
ہے تو ہی چل کے جسکو ڈھونڈھا ہے
دل کے سب نے جسے پکارا تو
کاٹ دی جس نے رات ہے تو ہی
جس نے یہ دن مرا گذارا۔ تو
یون نہ ہوتا تو جان کیون دیتا
ہے مجھے جان سے بھی پیارا تو
بندگی ہے دلیل قربت کی
ہم تو تیرے ہین اور ہمارا تو

چل دے مضطر جوار بطحی مین
مفت پھرتا ہے مارا مارا تو

پرتو حسن تجلائے سر طور ہے تو
پردۂ دیدۂ مشتاق مین مستور ہے تو
مستمندی مین بھروسہ سبھی کو تیرا
دردمندی مین علاج دل رنجور ہے تو
دل یہ کہتا ہے کہ باطن مین ہی نزدیک تو ہی
آنکھ کہتی ہے کہ ظاہر مین بہت دور ہے تو
دیدۂ دل کے لئے رنگ زمانہ ہے تو ہی
چشم موسی کے لئے شمع سر طور ہے تو

دیکھتے ہین تجھے سب دیکھنے والے دلمین
کوئی خالق تجھے کھتا ہے تو کوئی داتا

اپنے بندونسے کسی حال مین کب دور ھے تو
اپنی دنیا مین کئی نام سے مشہور ھے تو

اوس سے تو مانگ دوا درد جگر کی مضطر
وہی کام آئیگا جس کے لئے رنجور ھے تو

آلہی غریبون کا والی ھے تو
یہ کہتے ہین سب سبزہ زار چمن
آلہی مری آرزوئین نکال
دہائی تو کچھ فکر ایجان کر
مین بیکس ہون ای رحمت کردگار
تصور مین رہتا ہے آٹھون پہر

گلستان عالم کا مالی ھے تو
معاون درم پایمالی ھے تو
کہ سب آرزوؤن سے خالی ھی تو
جہان ایک دن جانیوالی ھے تو
مرے کام بس آنیوالی ھے تو
شب ا فروز بزم خیالی ھے تو

قیامت مین پوچھیگا ایسے کو کون
کہ مضطر بڑا لاؤ بالی ھے تو

عالم الغیب خدائی کا نگہبان ھے تو
دلکو اسواسطے رکھا ھے کہ ارمان ھے تو
گردنین سب کی جھکی ہین ترے احسانون سے
تجھکو اے مشکل الفت مین سمجھتا ہون عزیز
ای دل یاس طلب عیش کی چرچے کیسے

دل کا ارمان ہے تو جان کا ایمان ہی تو
جان اسواسطے لی کہ میری جان ھی تو
اپنے احسان سے کرتا بڑی احسان ھے تو
کہ مرے واسطے ہر حال مین آسان ھی تو
ایسی باتو نپہ لگائے ہوئے کیون کان ھے تو

اے خدا ہے مری حسرت کو بھی حسرت تیری | میرا ارمان بھی کہتا ہے کہ ارمان ہے تو

مضطر اللہ معاون ہے محمدؐ حامی
مفت اندیشۂ محشر سے پریشان ہے تو

ہے دعا کیسکی زبان کی تو ہے اثر کسی کی دعا مین تو
ہے کسی کے ذوق دلی مین تو۔ ہے کیسکی طرز ادا مین تو

ترا نور نورِ چراغ ہے تری ذات رونقِ باغ ہے
جو بسا ہے نکہتِ گل مین تو تو اوڑا ہے موجِ ہوا مین تو

تو ہی درد و غم کا حکیم ہے تو علاجِ قلبِ دو نیم ہے
جو کبھی اثر ہے دعا مین تو تو کبھی اثر ہے دوا مین تو

تری ذات سے یہ وجود ہے۔ تری ذات وجہ نمود ہے
مری انتہا کے خمیر مین مری ابتدا کی بنا مین تو

کوئی گل ملے مجھے باغ مین تو کہون کہ پھول نہ اسقدر
کوئی دن کی تیری بہار ہے کسی دن اوڑیگا ہوا مین تو

تو ہی رسمِ عشق کا ساز ہے تو طرزِ حسن کا ناز ہے
جو خلش ہے قلبِ تپان مین تو تو کشش ہی حسنِ ادا مین تو

یہ یقین ہے مضطر بینوا کہ ملے گی تجھکو بڑی جزا
جو اسی طرح سے لگی رہی تو اوٹھیگا یادِ خدا مین تو

جلال آزما ہے جمالون مین تو
تجلی کی شورش کمالون مین تو

جدائی ہے دو جانے والون کے ساتھ
محبت ہے دو ملنے والون مین تو

جوابون کی لذت لبِ شوق مین
تسلّی کا پہلو سوالون مین تو

تری دل نشینی کے ہین سب گواہ
جو کانٹے چبھوتا ہے چھالون مین تو

مرے سامنے آ خدا کے لئے
کہانتک رہیگا خیالون مین تو

عطا کر مرے نخلِ حسرت کو پھل
کہ پتے اُگاتا ہے ڈالون مین تو

گرفتارِ حسرت ہے مضطر ترا
مدد کر مدد ایسے حالون مین تو

دل ہے تو دل مین ہے تو جان ہے تو جان مین تو
میرا ایمان تو ہی ہے مرے ایمان مین تو

ہادیٔ ہوش ہے تو عالمِ مدہوشی مین
رہبرِ عقل ہے بگڑے ہوئے اوسان مین تو

تیری قدرت کا نمونہ ہے یہ گلزارِ جہان
رنگ تو رنگ مین تو شان ہے تو شان مین تو

سب گروہون کا مددگار ہے بستی مین تو ہی
تنِ تنہا کا معاون ہے بیابان مین تو

سب یہ انداز جھلکتے ہین تری قدرت کے

ناز تو ناز ہین تو آن ہے تو آن ہین تو

لطف دیدار ہے ارمان بھری آنکھون کا
لذتِ خاص ہے حسرت بھرے ارمان ہین تو

بسکہ تکیہ ہے تجھے فضلِ خدا پر مضطر
سرخرو جائیگا اب حشر کے میدان ہین تو

کام آتا ہے غم و رنج کے الجھاؤ ہین تو
مکر و تزویر سے خالی ہین سبھی کام ترے
کہین دنیا کا زمانے ہین ٹھکانا ترے
لذتِ درد سے آرام کے پہلو نکلین
زخم کے واسطے تسکین ہے مرہم ہین تو ہی
ناخدائی سے تری پار لگا ہے بیڑا

قیمتِ جنسِ مروت ہے ہر اک بھاؤ ہین تو
نہ کبھی گھات ہین تو ہے نہ کبھی داؤ ہین تو
ذوالجلالی سے جو آجائے کبھی تاؤ ہین تو
اپنی چاہت کا نمک بھر دے گھاؤ ہین تو
چوٹ کے واسطے آرام ہے سکتاؤ ہین تو
ناخدا نوح کے طوفان ہین تھا ناؤ ہین تو

مرہمِ رحمتِ رب زخمِ جگر بھر دیگا
مضطرِ خستہ دوائین نہ لگا گھاؤ ہین تو

سمایا ہے سب کی نگاہون ہین تو
عجب چیز ہین تیری رزاقیان
یہ دل بستۂ جلوۂ ناز ہین تو
قیامت کے دن دادگستر بنا

مسافر کو ملتا ہے راہون ہین تو
کہ دیتا ہے روزی کت ہون ہین تو
بڑی چیز ہے جلوہ گاہون ہین تو
زمانے کے سب دادخواہون ہین تو

الہی داغ - رحمت مٹادی تری
تجہی سے پڑا تفرقہ رنج مین

اگر بھیجے کے روسیاہون مین تو
ہے آپس کا ساتھی تباہون مین تو

سن اے مضطر زار یہ زندگی
گذاریگا کب تک گناہون مین تو

دکھاتا ہے جوبن بہارون مین تو
سپے ثمرۂ مدعا - باغ مین
جو کرتے ہین رنگت پہ اپنی غرور
اٹھے یا بس مرگ آرام سے
سدا تو نے رستہ بتایا ہمین
بڑھانے کو مٹی کا طرز عروج

ہے رنگ چمن سبزہ زارون مین تو
کھلاتا ہے غنچے بہارون مین تو
تو پھولون کو رکھتا ہے خارون مین تو
سُلاتا ہے مردے مزارون مین تو
ملا ہے ہمین رہگزارون مین تو
اوڑاتا ہے ذرّے غبارون مین تو

ہے مضطر کو راحت ترے نام سے
بڑی چیز ہے بیقرارون مین تو

اگراتا ہے دریائے فانی مین تو
چُھپا اہل الفت کے سینون مین ہے
محبت مین کھائے ہین غوطے بہت
معین جہان بعد رسم وفات
دہم داپسین جان دینی پڑی

ڈبوتا ہے کشتی کو پانی مین تو
کھٹک بن کی درد نہانی مین تو
ملا ہے ہمین گھرے پانی مین تو
کفیل جہان زندگانی مین تو
مزہ دے گیا درد جانی مین تو

الٰہی مرادون کے کچھ پھل بھی دے | کہ لایا ہے باغِ جہانی مین تو

خدا کی طرف مضطر زار چل
نہا وہو کے حسرت کے پانی مین تو

ہے نیرنگِ قدرت کما ئو نمین تو
جوابون سے آئین صدا ئین تمہی
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے
مرادون سے بدلی ہے ترکیب یاس
مجھے بہی تو دے ثمرۂ آرزو
مزا دردِ الفت کا آنے لگے

تجلی ہے اپنے جمالون مین تو
مرادیگیا ہے سوالون مین تو
مگر ایک ہے رہنے والو نمین تو
خوشی کی خبر ہے ملالون مین تو
لگاتا ہے پھل سب نہالو نمین تو
نمک بھر کے چھوڑے جو چھالو نمین تو

بقا اس زمانے کو مضطر نہین
پھنسا ہے عبث ان خیالون مین تو

مالک ہے سب جہان کا پروردگار تو
اپنے کرم سے دے مجھے یارب تسلیان
ہے وقتِ نزع تجھسے مری لو لگی ہوئی
بنتا وہی ہے جسکو بٹھانے سے تو لگائے
بلبل کی تو نے کاٹ دی ساری بہار ہین
تیرا ہی آسرا ہے قیامت کے دن مجھے

گلشن مین ہے کفیلِ خزان و بہار تو
ہے جانتا علاجِ دلِ بیقرار تو
آتا ہے یاد آج سبب مجھے بار بار تو
مٹتا وہی ہے جس کا اوڑا دے غبار تو
یارب اسی طرح مری اچھی گذار تو
اے رحمتِ خدا مری بگڑی سنوار تو

ہے زندگی تو روضۂ سرور قریب ہے
ہمت ابھی سے اے دلِ مضطر نہ ہار تو

ستار ہے رحیم ہے ربِّ کریم تو
ہر طور لازوال ہے ذاتِ ابد تری
بیٹھے ہیں تونے وردِ زبان قلبِ زار سے
گلشن میں تونے پھول کھلائے ہزار ہا
چشمِ جہان میں ہے ترا جلوہ اِبا ہوا
عالم کا ایک بھید بھی تجھ سے چھپا نہیں

معبود ہے کریم ہے ربِّ کریم تو
ہر حال میں قدیم ہے ربِّ کریم تو
بیشک مرا حکیم ہے ربِّ کریم تو
ہاں مالکِ نعیم ہے ربِّ کریم تو
ہر قلب میں مقیم ہے ربِّ کریم تو
ہاں قادر و علیم ہے ربِّ کریم تو

مضطر کی بھی اُمید ہے تجھسے لگی ہوئی
حاجت روا قدیم ہے ربِّ کریم تو

تو قادر و قدیر ہے جو تو کرے سو ہو
عالم کے عیب ڈھانک دے کوئی مجال کیا
بھولے ہوؤں کو راہ دکھاتا ہے دور سے
طیبہ کی سرزمین پہ ہے مرنے کی آرزو
اے بے نیاز کون بچا دستِ موت سے
ٹلتا نہیں کسی سے بھی تیرا لکھا ہوا
تو بادشاہِ ارض و سما ہے خدائے پاک

دنیا کا دستگیر ہے جو تو کرے سو ہو
ستار بے نظیر ہے جو تو کرے سو ہو
تو خضرِ راہ گیر ہے جو تو کرے سو ہو
جانے کہاں ضمیر ہے جو تو کرے سو ہو
یہ امر ناگزیر ہے جو تو کرے سو ہو
پتھر کی یہ لکیر ہے جو تو کرے سو ہو
مضطر ترا فقیر ہے جو تو کرے سو ہو

کہتا ہے جہان داورِ داوار تجھی کو
سب کہتے ہین خلاق گل و نار تجھی کو

سر جھکتے ہین مسجد مین تری سمت الٰہی
جاتا ہے پرستش کا سزاوار تجھی کو

اس موت پہ قبضہ نہین جز تیرے کسی کا
زیبا ہے یہ چلتی ہوئی تلوار تجھی کو

ہر پھول مین ہے نکہتِ اُمید تجھی سے
ہر پردے مین دیکھا ہے ۔ نمودار تجھی کو

اس اپنی خدائی کا خبرگیر تو ہی ہے
پایا ہے زمانے سے خبردار تجھی کو

موسیٰ کی طرح طالبِ دیدار نہین ہون
دیکھا ہے مری آنکھ نے ہر بار تجھی کو

مضطر کو تری ذات سے امید شفا ہی
پایا ہے دوائے دلِ بیمار تجھی کو

سونپتا ہون خدائے برتر کو[۵]
جس نے پانی دیا ہے پتھر کو

اپنی دنیا کی رہبری کرنے
اوس نے بھیجا بھلے پیمبر کو

بختِ کجرو کو راہ دی سیدھی
اوس نے بیٹا ہے اس کی چکر کو

اوس نے مفلس کو کر دیا زردار
اوس نے مفلس کیا تونگر کو

اوس نے غنچے کھلائے گلشن مین
اوس نے پانی دیا سمندر کو

ہے پرستش اوسی پہ مسجد کی
پوجتے ہین اوسی سے مندر کو

جس نے باغ جنان بنایا ہے
وہ ہی بخشے گا اپنے مضطر کو

تو سب کا کردگار ہے جو تو کرے سو ہو۔
سب تجھ کو اختیار ہے جو تو کرے سو ہو

[۵] یہ غزل اُس موقعہ پر پڑھی گئی تھی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ و حضرت اسمٰعیل کو میدان بے زراعت مین چھوڑ کر واپس ہوے ہین۔

بیشک تو ہی بچائیگا دوزخ کی آگ سے
چاہے خزان عطا کرے چاہے بہار دے
ہوتا نہین ہے کچھ بھی کسی کے کئے ہوے
ہر شمع کی تجھی سے تو ہے لو لگی ہوئی
چاہے جنان کو سونپ دے چاہے جحیم کو
ہر گود تجھ سے مانگ رہی ہی دعا کے پھل
دنیا کسی کا گھر نہین ہر شخص اس جگہ

خلاقِ نور و نار ہے جو تو کرے سو ہو
گلشن امیدوار ہے جو تو کرے سو ہو
چارون طرف پکار ہے جو تو کرے سو ہو
پروانہ بیقرار ہے جو تو کرے سو ہو
دنیا گناہ گار ہے جو تو کرے سو ہو
ہر دل کو انتظار ہے جو تو کرے سو ہو
بے یار و بے دیار ہے جو تو کرے سو ہو

مضطر کے حال پر بہی نگاہِ کرم رہے
وہ سخت بیقرار ہے جو تو کرے سو ہو

حمد پروردگار کیون کر ہو
جس نے جز خار گل نہ دیکھا ہو
بار بیڑا وہی لگاتا ہے
وہ تسلی ندے تو دنیا مین
کثرتِ رنج و غم مین جاتی ہے
ساری شاخین ہین زیر بارِ کرم
زیر مدفن بھی ہے وہی حامی
ہے وہی دکھ کا میٹنے والا

مدحتِ بیشمار کیونکر ہو
اوس سے وصفِ بہار کیونکر ہو
وہ نہ چاہے تو پار کیون کر ہو
داروئے اضطرار کیونکر ہو
وہ نہ روکے تو وار کیونکر ہو
گل ندے وہ تو بار کیونکر ہو
ورنہ اسمین قرار کیونکر ہو
ورنہ اوس کی پکار کیونکر ہو

بیقراری وہی مٹاتا ہے
ورنہ مضطر قرار کیونکر ہو

قادر بے مثال ہے مالک بیگمان ہے تو — حامیٔ دو جہان ہی تو بانیٔ کُن فکان ہی تو
آنکھہ کے واسطے نظر مالکِ جملہ بحر و بر — دل کیلئے اُمید ہے لب کیلئے بیان ہی تو
سوز مین رنگ ساز ہی ناز کا طرز ناز ہے — عشق کی گرم جوشیان حُسن کی گرمیان ہی تو
چال کی لغزشِ ادا بات کا حسنِ مدّعا — حسرتِ دید کیلئے دیدہ دلستان ہے تو
راہِ رضائے ذوق مین جان کی دیتے ہی ملا — اتنی سی بات کے لئے کون کہے گران ہے تو

تجھسے خدا کا وصف ہو مضطر زار کسطرح
منہ مین زبان تو ہی مگر کہنے کو بیزبان ہے تو

ہے پرسان حالِ دلِ زار تو — علاجِ غمِ جانِ بیمار تو
دمِ بیکسی ہے معاون تو ہی — مصیبت مین سب کا مددگار تو
اوٹھاتا ہے زحمت کے پردے تو ہی — دکہاتا ہے رحمت کے آثار تو
یہ سب دہر تیرا ہے مالک تو ہی — یہ سب مال تیرا خریدار تو
یہ قدرت ہے تیری نمایان تو ہی — یہ جلوہ ہے تیرا نمودار تو
ہے بے شبہ مسجودِ عالم تو ہی — پرستش کا بیشک سزاوار تو

بڑا دینے والا ہے پروردگار
مدد مانگ لے مضطر زار تو

تندرستی کا بھروسہ دم آزار ہے تو — طرفہ اُمید شفائے دلِ بیمار ہے تو

سب کو دنیا مین کھرے مال کا گاہک دیکھا — اپنے کھوٹونکا فقط ایک خریدار ہے تو

پتے پتے مین ہے سرسبزیِ قدرت تیری — غنچے غنچے سے نمایان سر گلزار ہے تو

بیخودی عشق آلٰہی کی ہو حاصل ایدل — مین تو اوسدن تجھے جانونگا کہ ہشیار ہے تو

رحم کرنیکو ادہر دہر مین موجود تو ھی — بخشدینے کو اودہر حشر مین تیار ہے تو

دیدۂ دلکا تماشہ ہے تو ہی پردے مین — چشمِ مشتاق کا جلوہ سر بازار ہے تو

جانِ مضطر کو چکھاتا ہے تو ہی لذتِ عیش
قلب غمگین سے مٹاتا خلش خار ہے تو

ردیف (ہ)

یہ اوسی نے دی ہے گلون کو بو۔ زہے شان جلّ جلالہٗ
یہ اوسی کا جلوہ ہے چارسو۔ زہے شان جلّ جلالہٗ

ہے اوسکی شاخ اوسی کے پھل ہے اوسیکا چار طرف عمل
ہے اوسیکا گلشن آرزو زہے شان جلّ جلالہٗ

یہ اوسیکا تار نفس مین ہے یہ اوسیکا لطف ہوس مین ہے
یہ اوسکی لب پہ ہے گفتگو زہے شان جلّ جلالہٗ

یہ اوسی کی ہاتھ کو ہے ہوس یہ اوسکی قید ہے بے قفس
یہ اوسی کی پانوٗن کو جستجو زہے شان جلّ جلالہٗ

ہے وہی نظر کرو جس طرف وہی اوسطرف وہی اوسطرف
وہی سب کی نظرون کے روبرو زہے شان جل جلالہٗ

وہ وکیل جملہ دیار ہے وہ کفیل وبانئی کار ہے
زہے لطف عمّ نوالہٗ زہے شان جلّ جلالہٗ

مری مضطر ایسی مجال کیا کہ کرون مین اوس کی ثنا ادا
زہے شان جل جلالہٗ - زہے شان جل جلالہٗ

وہ رحیم ہے وہ کریم ہے - زہے شان جل جلالہٗ
وہی ہر صفت مین قدیم ہے زہے شان جل جلالہٗ

نہ مٹے گا وہ نہ ہوا ہے وہ یہ تو وہی جانے کہ کیا ہی وہ
وہی آپ اپنا علیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

وہی مالکِ طبقِ زمین وہی خالقِ فلکِ برین
وہی ربِّ عرش عظیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

وہی چارہ گرِ دمِ یاس ہے وہی دردمندونکی آس ہے
وہی غمزدون کا حکیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

وہ بشیر ہے وہ نذیر ہے وہ سمیع ہے وہ بصیر ہے
وہ خبیر ہے وہ علیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

یہ اوسی کا باغ مین رنگ ہے یہ اوسکی دل مین اُمنگ ہے

یہ اوسیکی گل مین شمیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

یہ اوسی کا رنگ اوسی کا رُو یہ اوسیکی خو ہے اوسیکی بو

یہ اوسیکی موجِ نسیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

وہ فروغ دیدۂ زار ہے وہ ضیائے خانۂ تار ہے

وہی سب دلو نمین مقیم ہے - زہے شان جل جلالہٗ

وہ کفیل مضطر زار ہے وہ وکیل جملہ دیار ہے

وہ طبیب قلب دو نیم ہے زہے شان جلّ جلالہٗ

نہین تاب جلوۂ کبریا - زہے شان جلّ جلالہٗ

نہ نظر بجا ہے نہ دل بجا - زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی ذکر خانۂ تار مین جو فروغِ نور کا آ گیا

تو چمک کے جلوہ پکار اوٹھا زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی رنگِ قدرتِ پاک پر جو ہوا خیال کہ کیا کہون

کوئی آ کے چپکے سے کہہ گیا زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی بلبلون نے دمِ فغان جو ثناءِ نزہت باغ کی

لبِ گل نے صاف یہ دی صدا زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی بامِ منزل چرخ پر جو نگاہِ دیدۂ دل پڑی

تو فلک نے جھک کے یہ دی ندا زہے شان جل جلالہٗ

کبھی موج نکہت باغ پر جو ہوا خیال کہ کچھ کھون

تو چلی یہ کہتی ہوئی ہوا۔ زہے شان جلّ جلالہٗ

بجز اس کے مضطر بینوا کوئی اوس کے وصف مین کیا کہے

کہ مرا خدا ہے مرا خدا۔ زہے شان جلّ جلالہٗ

وہ چمن کا حُسن بہار ہے۔ زہے شان جلّ جلالہٗ

وہ گلون کا بانئ کار ہے۔ زہے شان جلّ جلالہٗ

یہ اوسی کے پھول اوسیکے پھل یہ اوسی کا چار طرف عمل

یہ اوسیکا رنگ بہار ہے۔ زہے شان جلّ جلالہٗ

یہ اوسیکی شاخ اوسی کا گل یہ اوسی کا جز ہے اوسیکا کل

وہی حُسن نقش و نگار ہے زہے شان جلّ جلالہٗ

یہ اوسی کے عیش اوسی کے غم یہ اوسی کے تم ہوا اوسیکے ہم

سب اوسی پہ دار و مدار ہے۔ زہے شان جلّ جلالہٗ

یہ اوسی کا مین ہون اوسی کا تو یہ اوسیکی خو ہے اوسیکی بُو

یہ اوسی کی سب مین پکار ہے زہے شان جلّ جلالہٗ

یہ اوسی کا دن ہے اوسیکی ضو یہ اوسیکی شمع اوسی کی لَو

وہی مالکِ شبِ تار ہے زہے شان جلّ جلالہٗ

وہ معین مضطر زار ہے وہ کفیلِ عقدۂ کار ہے

وہی رب لیل ونہار ہے - زہے شان جلّ جلالہٗ

چمنوں مین پھول کھلادئے زہے شان جلّ جلالہٗ

جو لگے نہ تھے وہ لگادئے - زہے شان جلّ جلالہٗ

جو ہجومِ حزن وملال ہین کبھی اوس سے خواہش عیش کی

تو خوشی سے رنج مٹادئے - زہے شان جلّ جلالہٗ

جو اوکھڑ گئے تھے ملال سے جو بگڑ گئے تھے خیال سے

وہی نقش اوس نے جمادئے - زہے شان جلّ جلالہٗ

جو اوجڑ گئے تھے نصیب سے کہین جن کا نام ونشان نہ تھا

وہی گھر خدا نے بسادئے زہے شان جلّ جلالہٗ

جنھین سب سے بڑھ کے غرور تھا صفتِ جمال وکمال کا

تہ خاک اوس نے دبادئے زہے شان جل جلالہٗ

مرے کامِ دل کا معین ہے وہ ہر ایک حالتِ یاس مین

جو بگڑ گئے تو بنادئے - زہے شان جلّ جلالہٗ

مرے دلمین مضطرِ بینوا کوئی نخل ذوقِ وفا نہ تھا

یہ شجر اوسی نے اوگادئے - زہے شان جل جلالہٗ

الٰہی دکھادے دیارِ مدینہ	بنا مجھکو گرد وغبارِ مدینہ
گدا کر کے لے چل کہ حاصل ہو مجھکو	سلامِ شہِ کامگارِ مدینہ

نگاہین مری ٹھوکرین کھا رہی ہین
پئے جستجوئے دیارِ مدینہ

صبا جا کے لاوے تو بیشک ابھی ہین
بدلتا ہون پھولون سے خارِ مدینہ

بنا مسکنِ ذاتِ محبوبِ خالق
زہے عزت و افتخارِ مدینہ

گمانِ جہان دے سے یارب مٹادے
بڑہا دے سرِ اعتبارِ مدینہ

مری عمر کم اور مسافت زیادہ
کہان تک کرون انتظارِ مدینہ

الٰہی بنا دے مری خاک کو تو
غبارِ سرِ رہگذارِ مدینہ

مرا باغِ امید وقفِ خزان ہے
ہے فریاد تجھسے بہارِ مدینہ

امیدون سے کہدو وہین جا کے ٹھہرین
ہے آغوشِ مقصد کنارِ مدینہ

نہین چاہتا کوئی پھل یا الٰہی
مگر ثمرۂ شاخسارِ مدینہ

یہی ثمرۂ زندگانی ہے مضطر
کہ ہون جان و دل سب نثارِ مدینہ

ردیف یائے تحتانی

پناہِ زمین و زمان ہے توہی
جہان مین خدائے جہان ہے توہی

ادہر ہے توہی حاکمِ سرزمین
ادہر مالکِ آسمان ہے توہی

ہے ساری بہشتون پہ قبضہ ترا
چمن بندِ باغِ جنان ہے توہی

تجھے کس طرح چھوڑدین یادِ رب
ہماری متاعِ گران ہے توہی

نہ دنیا کا کھٹکا نہ عقبیٰ کا ڈر
معاون یہان اور وہان ہے توہی

توہی جیتے جی حامیٔ زندگی
دم واپسین حرز جان ہے توہی

سوا تیرے مضطر کو پوچھیگا کون
خبر گیر اہل جہان ہے توہی

الٰہی مدد اپنے مضطر کو دے
کہ دارو ئے قلب تپان ہے توہی

داور حشر رحم کر - دل کی گرہ کو کھولدے
ہلکے ہین نامۂ عمل اپنے کرم سے تولدے

طور پہ تو نے بات کی - یہ تو تجھے بھی یاد ہے
میری بھی آج بات رکھہ مجھسے بھی آج بولدے

اے مرے رب تیرے سوا - جنس گناہ کون لے
مول لے توہی مال اوٹھا - مال کا توہی مولدے

کثرت رنج و درد مین کٹ گئی ساری زندگی
اب تو مری دعا بھی سن - باب شفا کو کھولدے

ابر عطا کے سامنے ہین جبھی اگر تو کیا ہین یہ
تو مرے نامۂ عمل آب کرم مین گھولدے

کند ہے خاطر حزین تیرے غم فراق سے
رنج و ملال دور کر - تو مرے دل کو کھولدے

گرد گناہ سب مری بحر عطا مین ڈالدے
خاک کو تو صفا بنا - اب صفا گھنگھولدے

حسرت دید تا کجا چھپنے مین کچھہ نہین مزا
مین بھی تو تجھکو دیکھہ لون - بند نقاب کھولدے

مضطر ابھی سے فکر کر - حشر کا وقت آگیا
خواب سے لوگ اوٹھہ پڑے - توبھی اب آنکھہ کھولدے

ہے زیبا تجھے غیب دانی تری
تجھی پر ہے بھبی حکمرانی تری

کیا تو نے ظاہر عدم سے وجود
فنا مین بقا ہے نشانی تری

فنا ہے فنائے دوامی ہمین
بقا ہے بقا جاودانی تری

زمانے کے دل اور تیرا خیال
زمانے کے منہ اور کہانی تری

ادہر سلطنت ہے زمینی تجھے
اودہر مملکت آسمانی تری

نہوتا کبھی پار بیڑا مرا
نہ ہوتی اگر مہربانی تری

گھمنڈ اسپہ اسدرجہ مضطر نہ کر
کہ اک خواب ہے زندگانی تری

وہی دردِ دل کی دوا دے تو دے
وہی رنج و غم سے شفا دے تو دے

سمجھے یون تو ایدل ملی کب جنان
وہی اس چمن کی ہوا دے تو دے

مرے ڈہونڈہنے سے نشان کب ملا
وہی ثمرۂ مدّعا دے تو دے

گنا ہون سے مضطر ملی کب نجات
مگر وہ سینے والا خدا دے تو دے

شکمِ ماہیٔ بیتاب مین گھر دیتا ہے
کوہ کو دامنِ دریا مین مَقر دیتا ہے

قدرتِ خاص سے پانی کو جما کر فوراً
موتیون سے وہی منہ سیپ کا بھر دیتا ہے

چشمِ نرگس کو دکہاتا ہے بہارِ گلشن
ایسا قادر ہے کہ اندہے کو نظر دیتا ہے

عشق کی آگ کو کرتا ہے دلون مین پنہان
دامن کوہ مین پتھر کو شجر دیتا ہے

اوسکی رحمت پہ بھروسا ہے مجھے ای مضطر
میرا مالک ہے جو چاہون وہی کر دیتا ہے

چارۂ ظلم و ستم کون وہی کرتا ہے — داروئے درد و الم کون وہی کرتا ہے
ثمرۂ نخل وفا کون وہی دیتا ہے — شاخ امید قلم کون وہی کرتا ہے
یہ اوسی نے تو کیا نقش قدم کو ہستی — نقش ہستی کو عدم کون وہی کرتا ہے
باغ کو نار سقر کون بناتا ہے وہی — نار کو باغ ارم کون وہی کرتا ہے
اپنے بندونکو زمانے سے اوٹھاتا ہی وہی — راہی ملک عدم کون وہی کرتا ہے
غیر ممکن تھا کہ تجھ سے مرادین ملتین — دل کو پابند صنم کون وہی کرتا ہے

مضطر ارباب جہان خاک نہین کر سکتے
سب یہی کہتے ہین ہم کون - وہی کرتا ہے

ترا شکر کس سے ادا ہو سکا ہے — ترا وصف کرنے سے کیا ہو سکا ہے
سوا تیرے محشر مین بخشش کا وعدہ — کسی اور سے کب وفا ہو سکا ہے
ہر ایک کام تو نے بنایا ہے یارب — کب اورون سے تیرے سوا ہو سکا ہے
جو موسیٰ نے دیکھی وہ پردے کی ضو تھی — ترا حسن کب بر ملا ہو سکا ہے
کسی کے کئے کب ہوا کچھ جہان مین — ہوا بھی تو تیرا کیا ہو سکا ہے
ہمین ہین جو بندے ترے بن سکے ہین — توہی ہے جو سب کا خدا ہو سکا ہے

خدائی نے کب اوسکو مضطر نہ جانا
جدائی سے کب وہ جدا ہو سکا ہے

بڑا رحم والا خدا ہی تو ہے — مرا حق تعالیٰ خدا ہی تو ہے

ہمین جس نے پیدا کیا ہے وہی
ہمین جس نے پالا خدا ہی تو ہے

ہجوم غم و رنج و آفات مین
مدد کرنیوالا خدا ہی تو ہے

اثر دینے والا دعا مین وہی
دعا سننے والا خدا ہی تو ہے

ہمیشہ کوئی رہنے والا نہین
سدا رہنے والا خدا ہی تو ہے

گداؤن کی لیتا ہے وہ ہی خبر
جو بھر دے پیالا خدا ہی تو ہے

مصیبت مین مضطر اوسیکو پکار
خبر لینے والا خدا ہی تو ہے

نہین دل دکھانا گوارا تجھے
سنی اوسکی جس نے پکارا تجھے

سبھی کو ہے یارب ترا آسرا
نہین ہے کسیکا سہارا تجھے

مزے سے گذرتی ہے یہ زندگی
ہمین وہیان تیرا ہمارا تجھے

دوا کر مری اوس کے صدقے مین تو
وہی جس کا ہے نام پیارا تجھے

سوا تیرے کس سے کہون درد دل
سمجھتا ہون مین اپنا چارا تجھے

خیالون کے جھگڑون مین وہ نہین گیا
بہت جس نے سوچا بچارا تجھے

غم شورش حشر مضطر نہ کر
محمدؐ کا جب ہے سہارا تجھے

جفا اوس نے رسم وفا سے بدل دی
گلستان کی صورت ہوا سے بدل دی

وہی سب کو دیتا ہے مانگی مرادین
تمنا کی حالت دعا سے بدل دی

ہے زیبا اوسے ناز تبدیلِ صورت
بتاؤن مین کیا کس ادا سی بدل دی

قیامت ہین بے ڈر اوٹھین گے جنھون نے
بتون کی محبت خدا سی بدل دی

فلک تھا اسی شکل پر ناز تجھکو
وہ دیکھہ اوس نے فوراً گھٹا سی بدل دی

زبان کیا کرے شکر اوسکا کہ اوس نے
خموشی کی حالت صدا سے بدل دی

بڑا مالک الملک ہے جس نے مضطرؔ
مری ابتدا انتہا سے بدل دی

شکر پروردگار عالم ہے
کیونکہ اوس پر مدار عالم ہے

اوسکا جلوہ ہے شمعِ بزمِ جہان
اوسکی رحمت بہارِ عالم ہے

روزِ محشر سبھی کو بخشیگا
طرفہ آمرزگارِ عالم ہے

کامِ دل سب وہی بناتا ہے
بانئ حسنِ کارِ عالم ہے

اوسکے جلوے ہین ہر طرف روشن
مالکِ نور و نارِ عالم ہے

وہ ہی ناظر ہے حالِ دنیا کا
وہ ہی حاضر نگارِ عالم ہے

کام جو چاہتا ہے کرتا ہے
مالکِ کاروبارِ عالم ہے

سب کو دیتا ہے پیٹ بھر روٹی
حامئ روزگارِ عالم ہے

مضطرؔ اسیرِ غم ور کیا کرنا
چند روزہ بہارِ عالم ہے

قابلِ اختیار ہے تو ہی - بیگمان باغبانِ عالم ہے

دَور دَورِ بہار ہے توہی - شمع افروزِ شانِ عالم ہے

تو اندہیرے کو نور کرتا ہے - اپنی کرنی ضرور کرتا ہے

صاحبِ اقتدار ہے توہی - راحت افزائے جانِ عالم ہے

داغِ عصیان توہی مٹاتا ہے - نا امیدی مین کام آتا ہے

ربِّ آمرزگار ہے توہی - حامیٔ عاصیانِ عالم ہے

خارِ حسرت دلون سے چنتا ہے - بدِ پکارے بہی خوب سنتا ہی

میرا پروردگار ہے توہی - سود بخشِ زیانِ عالم ہے

تونے ڈالی ہین سب کی بنیادین - توہی سنتا ہی سبکی فریادین

واقعی کردگار ہے توہی - طرزِ حسنِ بیانِ عالم ہے

تو اوجاڑے جسے اوجڑتا ہے - تو بگاڑے جسے بگڑتا ہے

سب کا دارومدار ہے توہی - تو مکینِ مکانِ عالم ہے

واقعی فضل ہے ترا شیوہ - اپنے مضطر کا ہی خبر لیوا

ربِّ لیل ونہار ہے توہی - یہ تو اک داستانِ عالم ہی

عالم الغیب ہے تو انا ہے - رازِ پنہان اوسی نے جانا ہے

قطرہ قطرہ ہے اوسکا دریا مین - کھیت مین اوس کا دانا دانا ہی

داغِ عصیان دلونسے دہو ڈالے - اوسکی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

ذات مین مل گئی ہے ذات اوسکی - اوسکو جانا ہے جس نے جانا ہے

چلتی ہے اوسکے حکم پر دُنیا
اوس کا کھنا سبھی نے مانا ہے

زندگی لوگ جسکو کہتے ہین
موت آنے کا اک بہانا ہے

اس سے ھرگز نہ دل لگا مضطر
نقش برآب یہ زمانا ہے

تو نے ہی سبکو زبانین دین بیانون کیلیئے
بات مین اک بات پیدا کی زبانون کے لئے

آرزوئین خلق کی ہین سب دلون کے واسطے
شمع کو تو نے کیا روشن مکانون کے لئے

تو نے ہی قدرت سے اپنی روک رکھا ھے نہین
اور کوئی ٹیک کب ہے آسمانون کے لئے

عیش کو پیدا کیا تو نے دلون کے واسطے
یہ چراغ اچھے جلائے اِن مکانون کے لئے

مضطر اس دنیا مین رہ کر تم رہو ثابت قدم
کیونکہ آئے ہو یہان تم امتحانون کے لئے

بہارون مین رنگِ چمن ڈالتا ہے
گلون مین وہی بانکپن ڈالتا ہے

وطن مین دکھاتا ھے صبح غریبی
غریبی مین شامِ وطن ڈالتا ہے

تری دی ہوئی ہے بیانون کو لذت
زبانون مین تو ہی سخن ڈالتا ہے

وہی رنج مین دل پھنساتا ہے اکدم
وہی عیش مین جان و تن ڈالتا ہے

ہزارون کو پیدا وہ کرتا ھے مضطر
ہزارون کو زیر کفن ڈالتا ھے

تو ہی بچھڑے ہوئے ملاتا ہے
جانے والے کو پھیر لاتا ھے

موسمِ گل ہے تیرے قبضے مین
غم کو باتون مین میٹ دیتا ہے
ہے ترا صبح وشام پر قبضہ
نام جپتا ہے ہر کوئی تیرا
ہے تری ذات ہر جگہہ موجود

توہی گلشن مین گل کھلاتا ہے
توخوشی کی خبر سناتا ہے
رنگ مین رنگ تو ملاتا ہے
تیری کھاتا ہے تیری گاتا ہے
کہین آتا ہے تو نہ جاتا ہے

تیرا دامن کبھی نہ چھوڑے گا
تیرا مضطر وفا کا ماتا ہے

واقعی بے نیاز ہے توھی
لوگ سجدہ تجھی کو کرتے ہین
بھید والون کا بھید توہی ہے
سازوالون کو سوز دیتا ہے
ہرادا مین توہی ہے رنگِ ادا
سب نے جانا نیاز دے دیکر
سب خدائی ہے تجھ سے وابستہ
نیک وبد کی پرکھ تجھی کو ہے

جانتا سب کے راز ہے توہی
جانِ اہل نماز ہے توہی
رازوالون کا راز ہے توہی
سوزوالون کا ساز ہے توہی
نازنین حُسنِ ناز ہے توہی
اک فقط بے نیاز ہے توہی
ایسا دامن دراز ہے توہی
صاحبِ امتیاز ہے توہی

اپنے مضطر کو توہی بخشیگا
کیونکہ بندہ نواز ہے توہی

دن کا مالک ہے رات ہے اوس کی
قول مین قول قول ہے اوسکا
وصف مین وصف۔ وصف ہے اوسکا
ایسی قایم نہین ھے کوئی شے
اہل دُنیا اوسی کے بندے ہین
اوس طرف کیا نہین ھے سب کچہہ ہے

مملکت کائنات ہے اوسکی
بات مین بات بات ہے اوسکی
ذات مین ذات۔ ذات ہے اوسکی
جیسی دائم ثبات ہے اوسکی
ھے وہ دولہا برات ہے اوسکی
جس طرف التفات ہے اوسکی

اوسپہ مرتا ہے جو کوئی مضطر
سچ تو یہ ہے نجات ہے اوسکی

مرے دل کی تو آرزو جانتا ہے
سن اے چارہ گر داروئے درد پنہان
کسی نے سیا ہے نہ کوئی سیئے گا
توہی بیٹھہ پیچھے کی باتون سے واقف
کہون تجھہ سے کیون حال اپنا مین یارب
ترے ناخن تیغ اُلفت کی چھیڑین

یہ تو نے ہی دی اسکو تو جانتا ہے
نہ مین جانتا ہون۔ نہ تو جانتا ہے
توہی پاک دل کا رفو جانتا ہے
توہی حال دل دو بدو جانتا ہے
نہین جانتا مین جو تو جانتا ہے
مزا انکا تار گلو جانتا ہے

تری آرزو وہ نکالیگا مضطر
کہ وہ ہی تری آرزو جانتا ہے

بسین گلشنون مین ہوائین تری
گلون نے اوڑائین ادائین تری

سنین سننے والے اگر کان ہون | چلی آرہی ہین صدائین تری
سدا دامن دشت ہین جھاڑتی | بگولون کے اندر ہوائین تری
چھپاتا نہ منہ ظلم سے یہ فلک | نہ آتین اگر یہ گھٹائین تری
کئے جاوے یاد مضطر سدا | وہی بخشدے گا خطائین تری

تو ہی دیگا امن و امان مجھے - کہ مرا بچاؤ تجھی سے ہے
مرے دل کی لاگ تجھی سے ہی - یہ مرا لگاؤ تجھی سے ہے
مجھے اپنا مرہم لطف دے - کہ طبیبِ دردِ نہان ہی تو
مرے دل کا درد تجھی سے ہی - مرے دلکا گھاؤ تجھی سی ہے
تو حکیم ہے تو قدیر ہے - تو علیم ہے تو بشیر ہے
یہی کہہ رہا ہے بگاڑ بھی کہ یہ سب بناؤ تجھی سے ہے
ترے ابر فیض سے ایخدا جو ہر ایک گل ہے کھلا ہوا
چمن جہان ہے یہ کہہ رہا - کہ مرا سُبھاؤ تجھی سے ہے
مین ترا ہی مضطرِ زار ہون مجھے چارۂ غم و درد دے
مرا کامِ دل بھی بنا تو ہی کہ مرا بناؤ تجھی سے ہے

آبرو رکھ تے ایخدا میری | ہے تجھی سے تو التجا میری
خاک ناحق اوڑائے دیتی ہے | گلشنِ دہر مین ہوا میری
بات اس خود غرض زمانے مین | کون پوچھے ترے سوا میری

اپنے باب اثر سے بخشش کر
سخت مایوس ہے دعا میری

بھیجدے بینا جوار بطحی مین
جائے جب جان مبتلا میری

رنج ہی ہے ترا مری راحت
درد ہی ہے ترا دوا میری

کیسے مضطر مدینے جاؤن گا
زندگانی ہے بیوفا میری

مہربانی ہے کبریا تیری
درد کو مل گئی دوا تیری

پار بیڑا گناہ سے ہوگا
کیونکہ رحمت ہے ناخدا تیری

پھر گیا باغ مین ترا پانی
چل گئی باغ مین ہوا تیری

باغ دنیا مین جب کھلے غنچے
آگئی کان مین صدا تیری

کیا خبر ہے کہ جانے والون کو
کس طرف لے اوڑی ہوا تیری

مین تو پلے مین کچھ نہین رکھتا
ہان توقع ہے ایجدا تیری

چل مدینے کی سمت اے مضطر
زندگانی ہے بے مزا تیری

قہر تیرا خراب کرتا ہے
مبتلائے عذاب کرتا ہے

درد الفت اوسیکو ملتا ہے
جسکو تو انتخاب کرتا ھے

ترا افضال خاص ہے ورنہ
کون کار ثواب کرتا ہے

وہ کوئی بات کر نہین سکتا
جسکو تو لاجواب کرتا ہے

دیکھہ لیتے ہین دیکھنے والے
سبکو توبیحساب دیتا ہے
اسقدر کیون حجاب کرتا ہے
توہی سب کا حساب کرتا ہے

چل مدینے کو تو۔یھان مضطر
مفت مٹی خراب کرتا ہے

زمانے کا روزی رسان ھے توہی
ہے دونون جہان مین ترا آسرا
بجھاتا ہے توہی جہنم کی آگ
ترے ہاتہہ ہے چارۂ جان ودل
غرض حامیٔ کل جہان ھے توہی
یھان ھے توہی اور وہان ھے توہی
کہ نزہت فضائے جنان ہے توہی
طبیب غم جاودان ھے توہی

ہزارون ہین مضطر خدا کے لئے
محبت مین کیا اک یتان ہے توہی

بیتاب کا سرمایۂ آرام توہی ہے
لاریب مرا قادر علام توہی ہے
انجام مین دیکھا ہے تو آغاز توہی تھا
اس عشق کے اندر خلش خاص توہی تھا
اوجڑے تو بسانے کو مرا گھر ہے تری ذات
اکرام ترے مالک افضال ہو توہی
اندوہ مین علیش دل ناکام توہی ہے
ہر لحظہ معاون سحر وشام توہی ہے
آغاز مین ڈھونڈا ہاہی تو انجام توہی ہے
اس حسن کے اندر کشش عام توہی ہے
بگڑے تو بنانے کو مرا کام توہی ہے
افضال ترے صاحب اکرام توہی ہے

کیا لطف ہو محشر مین اگر رحمت باری
یون پوچھے کہ کیا مضطر ناکام توہی ہے

اے مرے کردگار تو آئی بلا کو ٹال دے
خارِ الم جو چبھ گئے۔ دلمین اونہین نکال دے

اے مرے کردگار تو بہر حبیبِ مصطفیٰ
رنج کے دن گذار کر۔ عیش کے ڈول ڈال دے

جاکے حرم مین رہ پڑون۔ عمر تمام ہو وہین
ترکِ ملال دہر کر۔ صرف یہی خیال دے

اے مرے کردگار تو۔ حامیٔ جملہ خلق ہے
مجھکو بھی اپنے لطف سے۔ چارۂ صد ملال دے

تا بہ کجا نئے رہون۔ دل مین حرم کی آرزو
اب تو اخیر وقت ہے۔ اسکو بھی تو نکال دے

صورت کارِ بیکسی۔ مین تو یہان بگڑ گیا
مجھپہ بھی اپنا رحم کر۔ حال مرا سنبھال دے

جسکی مدد سے تو مجھے۔ دیتا ہے رزق اے خدا
اوسکو بحق مصطفیٰ عزتِ صد جلال دے

وقت اخیر خاتمہ سب کا تو ہی بخیر کر
عفوِ گناہ کیلئے۔ ثمرۂ انفعال دے

مضطرِ زار کو دکھا دیس حبیب پاک کا
ہے یہی دلمین آرزو اسکو تو ہی نکال دے

سزاوارِ حمد و ثنا ہے وہی
خدائی کا اپنی خدا ہے وہی

سبھی دردمندون کا ہی چارہ گر
دُکھے دل کی بیشک دوا ہے وہی

وہی سننے والا ہے سبکی پکار
علاجِ دلِ مبتلا ہے وہی

جدائی مین دیتا ہے لطفِ وصال
مصیبت مین راحت فزا ہے وہی

اوسی پر بھروسہ ہے مضطر مجھے
مددگار اہلِ خطا ہے وہی

بڑی چیز ہے مہربانی تری
وجودِ جہان ہے نشانی تری

نگاہون مین ہر دم ہے جلوہ ترا
زبانون پہ ہر دم کہانی تری

فنا ہے فنا ساری مخلوق کو
بقا ہے بقا جاودانی تری

یہ دنیا مجھے لوٹ لیتی ضرور
نہ ہوتی اگر نگہبانی تری

تجھی سے بچا میرا رخت حیات
معاون بنی پاسبانی تری

ہزارون گئے اور ہزارون مٹے
نہ پائی کسی نے نشانی تری

زمانے پہ مضطر بھروسہ نہ کر
ڈبو دیگا کشتی یہ پانی تری

ترک دنیا کی ضرورت تو ہی ارمان مین ہے
خواہش ملک عدم بن کے مری جان مین ہے

دیدۂ دل کا تماشہ تو ہی ہر شان مین ہے
ہے یہی بات کہ دنیا ترے ارمان مین ہے

کیون قضا مفت مری جان کی ارمان مین ہے
جان مین یون نہین دینے کا کہ تو جان مین ہے

سب گلے تیرے ہی رشتے مین پھنسے ہین یارب
تری الفت کا یہی اک تار گریبان مین ہے

تو نے دیدار قیامت پہ اوٹھا رکھا ہے
اس لئے اور بھی دنیا ترے ارمان مین ہے

اس زمانے مین کسی کی نہین سنتا کوئی
بات اتنی ہے کہ آواز تری کان مین ہے

جان و دل اوسکو سمجھتا ہون مین اپنا مضطر
دل مرے دل مین ہے اور جان مری جان مین ہے

کوشش بندۂ مجبور سے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

کب زبان رکھتی ہے مخلوق پئے شکر کرم
کس سے حق طاعت خالق کا ادا ہوتا ہے

سب کی باتین ہین وہ باتین جو نہ پوری ہون کبھی
اوسکا وعدہ ہے وہ وعدہ جو وفا ہوتا ہے
اوسکی بخشی ہوئی راحت کو بقا ہوتی ہے
اوس کی ڈالی ہوئی آفت مین مزا ہوتا ہے
دورِ ایام بھی ہے تابعِ فرمانِ خدا
بے سبب گردشِ قسمت کا گلا ہوتا ہے
رنج دیتا ہے تو خود اوسمین مدد کرتا ہے
درد دیتا ہے تو خود اوسکی دوا ہوتا ہے

کام کیا آئیگا یہ عشقِ بتان اے مضطر
آخر اس عمرِ دو روزہ مین یہ کیا ہوتا ہے

یہ ساری خدائی بنائی ہے تونے
عجب شانِ قدرت دکھائی ہے تونے
ترے آبِ رحمت نے ٹھنڈا کیا ہے
لگی سب کے دل کی بجھائی ہے تونے
اودھر ملکِ عقبیٰ بسائے گا تو ہی
اودھر ساری دنیا بسائی ہے تونے
گلون سے چنے تونے گلشن مین کانٹے
دلون کی مصیبت مٹائی ہے تونے
کہین کھیل بگڑا سنوارا ہے تونے
کہین بات بگڑی بنائی ہے تونے
جو آنکھون کو بخشا ہے نورِ بصارت
تو خاطر کو بخشی صفائی ہے تونے

خیالِ بتان بے نتیجہ ہے مضطر
عبث عمر اپنی گنوائی ہے تونے

تری طرزِ بہار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے
تری خلقتِ گل وخار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے
ترے تارِ دامنِ فضل سے یہ سبھی جہان ہی بندھا ہو
تری رسمِ دار و مدار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے
نہ حساب ہے نہ کتاب ہے شجر و چمن تری نمو کا
چمنونمین تیری بہار کا۔ نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

ترے فضل پر ترے رحم پر کوئی کچھ کبھی بھی تو کیا لکھے
ترے لطف کا ترے پیار کا ۔ نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تری ذات پاک سے ایکدانہ کرے وہ کیسی مدد طلب
اکہ ملالِ مضطرِ زار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تکبر زمانے کا توڑا ہے تو نے
گلا نخوتون کا مروڑا ہے تو نے

طریقِ جدائی کی رسمین ہٹا کر
محبت کے رشتون کو جوڑا ہی تو نے

بنی ہے جو قسمت بنائی ہے تو نے
نصیبا وہ پھوٹا جو پھوڑا ہے تو نے

قضا سے یہان کس کو چارہ تھا یارب
وہی بچ رہا جس کو چھوڑا ہے تو نے

دلِ مضطرِ زار کو اب نہ دینا
تعلق جو دنیا کا توڑا ہے تو نے

میری جانِ حزین اوسکی تو ہے
یہ فلک یہ زمین اوسی کی تو ہے

جس کو دنیا پکارتے ہین سب
یہ کسی کی نہین اوسکی تو ہے

مدعا بالیقین اوسی کا تو تھا
آرزو بالیقین اوسکی تو ہے

کل جہان اوسکو یاد کرتا ہے
حسرتِ دل نشین اوسکی تو ہے

کیون نہ سجدہ کو سر جھکے مضطر
ٹکنے والی جبین اوسکی تو ہے

تو کرم کے واسطے شکرِ کرم تیرے لیے
تو ہمارے واسطے ہے اور ہم تیرے لیے

جانبِ دیر و حرم دنیا اکٹھی ہو گئی
سب خدائی ہے ترے در پہ ہم تیرے لیے

تو ہمارے واسطے قایم ہے ای پروردگار
یون بہی ہین تجہپر تصدق یون بہی ہین تجہپر فدا
ہے یہی جینا کہ مرجاتے ہین ہم تیری لئے
دم ترا بھرتے ہین - اور بھرتے ہین دم تیری لئے

تجھکو مضطر دارِ فانی مین سدا رہنا نہین
چل بھی دے - تیاّر ہے ملکِ عدم تیری لئے

مخلوق کا سرمایۂ آرام توہی ہے
دکھہ ہو تو علاجِ دل ناکام توہی ہے
انجام یہ کھتا ہے کہ آغاز توہی تھا
اک عام کشش مین اثرِ خاص توہی تھا

عالم کا معاون سحر و شام توہی ہے
غم ہو تو طبیب غم و آلام توہی ہے
آغاز یہ کھتا ہے کہ انجام توہی ہے
اک خاص ادا مین کششِ عام توہی ہے

ڈھونڈھے وہ تسلی کیلئے کیون کوئی صورت
تسکین دلِ مضطرِ ناکام توہی ہے

جیتے جی انتقام لیتا ہے
وقتِ لغزش توہی معاون ہے
وہ کسی اور کو پکارے کیون
اپنے ناکام سے توہی یارب

تو عوض لا کلام لیتا ہے
اپنے گرتون کو تھام لیتا ہے
جو ترا دل سے نام لیتا ہے
نا اُمیدی مین کام لیتا ہے

یاد کرتا ہے جب تجھے مضطر
دل کو ہاتھون سے تھام لیتا ہے

تو مرا کردگار ہے - تو مرا کردگار ہے
توہی کفیل کار ہے - تو مرا کردگار ہے

غنچۂ آرزو کھلے۔ شاخ سے پھول جا ملے
میری اُمید و آرزو دل سے نکال دیگا تو
میری شفا تو ہی تو ہی۔ غم کی دوا تو ہی تو ہے
تو ہی مرے نفس مین ہی۔ روح تیرے ہی بس مین ہے
دلبر حبیب پاک کا مجھکو دکھا دے اے خدا
تیری اُمید کبریا ہے مرے دل کا آسرا
باغ جنان مین دی مجھے اپنے کرم سے تو جگہہ

تیری یہ سب بہار ہے۔ تو مرا کردگار ہے
سب تجھے اختیار ہے۔ تو مرا کردگار ہے
عیش کا دین ہار ہے۔ تو مرا کردگار ہے
جان کا لین ہار ہے۔ تو مرا کردگار ہے
سر پہ یہ سُست سوار ہے۔ تو مرا کردگار ہے
تجھہ پہ مرا مدار ہے۔ تو مرا کردگار ہے
دہر تو خارِ زار ہے۔ تو مرا کردگار ہے

مضطرِ بیقرار ہون ہجر نبی سے زار ہون
تجھ سے یہی پکار ہے۔ تو مرا کردگار ہے

آلہی غمون کی جزا دے مجھے
مرے دل کی یارب لگی تو بجھا
ترے فضل و رحمت سے بڑھکر گناہ
بُری طرح گھیرا ہے اندوہ نے
گھٹا حسرتِ دل کی کاوش تو ہی
مری بیخودی نے مجھے کھو دیا

مین بندہ ہون اور تو خدا دے مجھے
مین جلتا ہون ٹھنڈی ہوا دے مجھے
اگر مین کرون تو سزا دے مجھے
آلہی تو ہی راستا دے مجھے
ستاتے ہین میرے ارادے تجھے
آلہی تو میرا پتا دے مجھے

مین دنیا کے دھندون مین ہون بیقرار
محبت مین مضطر بنا دے مجھے

جو مالکِ بہار ہے ایسا تو ہی تو ہے
جو ٹیتا غبار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

مشہور ہے جہان مین تری عزتِ جلال
جو صاحبِ وقار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

پھیلے ہوئے ہین دستِ طلب سب ترے ہی طرف
جسکی یہان پکار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

پھل دے بحقِ ثمرۂ آلِ نبی مجھے
قبضے مین جس کے بار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

روشن کریگا سب کے اندھیرے گھرونکو تو
خلاقِ نور و نار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

کرتا نہین ہے فاش کسی کے بھی عیب تو
جو سب کا پردہ دار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

مضطر خدا سے مانگ لے راحت گری پڑی
جسپر غمون کی مار ہے - ایسا تو ہی تو ہے

ترے وار کس سے بچائے گئے
برابر ہوئے سارے آئے گئے

بڑی چیز ہے تیرا حلمِ طلب
وہ کس سے رُکے جو بلائے گئے

دمِ سر بلندی جو پڑہے چلے
وہ اوپر سے نیچے گرائے گئے

ترے آبِ رحمت کا کیا پوچھنا
گناہون کے دفتر بہائے گئے

نظر اک تو ہی سکو آنے لگا
جو غفلت کے پردے اوٹھائے گئے

ترا باغِ دنیا عجب چیز ہے
ہمیشہ یونہین گل کھلائے گئے

یونہین عمر صدمون مین مضطر کٹی
ہمیشہ یونہین داغ کھائے گئے

راز اوس سے چھپا نہین کوئی
وہ خدا ہے خدا نہین کوئی

جس طرح دیکھتا ہے وہ سبکو
اس طرح دیکھتا نہین کوئی

جب سے وہ دلنشین عالم ہے
دلنشین دوسرا نہین کوئی

دو گھڑی کو اگر زبان ملجائے
بت بھی کہدین خدا نہین کوئی

مالک الملک ہے ہمیشہ کا
ابتدا انتہا نہین کوئی

اس طرح سے ملا ہے وہ سب سے
اوس سے گویا جدا نہین کوئی

خاطر دو جہان مین بستا ہے
نقش بے مدعا نہین کوئی

یہ اوسی کی مدد سے چلتی ہے
اوس سے خالی ہوا نہین کوئی

جس نے کھایا نہ زخم عشق خدا
اوسکو مضطر مزا نہین کوئی

کوئی محفوظ رہ سکتا نہین قہر الٰہی سے
الم سے درد سے اندوہ سے غم سے تباہی سے

نشان صحرا مین اوسکا ہر جڑی بوٹی سے چلتا ہے
پتہ دریا مین اوسکا مل رہا ہے مرغ و ماہی سے

اوسی نے سب کو چشم امتیاز نیک و بد بخشی
لگائے جس نے سب کی آنکھ مین نقطے سیاہی سے

برا اچھا سبھی کچھ ہے خدا کے دست قدرت مین
اگر چاہے تو نکلین عرش کرسی تا بہ ماہی سے

اگر چاہے مٹا دے دفتر اعمال کا جب گڑا
اگر چاہے گناہونکو بدل دے بیگناہی سے

جوانی کٹ چکی ہے عمر تھوڑی رہگئی غافل
قضا سر پر ہے یون غافل نہ رہ یاد الٰہی سے

وہ مضطر ہون وطن والون نے میرا جب پتا پوچھا
تو بولی شام غربت پوچھ لو جا کر تباہی سے

اوس کے بحر کرم مین سب کچھہ ہے
دم مین کچھہ بہی نہ ہو جو وہ چاہے
چارہ سازی کے لطف آتے ہین
کچھہ نہ ہوتا تو نام کیون ہوتا
یون مرے دلمین ہین دفا کی مزے
آگ پانی کے لطف آتے ہین
جس کے ہم ہین اوسیمین ہی سب کچھہ
کون جاتا اگر نہ ہوتا کچھہ

شان لطف اتم مین سب کچھہ ہے
وہ جو چاہے تو دم مین سب کچھہ ہے
عیش تو عیش غم مین سب کچھہ ہے
بس سمجھہ لو عدم مین سب کچھہ ہے
جس طرح جام جم مین سب کچھہ ہے
اس مری چشم نم مین سب کچھہ ہے
کیون یہ سمجھین کہ ہم مین سب کچھہ ہے
اوس کے ملک عدم مین سب کچھہ ہے

ہے اسی سے جہان کی لذت
مضطر اس ایک دم مین سب کچھہ ہے

توہی ہے توہی - اور کوئی نہین ہے
یہ ہستی نمونہ ہے ملک عدم کا
توہی ذرے ذرے کا مالک ہے یارب
تری یاد اچھی ترا دھیان اچھا
تری دولت وصل دم دے کے مجھکو
کوئی پھول دنیا مین ایسا نہ دیکھا
دم شام سورج یہ کہتا ہے چھپ کر

خدائی کسی پر بہی پھبتی نہین ہے
حقیقت مین کچھہ اس کی ہستی نہین ہے
جہان ایک بھی چیز اپنی نہین ہے
کوئی چیز دنیا کی اچھی نہین ہے
ملے تو مین سمجھون کہ مھینگی نہین ہے
کہ جس مین بہار دو رنگی نہین ہے
سدا ایک سی دھوپ رہتی نہین ہے

یہ کھکر جہان سے گئے جانیوالے
ہمیشہ یہ رہنے کی بستی نہین ہے

بھروسہ کرو اوسکی رحمت کا مضطر
یہ مانا کہ تقدیر ایسی نہین ہے

یہ ہے قولِ گلشنِ آرزو کہ سدا بہار تجھی سے ہے
گل و غنچہ کہتے ہین یک زبان کہ یہ برگ و بار تجھی سے ہے

توہی کارسازِ مراد ہے تجھے رسمِ رحم کی یاد ہے
یہ سب اختیار تجھی کو ہے - یہ سب اقتدار تجھی سی ہے

ترے کیف بادۂ عشق سے کوئی چشم شوق بچی نہین
جو کہین سرور تجھی سے ہے - تو کہین خمار تجھی سے ہے

ترے نور جلوۂ ذات کو نظر جہان ہین جگہہ ملی
یہ تمام دیدہ اوسی سے ہے - یہ سب آشکار تجھی سی ہے

ترا حکم روحِ روان مری تری بات طرز بیان مری
مرا قلب زار تجھی سے ہے - مری جان زار تجھی سے ہے

جو یہان ملین بھی تسلیان تو وہ میرے کام کی ہونگی کیا
مجھے کیا غرض ہے قرار سے - کہ مرا قرار تجھی سے ہے

کوئی اور مضطر زار کو نہین حشر و نشر کا آسرا
توہی اوس کا باعثِ فخر ہے اوسے افتخار تجھی سے ہے

تو نے ترکیب وفا زیر جفا ڈالی ہے
قدرتِ خاص سے انسان کی بنا ڈالی ہے

درد کی تہ مین دواؤن کی بنا ڈالی ہے
روح کے نام سے مٹی مین ہوا ڈالی ہے

تو نے ناکامی سے امید کے پہل بخشے ہین
نامرادی سے مرادون کی بنا ڈالی ہے

شوقِ نظارۂ موسیٰ کے بڑہانے کے لئے
نور کی شمع تجلی پہ ردا ڈالی ہے

حسن مین تو نے ہی ڈالا کششِ عام کا رنگ
دل لبہانے کو حسینون مین ادا ڈالی ہے

ناامیدی مین مریضون کو بچا لیتا ہے
تو نے وم توڑ کے پھر مُنہ مین دوا ڈالی ہے

گلشنِ دہر مین اوس پھول کے ارمان ہین ہنوز
تو نے جس پھول کی مٹی مین وفا ڈالی ہے

ہے تری یہ بھی تو دنیا جو ابھی ہے آباد
تھی تری وہ بھی تو دنیا جو مٹا ڈالی ہے

وہ ہی عقبیٰ مین بھی کام آئے گا تیرے مضطرؔ
جس خدا نے تری دنیا مین بنا ڈالی ہے

فنا تو کلامِ زبانی مین ہے
اثر ذکرِ ارمان جانی مین ہے

دلیلِ بقا ہے تری ذات کی
یہ جو کچھ بھی گلزارِ فانی مین ہے

بھا جا رہا ہے تجھے ڈہونڈہنے
وہ تنکا جو دریا کے پانی مین ہے

ہے آسان دم دیکھے پانا تجھے
ترا بھاؤ سستا گرانی مین ہے

تو ہی میری مٹی ٹھکانے لگا
زمین گردشِ آسمانی مین ہے

بھڑکتا ہے رونے سے سوزِ جگر
تری آگ دریا کے پانی مین ہے

فنا ہو کے مضطرؔ بقا دیکھ لے
نشانِ وفا بے نشانی مین ہے

ٹلتی نہین ہرگز کبھی ڈالی ہوئی تیری
لگتی نہین وہ آگ جسے تو نہ لگائے
تقصیر کی حالت مین بہی تو رزق ہی دیتا
رکھی ہوئی تیری نہین کوئی بہی ہٹاتا
سو اُٹھ نہ سکے سو آ گئے دیکھا یہی ہوتے
پہر جانے کو پھر جاتی ہے آئی ہوئی تجھہ سے

گرتی نہین جو شے ہو سنبھالی ہوئی تیری
چبھتی ہی نہین پھانس نکالی ہوئی تیری
در اصل یہ مخلوق ہے پالی ہوئی تیری
کوئی بہی اوٹھاتا نہین ڈالی ہوئی تیری
دنیا کبھی بندون سے نہ خالی ہوئی تیری
ٹل جانے کو ٹل جاتی ہے ٹالی ہوئی تیری

جب جانین کہ مضطر تری اولاد بنا ہے
یہ خیر کی بنیاد ہے ڈالی ہوئی تیری[ا۵]

تری آرزو سے نصیبا لڑا ہے
ترے آب رحمت سے پگھلے ہیں پتھر
یہان کاٹے لین تیری فرقت کی راتین
اڑی تو نے رکھی نہ رکھے کسی کی
خوشی باغ عالم مین بسنے کی کیا ہو
نہ موسیٰ ہون مین اور نہ گھر طور میرا
وہ کیا تجھکو دیکھین وہ کیا تجھکو جانین
بڑائی ہے تیری بڑائی تجھی کو

مرا کام بگڑا ہوا بن پڑا ہے
پہاڑون کے پیٹون مین پانی پڑا ہے
قیامت کا دن ایسا کتنا بڑا ہے
نہ جانے مرا کام دل کیون اڑا ہے
دلون مین ترے غم کا جھنڈا گڑا ہے
وہ پردہ اوٹھا دے جو پردہ پڑا ہے
جن آنکھون پہ غفلت کا پردہ پڑا ہے
بڑا اور کوئی نہین تو بڑا ہے

ا۵ - اشارہ ہے طرف اون محفلون کے جو سالانہ ہوا کرتی ہین -

خبر اپنے مضطر کی لے بعد مُردن
کہ وہ کنجِ تربت مین تنہا پڑا ہے

سب مین مشہور ہے وفا تیری — ذات برحق ہے ایخدا تیری
تو نے یوسف کی آبرو رکھ لی — ہے بڑی شان کبریا تیری
یاد کرتے ہین جا بجا تجھکو — یاد ہوتی ہے جا بجا تیری
چاہے جیسے کھلائے تو غنچے — باغ تیرا ہے اور ہوا تیری
مال ہے قلبِ مبتلا تیرا — چیز ہے جانِ مبتلا تیری
چاہے جس روز بہیجکر لے لے — جان تیری ہے اور قضا تیری
خاک ہین اچھی صورتون والے — حسن تیرا ہے اور ادا تیری
بے کسی آسرے کے زندہ ہون — مہربانی ہے ایخدا تیری

اوسکو مضطرِ یونہین پکارے جا
سن ہی لیگا ترا خدا تیری

جلوہ نمائے طور ہے جل جلالہ وہی — مالکِ نار و نور ہے جل جلالہ وہی
خاص ہین اوسکی حکمتین کون سمجھ سکے اونہین — وہم و گمان سے دور ہے جل جلالہ وہی
جل جلالہ وہی رنگ سے بے نمود ہے — حسن لئے ظہور ہے جل جلالہ وہی
جل جلالہ وہی ہونے کو سب کے پاس ہے — کہنے کو سب سے دور ہے جل جلالہ وہی

دیگا وہی دوائے دلِ مضطرِ بینوا تجھے

چارۂ نا صبور ہے جل جلالہ وہی

نہ اوٹھین گے تیرے مٹائے ہوئے
الٰہی بچا گردشِ خرچ سے
یہ ہستی ہے تیری بنائی ہوئی
مٹانے کی طاقت کسی کو نہین

نہ پنپینگے یہ چوٹ کھائے ہوئے
کہان جائین اس کے ستائے ہوئے
یہ نقشے ہین تیرے جمائے ہوئے
یہ خاکے ہین تیرے اوڑائے ہوئے

زمانے کا سودا ہے مضطر بُرا
عبث ہو یہان سر کھپائے ہوئے

تدبیر سے تقدیر پلٹتے نہین دیکھی
کاٹی ہے فروغِ رخ محبوبِ خدا نے
کیا چین سے مرقد مین سلایا ہے خدا نے
دنیا مین یہ کہتی ہے شبِ تارِ غریبان
جس طرح مجھے شامتِ اعمال نے گھیرا
حسرت کا سر انجام خدا نیک لگائے
حضرت کی محبت بھی بڑی جنسِ گران ہے
اللہ کے گھر کیا ہے سمجھ مین نہین آتا

اللہ کی ڈالی ہوئی کٹتے نہین دیکھی
اندوہ کی وہ رات جو کٹتے نہین دیکھی
یہ نیند بجز حشر اوچٹتے نہین دیکھی
قسمت کی سیاہی کبھی گھٹتے نہین دیکھی
ایسی تو بلا کوئی پلٹتے نہین دیکھی
بڑھتے تو بہت دیکھی لی گھٹتے نہین دیکھی
اسراف کی حالت مین بنٹتے نہین دیکھی
روحون سے کوئی روح پلٹتے نہین دیکھی

جس عیش سے اللہ نے مضطر کی گذاری
ایسی تو کسی اور کی کٹتے نہین دیکھی

عالم الغیب ذات تیری ہے / ساری باتون مین بات تیری ہے

دن ہمارا توہی گذارے گا / توہی کاٹے گا - رات تیری ہے

توہے قایم بقا ہے تیرے لئے / توہے دایم - ثبات تیری ہے

توہی دیتا ہے توہی لیتا ہے / میری کیا ہے حیات تیری ہے

تیرے بندے تری رعایا ہین / یہ سبھی کائنات تیری ہے

کیون ڈرون امتحانِ محشر سے / مجھپہ جب التفات تیری ہے

مضطر اب جانبِ مدینہ چل
اور کچھہ دن حیات تیری ہے

توہی آئی کو ٹال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

دل کے کانٹے نکال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

سب دلون کو امنگ دیتا ہے - غنچے غنچے کو رنگ دیتا ہے

بوستان کو نہال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

تیری مشکور عزتین سبکی - تیری ممنون حالتین سبکی

وقتِ لغزش سنبھال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

دل کو لطفِ قرار ہے تجھسے - دم کا دار و مدار ہے تجھسے

سر کو حسنِ خیال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

چارہ گر ہے مریضِ حرمان کا - بخیہ گر چاک ہر گریبان کا

داروئے ہر ملال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

جیب بھرتا ہے نامرادونکی - دلمین رونق ہے تیری یادونکی

دستِ مفلس کو مال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

جلوہ تھم تھم کے تو دکھاتا ہے - رتبہ رہ رہ کے تو بڑھاتا ہے

آسمان کو ہلال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

باغ مین ہر کلی کلی تیری - ہر طرف ہے ہوا چلی تیری

رنگ پھولون مین ڈال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

اپنے مضطر کا رنج کھوتا ہے - داغ عصیان کو تو ہی دھوتا ہے
ثمرۂ عرضِ حال دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

لطفِ جورِ خنجر بیداد ہے میرے لئے
کون جانے تیرے ارمانونکی مایوسی کا حال
ایک حد سی باندہ رکھی ہے مری تقدیر نے
حشر کے دن پردہ داری کا نہین سامان کچھہ
یونہین دنیا دار کو دنیا ہے رہنے کی جگہہ
گلشنِ دنیا مین رہ کر دل کو آزادی نہین

دل ہے غم کے واسطے فریاد ہے میرے لئے
تیری حسرت اے دلِ ناشاد ہے میرے لئے
ورنہ دنیا ہر طرح آزاد ہے میرے لئے
صرف میرا دامنِ فریاد ہے میرے لئے
جس طرح ملکِ عدم آباد ہے میرے لئے
باغ بھی اب خانہ صیاد ہے میرے لئے

مٹ کے بن سکتا نہین مین مضطرِ خانہ خراب
میری مٹی کس لئے برباد ہے میرے لئے

رہ کے دنیا مین سبھی کی بیوفائی دیکھہ لی
جز خدا کوئی نہین ساری خدائی دیکھہ لی

صبحِ حشر آئی تو کیا اور اب نہین آئی تو کیا
ہمنے اپنے جیتے جی شامِ جدائی دیکھہ لی

کہتے تھے یوسف کہ بیشک ہے یہ دنیا بیوفا
مین نے اپنے بہائیون کی بیوفائی دیکھہ لی

باغِ دنیا مین چلا کرتی ہے مطلب کی ہوا
آشنا بن بن کے رسمِ آشنائی دیکھہ لی

کوئی بہی اپنا نہ نکلا امتحانِ رنج مین
آزما کر وقت پر ساری خدائی دیکھہ لی

رنج سے راحت کی سب سامان دیتا ہی خدا
وصل اوس کا ہو گیا جس نے جدائی دیکھہ لی

اپنی آئی کا تمہین مضطر بھروسا چاہیے
تمنے اپنی آنکھہ سے اورون کی آئی دیکھہ لی

مٹاتا ہے تو ہی غمِ سرگرانی
پہاڑون کی ٹکڑون کو کرتا ہی پانی

ترے بھید تیرے سوا کون جانے
تو ہے واقفِ رمزِ سرِ نہانی

تو ہی مٹیتا ہے غمِ عارضی کو
تو ہی ٹالتا ہے غمِ جاودانی

ترے فضل نے کام بگڑے بنائے
مددگار ٹھہری تری مہربانی

سبھی کو ملی تجہہ سے دادِ شفقت
کسی کی بہی محنت نہ کی ڈہول دہانی

تری گرمیِ لطف چاہی تو بیشک
سلامت رہے قلبِ آتش مین پانی

نکل جائے دم یاد مین اوسکی مضطر
تو جانون ملا ثمرۂ زندگانی

لو تجہی سے لگی ہماری ہے
تیری ہی شان ہمکو پیاری ہے

تیرے ٹالے سے جان ہے ہلکی
تیری ڈالی سبھی کو بھاری ہے
اے طبیب جہان مداوا کر
زخم حسرت جگر پہ کاری ہے
سب چلے جا رہے ہین سوے عدم
چارپائی بہی اک سواری ہے
ہے تری آرزو مین سب بے چینی
دل کے اندر جو بیقراری ہے
حسرت رفتگان ملک عدم
جان کے واسطے کٹاری ہے

چین مضطر تمہین وہی دے گا
جس کی خاطر یہ بیقراری ہے

ترے قہر کی روک نہین ہی کوئی تو مٹائے تو کوئی کہین نہ رہے
یہ نشان بساط فلک نہ رہی یہ بساط نشان زمین نہ رہے
تو جو چاہے تو رنگ چمن کا اڑے تو جو چاہے تو پھول پہ اوس پڑے
جو تو چاہے تو نام کا نقش مٹے۔ جو تو چاہے تو نام نگین نہ رہے
تو اوجاڑے تو کسی کے بسائے بسی۔ تو بگاڑے تو کسی کے بنائے بنے
تو گرائے تو کوئی مکان نہ رہے۔ تو مٹائے تو کوئی مکین نہ رہے
ترے قہر سے ہو نہ کہین بہی مفر تو جو چاہے تو خاک ہون جن و بشر
کوئی دشت مین دشت نورد نہ ہو۔ کوئی شہر مین خانہ نشین نہ رہے
ہے گذارش مضطر خاک بسر۔ ترے ہاتھ ہے چارۂ درد جگر
تجھے چاہیئے اوسپہ کرم کی نظر۔ کہ وہ زار و ملول و حزین نہ رہے

آلہی بچانا عذابِ سقر سے / خطا ہو ہی جاتی ہے آخر بشر سے

یہ دنیا سراسر مقامِ فنا ہے / یہ کہدو کہ کوئی نہ آئے اودہر سے

گناہون سے تو مجھکو ہلکا کریگا / اوتاریگا یہ بوجھ تو میرے سر سے

اِن آنکھون مین آنسو بھری ہین آلہی / تری یاد مین نیند آئے کدہر سے

تری لذتِ درد کو دل ہی جانے / خلش کا کوئی حال پوچھے جگر سے

اِن آنکھون سے رشکِ رقابت ہے مجھکو / تجھے کیسے دیکھون پرائی نظر سے

عدم کی خبر آجتک کچھ نہ پائی / نہ اولٹا کوئی آجتک اِس سفر سے

ابھی تک بدستور ہین داغِ عصیان / ہزارون ہی دریا بہے چشمِ تر سے

یہ بُت خود بتا دین گے کعبے کا رستا
خدا کے یہان جاؤ مضطر اودہر سے

مرے دردِ جان کی دوا ہے تو ہی / قرارِ دلِ مبتلا ہے تو ہی

مین دریائے غم سے ڈرون کس لئے / مری ناؤ کا ناخدا ہے تو ہی

تری یاد ہے مجھکو گھیرے ہوئے / مری ابتدا انتہا ہے تو ہی

تو ہی جانتا ہے مرا رازِ دل / مرا حالِ دل دیکھتا ہے تو ہی

مین کیون تلخیِ مرگ کا غم کرون / مری زندگی کا مزا ہے تو ہی

نکالیگا تو ہی مری آرزو / کہ عالم کا حاجت روا ہے تو ہی

بھلا تجھکو مضطر کوئی کیا کہے

کہ دنیا مین سب سے بڑا ہے توہی

بناتا ہے توہی مٹاتا ہے توہی
اوجاڑے تو بستی کو فوراً اوجاڑے
اودہر سے اودہر کہینچ لاتا ہے توہی
بسائے تو جنگل بساتا ہے توہی
ترا نام سب پتیون پر لکھا ہے
درختون مین پہل پہول لاتا ہے توہی
اوٹھانے کو صدمے تحمل دیا ہے
مصیبت مین تاتا تپاتا ہے توہی
پرستش کے ہاتھون یہ ٹیکے لگائے
نمازون مین سب سر جہکاتا ہے توہی
نظر بن کے آتا ہے آنکہون کے اندر
ہوا ان کے سر مین سماتا ہے توہی
یہ کہہ کے سارے شجر جہومتے ہین
کہ اپنی ہوا کو چلاتا ہے توہی
بجہاتا ہے توہی کسی کی لگی کو
کسی کی لگی مین لگاتا ہے توہی
نہین قابلِ درگذر گن ہمارے
کرم سے مگر ٹال جاتا ہے توہی
ترا نام سچا کہ مالک توہی ہے
تری دین سچی کہ داتا ہے توہی

سبہی ہین گرفتارِ اندوہ مضطر
یہان کیا فقط رنج کماتا ہے توہی

یہ اوسی کا دل مین قرار ہے کوئی کچہہ کہے بہی تو کیا کہے

سب اوسی یہ دار و مدار ہے کوئی کچہہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسکے خار اوسیکے گل یہ اوسیکے جز ہین اوسی کے کل

یہ اوسی کا رنگ بہار ہے کوئی کچہہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسی کا رنگِ کمال ہے یہ اوسی کا حسنِ جمال ہے
یہ اوسیکا طرزِ نگار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسی کا گھر ہے اوسیکا دھن یہ اوسیکا تن ہی اوسیکا من
یہ اوسیکی جانِ نزار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسی کا لطفِ سرور ہے یہ اوسیکا آنکھہ مین نور ہے
یہ اوسی کا کیفِ خمار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

یہ اوسی کا نام ہے وردِ جان ہیہ اوسی کا ذکر سرِ زبان
یہ اوسیکی سب مین پکار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

وہ معین مضطرِ خستہ دل علی الاتصال ہے متصل
وہ کفیلِ خواہش کار ہے کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

ہر گھڑی یادِ خداوندِ جہانی چاہیئے
کچھہ تو اپنے اصل مالک کی نشانی چاہیئے

اشکباری کی ضرورت ہے دمِ سوزِ درون
آگ جلتی ہو تو گل کرنے کو پانی چاہیئے

یادِ خالق مین جو گذری - ہے وہ اچھی زندگی
ذکرِ رب کے سلسلہ مین موت آنی چاہیئے

خاتمہ وہ ہے جو ہو جائے خدا کی یاد مین
ایسے مرنے پر یقینِ زندگانی چاہیئے

میزبان بنکر یہان رہنا سراسر ہے فضول
میہمان ہو کر قیامِ دارِ فانی چاہیئے

حق تو یہ ہے یادِ حق مین دم نکلنا ہی ضرور
حق تو یہ ہے یادِ حق مین جان جانی چاہیئے

چاہیئے وقتِ عمل میزانِ محشر کا لحاظ
بات ہلکی ہو تو پلے کی گرانی چاہیئے

مضطرِ خستہ بہی تیرا تشنۂ دیدار ہے
تیرے ابرِ فیض سے پیاسے کو پانی چاہیے

خدائی کے جلوے دکہاتا ہے توہی
حجابون کے پردے اوٹھاتا ہے توھی

مرے غنچۂ دل کو بہی تو کھلا دے
کہ پہولون سے گلشن لبساتا ہے توھی

پلٹتا ہے ہستی کو طرزِ عدم سے
یہان بہیجکر پھر بلاتا ہے توہی

مٹانے کو اکدن بنایا تھا تو نے
بنانے کو اکدن مٹاتا ہے توہی

دمِ یاس دیتا ہے سب کو سہارے
بُرے وقت مین کام آتا ہے توہی

امیرون کی ٹکڑی کا مولیٰ توہی ہے
فقیرون کی ٹولی کا داتا ہے توہی

پڑی مین پڑی کو توہی ٹالتا ہے
لگی مین لگی کو بجہاتا ہے توہی

او جاے مین لاتا ہے توہی پتنگے
اندہیرے مین شمعین جلاتا ہے توہی

تسلط ہے تیرا ہی شام و سحر پر
سلا کر سویرے جگاتا ہے توہی

فلک پر یہ گنجان تارے نہین ہین
نگر زور سے جگمگاتا ہے توہی

ہزارون کو تو نے ہی دہی ہے تسلی
ہزارون کو مضطر بناتا ہے توہی

ترے عشق مین جان جاتی رہے گی
ہمیشہ محبت کی باتی رہے گی

ہمین صبح ہونے سے پہلے اوٹھینگے
یہ شمعِ سحر جہلملاتی رہے گی

نری یاس و امید ہمسکو ہمیشہ
بناتی رہے گی مٹاتی رہے گی

یہان عشق مین ایکدن چل بسین گے
یہ بلبل یونہین چہچہاتی رہے گی

خوشی سے ہمین رنج برسون ملے گا
ہنسی ہمسکو برسون رُلاتی رہے گی

یونہین حسرتِ وصل مین دن کٹین گے
جدائی ہمیشہ ستاتی رہے گی

محبت کا مضطر نتیجہ یہہ ہوگا
کہ اکدن مری جان جاتی رہے گی

ہے ہر اک حال مین بندیکا مددگار توہی
داروئے درد توہی چارۂ بیمار توھی

چاہ مین حضرتِ یوسف کو بچایا تونے
ہے عموماً یونہین حامی دمِ آزار توھی

حُزن و آلام مین لیتا ہے خبر بندونکی
رنج و آفات مین تسکین دلِ زار توھی

فضل تیرا ہے کہ رکھیگا گنہ کا پردا
رحم تیرا ہے کہ بخشیگا گنہگار توھی

کاٹتا بندِ مصیبت کے ھے توہی پھندے
چھوڑتا دامِ بلا سے ہے گرفتار توھی

تجھہ سے ہوتے ہین علاج قلق و درد سبھی
سبکو دیتا ہے دوائے دلِ بیمار توھی

تونے دنیا مین بہی ہر طرح سے عزت رکھی
ہوگا محشر مین بہی مضطر کا طرفدار توھی

دل کی مالک ہے عاشقی تیری
جان کے ساتھہ ہے لگی تیری

آنکھین روتی ہین سب ترا رونا
پھول ہنستے ہین سب ہنسی تیری

ہے خدا توہی اس خدائی کا
اس خدائی مین ہے خودی تیری

آنے جانے کی رسم جاری ہے
راتدن چلتی ہے گلی تیری

اے مقدر خدا کو سجدے کر | سب نکل جائے گی کجی تیری

اے قضا ہم مدینے ہو آئین | کچھہ ضرورت نہین ابھی تیری

دل مرے ٹوٹتا ہے چاہت کے | ہائے کیا چیز ہے لگی تیری

تو تو بازار مین بکا لیکن | مجھہ سے قیمت نہین لگی تیری

تو ہے سرمستِ عاشقی مضطر
ہوشیاری ہے بیخودی تیری

ہے کثرت سے محفوظ وحدت تیری | جدا ساری شکلون سے صورت تیری

سبھی طرح بدلا زمانے کا رنگ | نہ سمجھا مگر کوئی حالت تری

مری بات بن جائے محشر کے دن | بنا دے اگر شانِ رحمت تری

ہین کانٹون مین غنچے یہ ہے تیری شان | ہین پھولون مین کانٹے یہ قدرت تری

زمانے کی خصلت بدلتی ہے کیون | پلٹتی نہین کوئی عادت تری

قیامت مین زاہد کو پوچھیگا کون | گنہگار ڈھونڈے گی رحمت تری

تجھی پر تمنا کا ہے خاتمہ | مین راضی ہون جو ہو مشیت تری

اگر جان جائے تو پروا نہین | مگر دل مین رہ جائے حسرت تری

نہین دین و دنیا سے مضطر کو کام
فقط چاہتا ہے محبت تری

بڑی شان بندہ نوازی ہے تیری | الٰہی عجب کارسازی ہے تیری

مزے کی قضا ہے تری رونمائی
کچھہ اس طور سے تجھپہ مین مر رہا ہون
جھکی جب سے تیری طرف سب کی گردن
کلیجے پہ کہائی جو روزِ ازل مین
یہان ناز والے بہی بہرتے ہین پانی

قضا کا مزا عشقبازی ہے تیری
کہ عاشق مری چارہ سازی ہے تیری
بڑے ناز پر بے نیازی ہے تیری
ابہی تک وہی چوٹ تازی ہے تیری
غضب کی ادا بے نیازی ہے تیری

خدا اسکو میٹے نہ تا مرگ مضطر
مزید ارشے دل گدازی ہے تیری

توہی حامی ہوا ملالون مین
تیرا انشا ترے جوابون مین
جلوۂ چہرۂ حسینان ہے
سیول کرتے ہین راتدن تیرا
ذوقِ رغبت ہے عشق والون کا
دردِ الفت ترا ہے ہر دل مین
کہتی ہین جہوم جہوم کر شاخین
کہہ رہے ہین یہ سب نظر والے

آسرا بن گیا خیالون مین
میرا مقصد میرے سوالون مین
طرزِ تفریقِ حسن جمالون مین
ذکرِ امداد پائمالون مین
بن کے طرزِ کشش جمالون مین
ایک کانٹا ہے سب کے چھالون مین
تیرا سایہ ہے سب نہالون مین
اپنی قدرت ہے تو کمالون مین

بیکسی چہوڑ دامنِ مضطر
مبتلا ہے وہ اپنے حالون مین

نہ قلم کو طاقتِ ذکر ہے نہ زبان کو تابِ کلام ہے

جو کیا خدا ہی کا وصف تھا جو لیا خدا ہی کا نام ہے

یہ اوسی کا میکدۂ جہان یہ اوسی کا ساغر زندگی

یہ اوسی کا مے مین سرور ہے یہ اوسی کا دور مین جام ہے

وہی اوس طرف وہی اس طرف کوئی یہ کہے نہین کس طرف

یہ اوسی کی طلعتِ صبح ہے یہ اوسی کا منظرِ شام ہے

ازلی وہی ابدی وہی - ابدی وہی ازلی وہی

یہ صفت اوسکی قدیم ہے یہ بقا اوسیکی دوام ہے

وہی دور مین وہی گشت مین وہی باغ مین وہی دشت مین

وہی پرتوِ سرِ طور ہے وہی جلوۂ لبِ بام ہے

یہ اوسی کا جلوہ ہے دیر مین - وہی خاص کعبے کی سیر مین

وہی اپنے بندون کا ہے خدا - وہی اپنے بندونکا رام ہے

کوئی کیا کہے کوئی کیا سنے - کوئی کیا سنے کوئی کیا کہے

یہ بڑے ادب کا بیان ہے - یہ بڑے ادب کا مقام ہے

وہ علاجِ ہر شش و پنج ہے - وہی چارۂ غم و رنج ہے

جسے لوگ کہتے ہین دردِ دل یہ اوسیکے عشق کا نام ہے

کہو اوس سے مضطرِ بینوا کہ دکھا دے اپنا جمال تو

مرے دِن کا چین خراب ہے۔ مری شب کی نیند حرام ہے

ترا نام نامی شفا دے رہا ہے — مریضون کو تو ہی دوا دے رہا ہے
دہان کے لئے کچھہ کمائی نہین ہے — مدد اِک ترا آسرا دے رہا ہے
یہ دل تجھہ سے فریاد کرتا ہے یا رب — صدا دینے والا صدا دے رہا ہے
دوائین پئیین تندرستی کے گاہک — ترا درد مجھبکو مزا دے رہا ہے
کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم دے رہے ہین — خدائی کو ٹکڑا خدا دے رہا ہے

خدا کا گنہگار تو ہی ہے مضطر
تو دنیا مین ناحق سزا دے رہا ہے[لہ]

اثر بن کے بادِ بہاری مین تو ہے — گلِ آرزو سب کی کیاری مین تو ہے
ترے دردِ الفت کو دل جانتا ہے — مزا جانکا بیقراری مین تو ہے
تجھی سے دلون کی ہوئی دل نوازی — ہر اک جان کی غمگساری مین تو ہے
اُدھر ہر طرح سب کو امداد دی ہے — اُدھر ہر طرح پاسداری مین تو ہے
مزا ڈالدیتا ہے تو ہی ثمر مین — اثر بن کے فصلِ بہاری مین تو ہے
مری مشکلین یاد کرتی ہین تجھکو — معاون مرا بیقراری مین تو ہے

گنہ تیرے اللہ بخشیگا مضطرؔ
گناہون کی کیون شرمساری مین تو ہے

بہرِ جہان پردہ دار تیرے سوا کون ہے — مالکِ ذی اقتدار تیرے سوا کون ہے

لہ اپنے اختیارات مجسٹریٹی سے اشارہ کیا ہے۔

تیرے سوا کون ہے موجبِ فضلِ عمیم
صاحبِ رحمت بکار تیرے سوا کون ہے

تیرے سوا کون ہے باعثِ آرام دہر
موجبِ امنِ دیار تیرے سوا کون ہے

تیرے سوا کون ہے وجہہِ قرارِ قلوب
صبر دہِ جانِ زار تیرے سوا کون ہے

تیرے سوا کون ہے باعثِ عفوِ خطا
حشر مین آمرزگار تیرے سوا کون ہے

ترے سوا کون ہے جسکو پکارین سبھی
جسکی مجی ہے پکار تیرے سوا کون ہے

مضطر زار و نزار ہے یہی کرتا پکار ہے
اے مرے پروردگار تیرے سوا کون ہے

الٰہی ہمیشہ تجھی کو بقا ہے
کوئی کب رہیگا کوئی کب رہا ہے

مرا حال ظاہر مرا حالِ باطن
توہی دیکھتا ہے توہی جانتا ہے

ترے سنگِ در کے لئے سر ہے میرا
تری تیغ کے واسطے یہ گلا ہے

تری قدرتین ہتیون سے ہین ظاہر
ترا رنگ ہر برگِ گل مین جدا ہے

تجھی سے تسلی ہے سبکے دلون کو
ترے خوف سے ہر کلیجا ہلا ہے

ضرورت مجھے کیا کہون کیون کسی سے
جو حالت ہے میری وہ تو دیکھتا ہے

خدا ہے خدائی کا تو ابتدا سے
ترا فضل عالم پہ بے انتہا ہے

کوئی تجھکو کعبے مین کرتا ہے سجدے
کوئی بتکدے مین تجھے پوجتا ہے

جبین پر کہین داغ سجدہ ہین ترے
کہین تیرا ماتھون پہ قشقہ لگا ہے

کہین تیرا سبحہ ہے اور دستِ زاہد
کہین تیرا گردن مین رشتہ پڑا ہے

کسی نے خدا کہکے تجھہ کو پکارا
تری یاد مین جھکنے والے جھکے ہین

کسی نے تجھے رام اپنا کہا ہے
تری یاد مین تپنے والا تپا ہے

سب ارمانِ مضطر ہین تیرے حوالے
کہ یارب توہی اوسکا عقدہ کشا ہے

سچ ہے سب کی عزت ہر کار تیرے ہاتھہ ہے
وقتِ مایوسی علاجِ یاس کرتا ہے توہی
دانۂ تسبیح مین سوراخ تونے ہی کئے
ترا خنجر میری گردن دونون تیرے بس مین ہین
تیرے وعدے کی وفا بھی تیرے ہی قبضے مین ہے
اپنا جلوہ تو دکھا سکتا ہے مجھکو اے خدا

آبروے داورِ دادار تیرے ہاتھہ ہے
چارۂ دردِ دلِ بیمار تیرے ہاتھہ ہے
آبروئے رشتۂ زنار تیرے ہاتھہ ہے
میری گردن اور تیری تلوار تیرے ہاتھہ ہے
قول تیرے ہاتھہ ہے اقرار تیرے ہاتھہ ہے
میری شرمِ حسرتِ دیدار تیرے ہاتھہ ہے

صرف تیری ہی بجائے بیکلی اے خدا
کیون کہ جانِ مضطرِ بیمار تیری ہاتھہ ہے

سب کا یارب خیال کسکو ہے
چشمِ ظاہر سے دیکھے تجھکو
چشمِ موسیٰ بھی ہوگئی حیران
تیری ہی ذات پاک ہے حامی
اوچھپے بھید جاننے والے

کون جانے ملال کسکو ہے
اے خدا یہ مجال کسکو ہے
تیری تابِ جمال کسکو ہے
ورنہ سب کا خیال کسکو ہے
ہمتِ عرضِ حال کسکو ہے

توہی سبکو جواب دیتا ہے ورنہ تابِ سوال کسکو ہے

توہی پوچھیگا بات مضطر کی
اور اوسکا خیال کسکو ہے

پرستش تری کبریا ہورہی ہے تجھی پر خدائی - فدا ہورہی ہے
تری حسرتین سبکے دلمین بسی ہین تری آرزو جا بجا ہورہی ہے
خدا جان کر پوجتی ہے تجھی کو خدائی تری مبتلا ہورہی ہے
ترے در کی مٹی نے رکھا ہے پردا مرے دردِ دل کی دوا ہورہی ہے
الٰہی مرا غنچۂ دل بچا لے مخالف چمن کی ہوا ہورہی ہے
بیان کچھہ نہین جز گنہ میرے پلے ترے رحم پر اکتفا ہورہی ہے

مرے بعد کوئی نہ برتے گا مضطر
یہ رسم[۵] آجتک جو ادا ہورہی ہے

پتھرون سے شجر اوگاتا ہے - قادرِ بے مثال ہی توہی

خارزارون مین گل کھلاتا ہے - قادر بے مثال ہی توہی

تونے جلوے دکھائے آڑون سے - تیرا پانی گرا پہاڑون سے

اپنے دریا توہی بہاتا ہے - قادر بے مثال ہے توہی

بیج کھوتا ہے دردِ حرمان کا - غم مٹاتا ہے قلبِ انسان کا

[۵] اشارہ سالانہ محفلون سے ہے -

نخلِ حسرت مین پھل لگاتا ہے - قادر بے مثال ہی توہی

بے نشان کو نشان دیتا ہے - مرنے والیکو جان دیتا ہی

مُلکِ عقبیٰ سے پھیر لاتا ہے - قادر بے مثال ہے توہی

رنگ نیرنگ ہے زمانے کا - توہی مالک ہے دانے دانے کا

گلشنون مین بہار لاتا ہے - قادرِ بے مثال ہے توہی

نور کھوتا ہے نور والون کا حسن لیتا ہے خوش جمالون کا

چاند کو چرخ پر گھٹاتا ہے - قادر بے مثال ہے توہی

درد و غم کا علاج کرتا ہے - کل جو کرنا ہے آج کرتا ہے

جانِ مضطر کو تو بچاتا ہے - قادر بے مثال ہی توہی

ہین گلشن مین سب پھول پالے ترے
یہ شاخون کے پتے نکالے ترے

ہمیشہ یہی نغمہ زنون سے سنا
کہ گرتے نہین ہین سنبھالے ترے

وہی پھول دے گا تجھے عندلیب
کہ جس نے یہ کانٹے نکالے ترے

مری جان مجھہ سے سنبھلتی نہین
مین جاتا ہون اور یہ حوالے ترے

کہان تک چلون منزلِ آرزو
تھکا مین ہون اور کوس کالے ترے

دیارِ عدم کا پتہ کچھہ نہین
کہان جا بسے جانے والے ترے

وہی دے گا مضطر فغان کا صلہ
خدا خوب سنتا ہے نالے ترے

وہ ہی عفوِ قصور کرتا ہے — داغِ عصیان کو دور کرتا ہے

دل جو دہڑکے تو ہاتھ دہرتا ہے — چارۂ ناصبور کرتا ہے

پہول کی بدہیان بناتا ہے — دل کے کانٹون کو دور کرتا ہے

اپنی رحمت سے کنجِ مرقد کو — رشکِ دامانِ حور کرتا ہے

اوسکی کرنی کو پوچھتے کیا ہو — اپنی کرنی ضرور کرتا ہے

اوس سے آخر وہی ملاتا ہے — جس کسیکو وہ دور کرتا ہے

توڑ دیتا ہے شیشۂ ہستی — دل کو وہ چور چور کرتا ہے

وصلِ عقبیٰ ہے ترکِ دنیا کا — پاس رکھنے کو دور کرتا ہے

کسکی رہجائے گی رہی کسکی
مفت مضطر غرور کرتا ہے

میری عزت اے مری ستار تیرے ہاتھ ہے — پردۂ توقیر کا ہر تار تیرے ہاتھ ہے

گردنِ اہلِ جفا ہوتی ہے اونچی کس لئے — کاٹ دینے کے لئے تلوار تیرے ہاتھ ہے

سب مریضون کو شفا دیتا ہے تو پروردگار — داروئے دردِ دلِ بیمار تیرے ہاتھ ہے

ابروئے پرخم سے قتلِ عاشقان ممکن نہ تھا — آنکھ کہتی ہے کہ یہ تلوار تیرے ہاتھ ہے

تیری دنیا مین آئے ہم تو مہمانون مین ہین — صاحبِ خانہ ہے تو گھر بار تیرے ہاتھ ہے

کردیا ہے تونے ہی تسبیح کے دانون کو ایک — انتظامِ رشتۂ زنار تیرے ہاتھ ہے

ہر علاجِ قلبِ پرآزار کا تو ہے حکیم

ہر دوائے مضطر بیمار تیرے ہاتھ ہے

قادر مطلق ہے تو انجام تیرے ہاتھ ہے
کام جو چاہے کرے ہر کام تیرے ہاتھ ہے

سب کی بیداری ترے قبضے مین ہے وقتِ سحر
خوابِ راحت سبکا وقتِ شام تیری ہاتھ ہے

عزت و ذلت پہ قادر ہے توہی ربِّ قدیر
آبرو قبضے مین تیرے نام تیرے ہاتھ ہے

تشنہ کامون کی زبانین تا بکے سوکھی رہین
اپنے پیاسون کو پلا دی جام تیرے ہاتھ ہے

تیرہ بختی سے اگر ہین اندھیری رات ہون
اور او جائے کو چراغِ شام تیرے ہاتھ ہے

پنجۂ غم سے رہائی توہی بخشیگا اوسے
عیشِ جانِ مضطرِ ناکام تیرے ہاتھ ہے

خدائی نے جسکو پکارا توہی ہے
مصیبت مین سب کا سہارا توہی ہے

بگاڑون مین تو نے ہی میری بنائی
مرا کام جس نے سنوارا توہی ہے

بھنور مین یہی قول ہے کشتیون کا
جو دے بحرِ غم سے کنارا توہی ہے

جو تجھہ سے نہ جیتے وہ بندے ہین تیرے
جو بندون کو دیگر نہ ہارا توہی ہے

قیامت مین کچھہ اور کہنا نہ مضطر
یہ کہنا کہ مالک ہمارا توہی ہے

تو نے انسان کو بنایا ہے - کارسازِ قدیر ہے توہی

باغ ہستی مین توہی لایا ہے - کارسازِ قدیر ہے توہی

رنج میٹھے ہین نامرادی کے - غم پہ ڈالے ہین رنگ شادی کے

خار کو پھول سے بسایا ہے - کارسازِ قدیر ہے توہی

باب عیش و نشاط کھوے ہین - تونے پانی مین رنگ گھولے ہین
رنگ دینے کو رنگ لایا ہے - کارساز قدیر ہے تو ہی
شرم زیرِ حجاب ڈالی ہے - تونے بوندون مین آب ڈالی ہے
تونے مٹی سے گل کھلایا ہے - کارساز قدیر ہے تو ہی
تونے پھولون مین رنگ ڈالے ہین - شاخ گل سے ثمر نکالے ہین
نعمتون کا مزا چکھایا ہے - کارساز قدیر ہے تو ہی
شکل رسم وصال ڈالی ہے - صورت طرز حال ڈالی ہے
صدمۂ ہجر سے بچایا ہے - کارساز قدیر ہے تو ہی
اپنے مضطر کی لاج رکھی ہے - عزت احتیاج رکھی ہے
تونے ایمان سے اوٹھایا ہے - کارساز قدیر ہے تو ہی
ہے وہ یکتا کمال قدرت مین - یہ خدائی اوسی پہ زیبا ہے
رنگ ڈالا ہے طرز صنعت مین - کبریائی اوسی پہ زیبا ہے
اچھے اچھون کے منہ بنائے ہین حسن کے آئنے دکھائے ہین
جلوہ فرما ہے سب کی صورت مین رونمائی اوسی پہ زیبا ہے
مجھکو دنیا خراب کرتی ہے - مبتلائے عذاب کرتی ہے
مین گلا کیون کرون محبت مین - بیوفائی اوسی پہ زیبا ہے
دور رہکر خیال کرتا ہے - قول عیش وصال کرتا ہے

وصل لکھتا ہے سبکی قسمت مین - یہ جدائی اوسی پہ زیبا ہے

اوسکو سب دلربا سمجھتے ہین مضطر اپنا خدا سمجھتے ہین
دلربا بنگیا ہے خلقت مین - دلربائی اوسی پہ زیبا ہی

زبان کب ترا نام لیتی نہین ہے
یہ کہتی ہے ہر شے کہ جز تیرے یارب
ترے آب رحمت نے سینچا ہے سبکو
وہان سبکی قسمت جگائیگا تو ہی

مزا کب تری یاد دیتی نہین ہے
کوئی مالک باغ گیتی نہین ہے
ہری کونسے گھر کی کھیتی نہین ہے
یہان کسکی تقدیر جیتی نہین ہے

کرون مین صفت اوسکی کسطرح مضطر
یہان عقل کچھہ کام دیتی نہین ہے

تجھہ سے ہر قلب دل افگار لگا رہتا ہے
تیری قدرت کے نمونے ہین چمن کے تختے
لوگ دیتے ہین تری راہ مین جانین اپنی
یون ترے در پہ لگائے ہون مین اپنا تکیہ
اہل اسلام ہی بندی ہین ترے ہندو بھی
یون مرے دلمین نہان ہی غم الفت تیرا
تیرے دیدار کی حسرت مین فلک کی جانب
اے خدا گردش قسمت سے بچانا ہم کو

سب کے رشتون سے ترا تار لگا رہتا ہے
ہر طرف پھول کا انبار لگا رہتا ہے
ہر طرف موت کا بازار لگا رہتا ہے
جیسے پشتہ پس دیوار لگا رہتا ہے
سبحہ سے رشتۂ زنار لگا رہتا ہے
جسطرح گل کے تلے خار لگا رہتا ہے
رات بھر دیدۂ بیدار لگا رہتا ہے
گھات مین چرخ ستمگار لگا رہتا ہے

بولتا ہے توہی ہر سازِ طرب مین یا رب
یون ترے ساتھہ لگے ہین ترے بندے سارے
اس شہادت کے لئے تار لگا رہتا ہے
جیسے سایہ پسِ دیوار لگا رہتا ہے

زندگی یادِ الٰہی مین بسر کر مضطر
فکرِ دنیا مین تو بیکار لگا رہتا ہے

اوس کے جلوے کی چمک چھٹکے ہوے تارون مین ہے
اوسکی بو پھولون مین ہے اوسکی پھبن ہارون مین ہے

نازبردار اوسکی رحمت کے نہین میرے گناہ
بلکہ خود رحمت گنہ کے نازبردارون مین ہے

ایک ہی صورت ہے لیکن لاکھہ جلوے ہین عیان
ایک ہی جلوہ ہے لیکن لاکھہ تکرارون مین ہے

غم کرون کسواسطے مین اپنے کھوٹے مال کا
جس کا گاہک ہون وہ خود میرے خریدارون مین ہے

حسن اوس کا رنگ بنکر سیکڑون شکلون مین ہے
رنگ اوسکا پھول بنکر لاکھہ گلزارون مین ہے

عشقِ خاطر کی جھلک بن بن کے سینون مین نہان
حسنِ صورت کی پھبن بن بن کے رخسارون مین ہے

اے خدائے پاک اوسپر بھی نگاہِ مہر کر

جانِ مضطر ہی ترے ادنیٰ دل افگارون مین ہے

توہی بہتر صفات والا ہے
ہان بڑی کائنات والا ہے

صفت پہیلے ہین ذات کے جھگڑے
تو فقط ایک ذات والا ہے

ہے توہی لم یلد و لم یولد
جاودانی ثبات والا ہے

رات نے جب کہا ہے دن والا
دن پکارا کہ رات والا ہے

سب زبانون پہ ہے یہی جاری
بات پر اپنی بات والا ہے

حال تیرے سوا کہین کس سے
تو بڑا التفات والا ہے

اوسکی رحمت سے باندہ دے مضطر
جو بہروسا نجات والا ہے

شاخ گل کو نہال کرتا ہے - واقعی باغبانِ گلشن ہے
پھول کو لالون لال کرتا ہے - تو مکینِ مکانِ گلشن ہے
بلبلون کی خلش مٹاتا ہے - ولکی چوٹون کا غم بھلاتا ہے
زخم کا اندمال کرتا ہے - چارۂ شاہدانِ گلشن ہے
سب کے سنتا ہے نالہ وشیون - تیری جانب جھکی ہی ہر گردن
توہی سب کا خیال کرتا ہے - داروئے ہر جوانِ گلشن ہے
سوکھی شاخون مین پہول لاتا ہے - اپنی رحمت سے پھل لگاتا ہی
لکڑیون کو نہال کرتا ہے - ثمرۂ امتحانِ گلشن ہے

مضطر اکدن یہ پہول ٹوٹینگے - زندگانی کے ساتہ چہوٹینگے
تو عبث کیون ملال کرتا ہے - خواب یہ داستان گلشن ہے

بڑی چیز ہے کبریائی خدا کی
خدا ہی کی ہے سب خدائی خدا کی

غم دو جہان لوٹے لیتے ہین مجھکو
غضب مین پڑا ہون دوہائی خدا کی

گرہ میری تقدیر کی کون کہولے
مگر ایک عقدہ کشائی خدا کی

ٹہکانے لگے سب اوسی کی مدد سے
بنی رہنما رہنمائی خدا کی

مری مشکلین ڈہونڈتی پہر رہی ہین
قیامت مین مشکل کشائی خدا کی

قیامت کا دہڑکا جو ہو بہی تو کیون ہو
معاون ہے حاجت روائی خدا کی

بنی مین کسیدن پکارا نہ مضطر
جو بگڑی تو اب یاد آئی خدا کی

عفو سبکے قصور کرتا ہے
نار کو وہ ہی نور کرتا ہے

نام موسیٰ اوسی سے روشن ہے
شمع کو شمع طور کرتا ہے

کام دنیا دہی چلاتا ہے
اپنی کرنی ضرور کرتا ہے

شیشۂ غم کو سنگ رحمت سے
توڑ کر چور چور کرتا ہے

فیضیاب کرم زمانے مین
سب کو نزدیک و دور کرتا ہے

اوسکی رحمت سے دل لگا مضطر
کیون تمنائے حور کرتا ہے

وجہ بخشش ہے دوستی تیری
اے گل تربہت رولائے گی
وہ جہنم مین جا نہین سکتا
تجہہ سے یارب جہان ہی واقف
ہے خموشی دلیل مصروفی
سو دواؤن کا کام دیتی ہے

کیون نہ ٹھنڈا کرے لگی تیری
باغِ دنیا مین یہ ہنسی تیری
جس کے دلسے لگی۔ لگی تیری
ہر طرف دہوم ہے مچی تیری
بت ہی کرتے ہین بندگی تیری
یاد ہنگام بیکسی تیری

وہ ہی کاٹے گا حشر مین مضطر
جسنے کاٹی ہے زندگی تیری

دین ہے اے خدا بڑی تیری
وہ ہی کاٹیگا جسنے کاٹی ہے
قید یوسف کی طرح کاٹے گا
چشمِ مشتاق کیا نظر آیا

ہے سبھی پر نظر پڑی تیری
اے دل غمزدہ اڑی تیری
جان پر غم وہی - کڑی تیری
تھم گئی آج کیون۔ جھڑی تیری

مضطر آل رسول ہے تو بھی
ابتو محشر مین بن پڑی تیری

کر دئے ہین مری راتون کے سویرے تو نے
سونے والی کہین ایسا نہ ہو سوتے ہی رہین
نا امیدی مین نکالا ہے تمناؤن کو

صبحکو بھیجکے بیٹھے ہین اندہیرے تو نے
اسلئے شام یہ بھیجے ہین سویرے تو نے
جو چلے یاس مین پوری کئے میرے تو نے

سبکی آنکھون مین سیاہی کے لگاکر دہبے
لاکھون ایسے ہین کہ بستی مین سنبھالا اونکو
سارے بچھڑے ہوئے محشر مین ملائیگا تو ہی

یہ دکھایا ہی کہ بیٹھے ہین اندہیرے تو نے
لاکھون ایسی ہین کہ جنگل مین اویرے تو نے
توبہی موتی وہ چنے گا جو بکھیرے تو نے

گور مضطر پہ درختون کا کیا ہے سایہ
اپنی رحمت سے سدا پھول بکھیرے تو نے

واہ ری کارسازیان تیری
تیری ساری عبادتین ہم سے
نازوالون کی جلتی روحین تھین
پھر جلایا ہے سبکو محشر مین
تیرے بیمار دردو حسرت کو

ہین عجب بے نیازیان تیری
تجہہ سے بندہ نوازیان تیری
بن گیئین بے نیازیان تیری
مرحبا جان نوازیان تیری
چاہیئے چارہ سازیان تیری

تیرے مضطر کے ناز کی گاہک
بن گیئین بے نیازیان تیری

ثمرۂ التجا خدا ہی دے
اور کس سے تسلیان مانگون
ثمرۂ آرزو یہہ کہتا ہے
مدتین ہو گیئین بھٹکتا ہون
گود پھیلی ہوئی ہے حسرت کی

بارِ نخلِ دعا خدا ہی دے
دردِ دل کی دوا خدا ہی دے
بے مزا ہون مزا خدا ہی دے
اپنی راہ رضا خدا ہی دے
گلِ مقصد مرا خدا ہی دے

میری کشتی بھنور مین پہرتی ہے
غیب سے ناخدا خدا ہی دے

رنج عصیان گُھلائے دیتا ہے
اس مرض سے شفا خدا ہی دے

کیون کسی اور کو کہین ڈہونڈون
کاش اپنا پتا خدا ہی دے

صبر کا ذکر جب کبھی آیا
دل نے فوراً کہا خدا ہی دے

جان چہوٹے ہجوم حسرت سے
بہتر سے راستا خدا ہی دے

عیش ناپائدار دنیا کیا
چین روزِ جزا خدا ہی دے

مین ہون اوجڑا سا باغ دنیا مین
فصلِ گل کی فضا خدا ہی دے

جیتے جی دیکھہ لون مدینے کو
زندگی باوفا خدا ہی دے

ظلمِ دنیا کا کیا گلا شکوہ
دادِ جور و جفا خدا ہی دے

کس سے مانگون مین پہل مصیبت کا
میرا حاجت روا خدا ہی دے

رنج بے انتہا اوٹھائے ہین
عیش بے انتہا خدا ہی دے

عمر گذری تمام صدمون مین
اب خوشی کا مزا خدا ہی دے

دادِ حسرت الگ الگ تو لگا
سب کا حصہ جدا خدا ہی دے

اوسکی دنیا تو دیکھہ لی مین نے
اپنا شوقِ لقا خدا ہی دے

پُھک رہا ہون فراقِ طیبہ مین
اوسکی ٹھنڈی ہوا خدا ہی دے

دینے والا نجاتِ غم مضطر
ہے خدا ہی خدا - خدا ہی دے

روح پہونکی تنِ بیجان مین خدایا تو نے
اپنی قدرت کا تماشا یہ دکہایا تو نے

سطحِ رخاک پہ دریا کو بہایا تو نے
کب کی بچہڑی ہوئی موجون کو ملایا تو نے

بوئے گل کو صفتِ رنگ اوڑایا تو نے
باغ سے دور دماغون کو بسایا تو نے

ہاتہہ لمبا ہے بہت تیری نگہبانی کا
چاہ مین حضرتِ یوسف کو بچایا تو نے

خاک سے یونہین گرون کو بہی اوٹہا سکتا ہے
جسطرح آنکہہ سے آنسو کو گرایا تو نے

یونہین قطرون کو بہی دریا سے ملا دیتا ہے
جیسے ذرون کو ٹہکانیسے لگایا تو نے

عمر کا وقت بڑی چیز تہا لیکن مضطر
اوسکو دنیا کے بکہیڑون مین گنوایا تو نے

تو سمٹ کر نظرِ شوق مین آجاتا ہے
اپنا جلوہ ہمین تِل اوٹ دکہا جاتا ہے

میرا رونا مری امید کو لے ڈوبے گا
کہیت بویا ہے سو اشکون سے گلا جاتا ہے

نا امیدی مین تو ہی کام بنا دے یارب
حوصلہ یاس سے پِس پِس کے مٹا جاتا ہے

کثرتِ رنج سے مٹ جائے نہ صدمونکا فرا
اب تو اندوہ کا پہلو بہی دبا جاتا ہے

جورِ گردون کا گلہ تو ہی مٹائے تو مٹے
کب کلیجے سے بہلا داغِ جفا جاتا ہے

عمر کیا گہٹتی ہے دنیا کے مزے گہٹتے ہین
جان کیا جاتی ہے دنیا کا مزا جاتا ہے

سب مدینے کو چلے جاتے ہین جانیوالے
اوسکی حسرت کو نہ پوچہو جو رہا جاتا ہے

اے خدا جان بچا بارِ گنہ سے میری
مفت دنیا مین مجہے عیب لگا جاتا ہے

موت ایامِ جوانی کی بُری ہوتی ہے

مضطر افسوس بُرے وقت اوٹھا جاتا ہے

اے خدا سب نے پکارا دمِ اظہار تجھے
سازین یاد کیا کرتے ہین سب تار تجھے

تیری مخلوق نے باندہی ہے معاصی پہ کمر
جب سے پایا ہے گناہون کا خریدار تجھے

تو تو پردے مین ہمیشہ سے چھپا ہے لیکن
صورتِ حسن ہی لائی سرِ بازار تجھے

گو مین سوتا ہون مگر تجھہ سے نہین ہون غافل
یاد کرتا ہے مرا طالعِ بیدار تجھے

کبریائی تری موزون ہے تجھی پر یارب
اے خدا تیری خدائی ہے سزاوار تجھے

مین وہ بندہ کہ پرستش ہی مرا فرضِ قدیم
تو وہ مالک کہ عبادت نہین درکار تجھے

ذوقِ نظارہ نے بدنام کیا ہے مضطر
دیکھہ کیا کہتی ہے دنیا سرِ بازار تجھے

گُل کو رنگِ ظہور دیتا ہے - باغبانِ دیارِ عالم ہے

صبر کا پہل ضرور دیتا ہے - نخلبندِ دیارِ عالم ہے

آفتون کا معینِ کامل ہے - مثلِ حسرت مقیم ہر دل ہے

سبکو عقل و شعور دیتا ہے - دافعِ انتشارِ عالم ہے

روشنی اوسکی سب مین پہیلی ہے - آشکارا اوس لائے لیلی ہے

شمعِ پنہان کو نور دیتا ہے - ناز بردارِ کارِ عالم ہے

دین اوسکی ہے سب جگہہ یکسان - اوسکے دینے پہ عقل ہے حیران

سب کو نزدیک و دور دیتا ہے - رازقِ کل دیارِ عالم ہے

اعتبارِ جہان نہ کرنا تو مضطر اِس شے کا دم نہ بھرنا تو
یہ دعائیں ضرور دیتا ہے ۔ خواب سب کاروبارِ عالم ہے

تیرے وعدے پہ لو لگائی ہے
اِس کدورت کی تو صفائی ہے

مین تجھے چھوڑ کر کہان جاؤن
کیا کوئی دوسری خدائی ہے

کبریائی کا کبریا تو ہے
کبریا تیری کبریائی ہے

جلوہ پردے مین اِن حسینون کا
تیری ادنیٰ سی رونمائی ہے

پھل وہی دیگا نخلِ ارمان کے
جس نے دلمین یہ جڑ جمائی ہے

رنج و درد و الم نہین مٹتے
یا رسولِ خدا دوہائی ہے

دور ہون آجتک مدینے سے
نارسائی سی نارسائی ہے

اپنا مہمان مین سمجھتا ہون
تیرے گھر سے جو موت آئی ہے

نشۂ عشق کم نہین ہوتا
تو نے کیسی مجھے پلائی ہے

دل مرا جل رہا ہے مدت سے
شمع کچھ دیر جھلملائی ہے

صبر سے کام تو لئے رہنا
جانِ مضطر غمِ جدائی ہے

سبکی حامی ہین رحمتین تیری
کارفرما ہین قدرتین تیری

تو نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے
بہرِ عالم ہین نعمتین تیری

تجھکو دنیا نے ایک مانا ہے
پھر یہ ناحق ہین حجتین تیری

سبکے دل مین تری امیدین ہین
سب کے دل مین ہین حسرتین تیری

سب کی آنکھین تلاش کرتی ہین
ایسی شے ہین مروتین تیری

ساز بھی تجھکو یاد کرتے ہین
بجتی ہین تار مین گتین تیری

تیرے پیغمبرون سے پہونچی ہین
ساری دنیا کو دعوتین تیری

الفتین سب دلون مین تیری ہین
سب گھرون مین ہین دولتین تیری

اس لئے مین گناہ کرتا ہون
کام آجائین رحمتین تیری

بندگی نام ہے پرستش کا
کس سے ممکن ہین طاعتین تیری

اوس کو ھر وقت یاد کرا یدل
کون کاٹے مصیبتین تیری

میرا حصہ گناہ ہین میرے
تیرا حصہ ہین رحمتین تیری

اک زمانہ بدل گیا مضطر
کیون نہ بدلین یہ حالتین تیری

کیا ادا ہو سپاس بندون سے
تو بچاتا ہے سب گزندون سے

یا خدا ابتو یاد فرمالے
بھر گیا دل جہان کے دھندون سے

دے رہا ہے دوا توہی دل کی
تجھکو اُلفت ہے دردمندون سے

بار عصیان ہے اور سر میرا
میری گردن نکال پھندون سے

مضطر اللہ کام آئے گا
رکھہ نہ اُمید بھائی بندون سے

ترا فضل وجہہ حیات ہے - ترا لطف وجہ نجات ہے

مری جان تیرے ہی بس مین ہے - مری زندگی ترے ہات ہے

توبری ہے عیب زوال سے تو جدا ہے نقص جمال سے

نہ مٹے وہ تیرا ہی نام ہے - نہ گھٹے وہ تیری ہی ذات ہے

ترے رنگ قدرت خاص مین کوئی کچھہ کہے بھی تو کیا کہے

کبھی شب کے پہلو مین صبح ہے - کبھی دن کے پہلو مین رات ہے

توہی اپنا حسن جمال ہے توہی اپنا رنگ کمال ہے

توہی اپنی طرز نمود ہے - توہی اپنی شان ثبات ہے

چلو طیبہ مضطر بیوطن - کہ یہی ہے حاصل زندگی

یہ وہین بسر ہو تو خوب ہے - یہ جو چند دن کی حیات ہے

ترا ناز سب کی اداؤن مین ہے
تری شان - کل دلرباؤن مین ہے

ملے تیرے گھر سے مرادون کے پہل
اثر تیرے گھر کا دعاؤن مین ہے

توہی پار کرتا ہے بیڑے تمام
توہی اک خدا نا خداؤن مین ہے

کشش تو نے ڈالی ہے فریاد مین
ترا درد سبکی صداؤن مین ہے

نہین بحر غم مین کوئی آشنا
فقط ایک تو آشناؤن مین ہے

غنی اپنے محتاج بندون مین تو
شہنشاہ اپنے گداؤن مین ہے

نوا سنج صد شکر کیونکر نہ ہو

کہ مضطر ترے بے نواؤن مین ہے

ہے پرستش کا ہر حال سزاوار توہی
ہے خدائیکا ہر کیف مددگار توہی

ع صلہ دہر مین تو نے ہی عطا کی راحت
ع صلہ حشر مین بخشیگا گنہگار توہی

خار ہر پہول سے رکہتا ہے جدا گلشن مین
پہول ہر شاخ سے کرتا ہے نمودار توہی

توہی لیتا ہے خبر شافیِ مطلق سب کی
سبکو دیتا ہے دوائے دل بیمار توہی

چاہِ غم سے توہی بخشیگا نجات اے خالق
کیونکہ یوسف کو بہی لایا سرِ بازار توہی

دل سے بارِ غم و اندوہ بہی ٹالا تو نے
بارِ عصیان سے بہی کردیگا سبکبار توہی

تجہہ سے ہر حال مین مضطر کو ہے امیدِ نجات
ہے خبر گیرِ جہان داورِ دادار توہی

زیرِ بارِ کرم خدائی ہے
سب نے ہر شے تجہی سے پائی ہے

پھل نے پائی ہین لذتین تیری
گل مین یہ بو تجہی سے آئی ہے

توہی برسائے تب برستی ہے
وہ گھٹا جو فلک پہ چھائی ہے

مالک الملک ہے توہی یارب
تو خدا ہے۔ تری خدائی ہے

خضر رستا بتاتے ہین سبکو
یہ بہی تیری ہی رہنمائی ہے

سارے جلوون کی تہ مین ای مالک
تیرا انداز رونمائی ہے

اب بڑی آفتون مین ہے مضطر
یارسولِ خدا دوہائی ہے

حسن پئے نگار ہے - جل جلالہ وہی
بانی صد ابہار ہے - جل جلالہ وہی

رنج والم مٹا دئے - کام جہان بنا دئے
خلق کا کردگار ہے - جل جلالہ وہی

سب کے نصیب کی گرہ کھولدی دست لطف سے
عقدہ کشائے کار ہے - جل جلالہ وہی

اوسکو کفیل سب جہان جان رہا ہی بیگمان
دہر کا سازگار ہے - جل جلالہ وہی

خلق کی مرگ و زندگی سب ہے اوسی کی ہاتھہ مین
صاحب اختیار ہے - جل جلالہ وہی

اوسکو بڑا خیال ہے کشمکش امید کا
دافع انتظار ہے - جل جلالہ وہی

مضطر بینوا ترے رنج وہی مٹائیگا
حامی جملہ کار ہے - جل جلالہ وہی

خلقت بشمار کا رزق رسان توہی تو ہے
مالک دل توہی توہی - حاکم جان توہی تو ہے

راحت و مغفرت تری دونون جہان مین ملگئی
عیش یہان تجہی سے ہے - لطف وہان توہی تو ہے

بات کرون کسی سے مین میری مجال ہی نہین
میری زبان توہی تو ہے - میرا بیان توہی تو ہے

راحت جاودان ملی تیری ہی ذات پاک سے
لطف بدل توہی توہی - عیش بجان توہی تو ہے

درد کی بھیس مین دوا چاہ کے بھیس مین فرا
عشق عیان توہی توہی - عشق نہان توہی تو ہے

حسن دوکان زندگی تیری ہی ذات سے بڑہا
مال و متاع دہر مین جنس گران توہی تو ہے

مضطر بیقرار کو اب تو ملا خدا سے تو
ملک عدم کی راہبر عمر روان توہی تو ہے

دوا اپنے سارے مریضون کی تو ہے
شفا ایسی حالت مین ایسون کی تو ہے

یہ غنچے چٹکتے ہین تیری ہوا مین
بیان ہے دوا درد مندون کی تو ہی
سدا بیقراری مٹاتا ہے تو ہی
ترے ہی کرم سے یہ کلیان کھلی ہین
بھروسے پہ تیرے یہ دم چل رہے ہین

بہار اس چمن کے درختون کی تو ہے
وہان آس اپنے غریبون کی تو ہے
تسلی ہمیشہ ٹرپتون کی تو ہے
بہار اس گلستان کے پھولون کی تو ہے
الٰہی بڑی آس بندون کی تو ہے

بُرے وقت پر کام دے گی نہ مضطر
یہ امید رکھتا جو اپنون کی تو ہے

نوائے طرب سارے سازون مین ہے
ادا ان کے در پردہ رازون مین ہے
نیا رنگ ہے حسنِ خوبان مین تو
ترے حسن قدرت کا کیا پوچھنا
پرستش کے لائق ہے مندر مین تو
لگاتا ہے تو پار بیڑے سبھی

صدا کہہ رہی ہے کہ رازون مین ہے
طپش کا مزا دل گدازون مین ہے
نئی آرزو عشق بازون مین ہے
کشش سب حسینون کے نازونین ہے
عبادت کے قابل نمازون مین ہے
تو ہی ناخدا سب جہازون مین ہے

خبرگیر مضطر کا کوئی نہین
فقط ایک تو دل نوازونین ہے

مجھے آج تک جس نے پالا تو ہی ہے
دمِ لغزشِ دہرا پنی مدد سے

معاون مراحق تعالےٰ تو ہی ہے
ہزارون کو جس نے سنبھالا تو ہی ہے

امیرون کے گھر کی توہی روشنی ہے
غریبون کے گھر کا اوجالا توہی ہے

طریقِ محبت مین دل کی لگی کا
وفا نام جسنے نکالا توہی ہے

نہ کیونکر ہو مضطر کو تجھہ پر بھروسا
عموماً خبر لینے والا توہی ہے

تابِ نظارۂ دیدارِ خدا کسکو ہے
ایسی بیڈھب ہوسِ ہوش رُبا کسکو ہے

زندگانی مین موافق یہ ہوا کسکو ہے
بے ترے گلشنِ دنیا کا مزا کسکو ہے

دردمندون کی تمنا کا دمِ یاس خیال
اے خداوندِ جہان تیرے سوا کسکو ہے

صرف تونے دمِ زاری مرے آنسو پونچھے
اور میرا قلق آہ و بکا کسکو ہے

وہی میٹیگا ترے درد و الم سب مضطر
اور دنیا مین تری فکرِ دوا کس کو ہے

پڑی ہے بناے تسلی تجھی سے
ملی بابِ مقصد کی کنجی تجھی سے

کوئی جا کے موسیٰ کی آنکھونسے پونچھے
ہر طور دیکھی تجلی تجھی سے

توہی اپنی رحمت سے بخشیگا جنت
امیدین ہین دنیا کو ایسی تجھی سے

اُدہر رونقِ باغِ عقبیٰ توہی ہے
ادہر حُسنِ گلزارِ ہستی تجھی سے

کئے تونے ایجاد اندازِ کثرت
یہ وحدت کی ترکیب نکلی تجھی سے

مصیبت مین تو کام آتا ہے سبکی
مدد مانگی جاتی ہے جلدی تجھی سے

دُکھہ اپنا کسی سے نہ روئیگا مضطر

کہے گا مگر اپنی بیتی تجھی سے

کیون نہ سب تجھے خدا کہون میرا خدا تو ہی تو ہے

عالم رنج و درد مین عہدہ برآ تو ہی تو ہے

کیون نہ سب تجھے خدا کہون - کیونکہ میان زندگی

خاص ہجوم یاس مین عقدہ کشا تو ہی تو ہے

کیون نہ سب تجھے خدا کہون - کیونکہ میان رنگ گل

دیدۂ دل کے سامنے حسن فزا تو ہی تو ہے

کیون نہ سب تجھے خدا کہون - کیونکہ پہلون کی آڑ مین

دل کا سواد ہے تو ہی سنہ کا مزا تو ہی تو ہے

کیون نہ سب تجھے خدا کہون - کیونکہ فنا کے دور مین

رنگ وجود کے لئے - شان بقا تو ہی تو ہے

کیون نہ سب تجھے خدا کہون - کیونکہ شبیہ حسن مین

از پئے طرز دلبری رسم ادا تو ہی تو ہے

کیون نہ سب تجھے خدا کہون - کیونکہ ازل سے تا ابد

وہ جو رہیگا ہے تو ہی وہ جو رہا تو ہی تو ہے

کیون نہ سب تجھے خدا کہون - کیونکہ جہان مین ہر طرف

جلوہ نما تو ہی تو ہے - جلوہ نما تو ہی تو ہے

مضطر زار تابہ کے۔ خارِ چمن سے چبنے گا تو
ایک بڑا فدائے گل۔ مردِ خدا تو ہی تو ہے

الٰہی بچا گردشِ آسمان سے — اوٹھا سرخرو مجھکو تو اِس جہان سے
مرے مدعا کو تو ہی جانتا ہے — مین کہتا نہین کچھہ بھی اپنی زبان سے
مجھے اپنا جلوہ دکھا دے الٰہی — جدائی کے پردے اوٹھا درمیان سے
یہ سب لینے والے ہین تو دینے والا — نہ دے تو تو پائے خدائی کہان سے
محمد کو بھیجا ہے تو نے زمین پر — اسے کون کہتا ہے کم آسمان سے
یہ حالت ہوئی ہے کہ مایوس ہو کر — دوا مانگتا ہون مین دردِ نہان سے
ستانے کو میرے مٹانے کو میرے — زمین مشورہ کر چکی آسمان سے
ترے باغِ ہستی مین کچھہ پھل نہ پایا — فقط داغِ دل لے چلا ہون یہان سے
وہان بھی تو رہنے کو جنت بنی ہے — یہان تو نے کاہیکو بھیجا وہان سے
محبت حسینون سے کر کے یہ جانا — ترے گھر کا رستا ہے کوئی بتان سے

لگا دل خدا سے دمِ نزع مضطر
سحر ہو گئی چونک خوابِ گران سے

سیکڑون قیدِ خرابات سے بندی چھوڑے — تو نے زندان مین گنہگار نہ اپنے چھوڑے
بندِ اندوہ والم کاٹ کے بندے چھوڑے — یہ تو اب تو ہی سمجھتا ہے کہ کتنے چھوڑے
کیون کوئی رسمِ محبت کے طریقے چھوڑے — جن سے اللہ ملے وہ کوئی کیسے چھوڑے

حسرتِ دید مین سب لوگ تڑپتے چھوڑے
تیرے جلوے نے بڑے وقت مین پردے چھوڑے

بے صفائی لئے چھوڑے نہ کسی سے مجرم
یون گنہگار جو چھوڑے بھی تو تو نے چھوڑے

دمِ آخر تری امداد نے پوری ڈالی
اِس قضا نے تو سبھی لوگ سسکتے چھوڑے

تجھکو کس بات کا ہے دامنِ عصیان شکوہ
آبِ رحمت نے ترے کونسے دھبے چھوڑے

جان لیکر بھی اگر تو نے ہمین بخش دیا
تو بھی ہم یہ ہی سمجھہ لین گے کہ سستے چھوڑے

عشق نے جان ہی چھوڑی نہ ہمین کو چھوڑا
داغ نے دل ہی نہ چھوڑے نہ کلیجے چھوڑے

رہبری رشکِ رقابت سے گوارا کب تھی
خضر کے ہم نے بتائے ہوئے رستے چھوڑے

جب خدا عرصۂ محشر مین ہمین چھوڑے گا
ہم تو اوس روز یہ جانین گے کہ ایسے چھوڑے

اپنی جانب سے نکیرین کو فوراً بھیجا
تو نے مرقد بھی نہ تربت مین اکیلے چھوڑے

خواب مین دیکھہ کے چونکا تو ترے جلوے نے
آنکھہ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ پردے چھوڑے

خارزارون ہی مین سب عمر گذاری میری
وادئ عشق مین کانٹون نے نہ تلوے چھوڑے

تجھکو کیا بادِ فنا چھوڑیگی مضطر جسنے
پھول چھوڑے کسی گلشن کے نہ پتے چھوڑے

داغ کہوتا ہے نامرادی کے
غم بنائے ہین جوڑ شادی کے

اے فلک ڈر خدا سے برتر سے
یہ چلن چھوڑ بدنہادی کے

کیا دھڑا دھڑ غمون کو پیٹتا ہے
تو نے ڈنکے بجا کے شادی کے

تو نے گرہین لگا کے آنسون کی
تار توڑے ہین نامرادی کے

گل پہ شبنم گراکے اوپر سے
رنگ کھیلا چمن مین شادی کے

لطف عیش وصال ہوتے ہین
ہم مزے چکھکے بے سوادی کے

خوب شہرہ ہوا محبت کا
خوب ڈنکے پٹے منادی کے

خوب اب سمجھے ہوئے ہون مین مضطر
مکر دنیا حرام زادی کے

مرے درد جان کی دوا دے مجھے
محبت کا اپنی مزا دے مجھے

اگر تجھکو دنیا نہین دل پسند
تو لا مال میرا اوٹھا دے مجھے

مرنے کی حسرت مین برباد ہون
الٰہی ٹھکانے لگا دے مجھے

الٰہی تجھے کس نے یہ رائے دی
کہ مٹی کا پتلا بنا دے مجھے

خدا پھر جلا دے گا اے عاشقی
تجھے بھی قسم ہے مٹا دے مجھے

نہین اس زمین سے امید وفا
جو مٹی کے نیچے دبا دے مجھے

خدا ہو کہ بت ہو کوئی ہو مگر
ذرا اپنی صورت دکھا دے مجھے

دغا دے نہ رستے مین اے لاغری
ٹھکانے سے چلکر بٹھا دے مجھے

یہ کہتی ہوئی جان مضطر چلی
کہ ہٹ جا قضا راستا دے مجھے

اوسکی مرضی پہ ہمکو چلنا ہے
راستے راستے نکلنا ہے

کیون کسی اور سے مدد مانگون
وقت ٹل جائیگا جو ٹلنا ہے

کیون اوبلتا ہے چشمۂ شیرین
چار دن کا فقط اوبلنا ہے
کچھہ نہ پوچھو شباب کا کٹنا
یہ بہی اک دوپہر کا ڈہلنا ہے
زندگی اِس جہانِ فانی کی
دو گھڑی دہوپ کا نکلنا ہے
باغِ دنیا مین سب سبب آئے
پہولنا ہے یہان نہ پھلنا ہے

جانے والون کو روئین کیا مضطر
یہی رستہ ہمین بہی چلنا ہے

سب کے دل کو سرور دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے
تو ہی آنکھون کو نور دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

وقت بچھڑے ہوئے ملاتا ہے - کامیابی کے دن دکہاتا ہے
صبر کا پھل ضرور دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

ہے بڑی دادگستری تیری - عزت و شان داوری تیری
دادِ اہل قصور دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

سبکی رہبر تری عنایت ہے - سبکی ہادی تری ہدایت ہے
تو ہی عقل و شعور دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

ہر شجر کو نہال کرتا ہے - پہول کو لالون لال کرتا ہے
رنگ رنگِ ظہور دیتا ہے - تو بڑا قادر و توانا ہے

تو نے بخشی بہار باغون کو - تو نے روشن کیا چراغون کو

جلوۂ شمع طور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے

ہے خبر گبر اپنے مضطر کا۔ تجھ سے روشن ہے نام ہر گھر کا
نار کو تو ہی نور دیتا ہے۔ تو بڑا قادر و توانا ہے

آج پھر بیٹھے ہین اذکار آلہی کرنے
دور اپنے خطِ قسمت کی سیاہی کرنے

کب یہان آئے ہین ناکردہ گناہی کرنے
بخت لایا ہے سپیدی پہ سیاہی کرنے

لاگ سچی ہو تو ہے کعبۂ مقصود وہی
جس جگہہ بیٹھ گئے یاد الٰہی کرنے

جسم آیا ہے یہان درد و مصیبت لینے
جان آئی ہے غمِ نا متناہی کرنے

نیکیان لکھتے ہین ہم نامۂ اعمال ہین آج
اب فرشتون سے کہو آئین گواہی کرنے

طور تو پھونکدیا حضرتِ موسیٰ پہلے
اب کہان جاؤگے دیدارِ الٰہی کرنے

شب سے کہدو کہ یہان صبح تجلی ہے عیان
اب کہین اور چلی جائے سیاہی کرنے

عیشِ مکارۂ دنیا سے بچے گا کیون کر
یہ یہان آئی ہے وزدیدہ نگاہی کرنے

جان آئی تھی فقط درد و مصیبت دینے
عمر آئی تھی عدم کو ہمین راہی کرنے

اقربا تو نے زمانے ہین دئے کیون یارب
تجھکو منظور تھے جب مجھسی جداہی کرنے

دہر کو چھوڑ کے اب سوئے عدم چل مضطر
اپنے اللہ سے اظہارِ تباہی کرنے

دلون مین تو ہی بنیادِ محبت ڈالدیتا ہے
مٹا کر ایک صورت اور صورت ڈالدیتا ہی

خداوندا اوسے ہرگز نہین کوئی بچا سکتا
وہ مٹ جاتا ہے جسپر تو مصیبت ڈالدیتا ہے

تو ہی ہے خار و خس سے طاق مرقد جہاڑ نیوالا
تو ہی چادر سر تعویذ تربت ڈالدیتا ہے

کہین جلنے مین تو مرنے کی ترکیبین دکہاتا ہے
کہین مرنے مین تو جینے کی صورت ڈالدیتا ہے

نہال خشک کو گلشن مین تو سرسبز کرتا ہے
اور اوسمین پہل لگا کر پہل مین لذت ڈالدیتا ہے

تری ڈالی ہوئی تکرار ٹلے ہوتے نہین دیکہی
ذراسی بات پر آپسمین محبت ڈالدیتا ہے

کسی کا سر کہلا رکہتا نہین میدان غربت مین
ترا دست کرم دامان رحمت ڈالدیتا ہے

تو ہی تو ہے جو اندر آنکہ کے جلوے بساتا ہے
تو ہی تو ہے جو اندر دل کے حسرت ڈالدیتا ہے

کسی سے شکوہ رنج و الم کرتے ہو کیون مضطر
وہی میٹہے مصیبت جو مصیبت ڈالدیتا ہے

مین بہی چمن ہون ای خدا مجہکو بہی تو بہار دے
لذت خار غم مٹا - کام مرا سنوار دے

سب تو بہلین ہین منہ تکون اسکی تو لاج ہی تجہہ
سرزنش خزان گہٹا - لذت صد بہار دے

عشق بتان بہی کرلیا - اب نہین کوئی آرزو
ابتو تو اپنی یاد مین عمر مری گزار دے

وہم و گمان کو دور کر اپنی لگی سے دل لگا
چشم خیال بند کر دیدہ انتظار دے

کہائین ہین ٹہوکرین بہت اب یہ تغیر وقت ہے
اپنے کرم سے تو مجہے عزت اقتدار دے

مین ہون مریض غم ترا تو ہی مرا علاج کر
چارہ درد دل بتا نسخہ جان زار دے

ہین ترے فضل خاص سے نخل چمن پہلے ہوے
میری بہی خشک شاخ کو لذت برگ و بار دے

بار گنہ سے ایخدا دل ہے مرا دبا ہوا
دست کرم لگا کے تو بوجہہ مرا اوتار دے

مضطر زار غم سب کٹ گئی اضطراب مین
اب تو بحق مصطفے تجھکو خدا قرار دے

دیتا ہے توہی صاحب انعام توہی ہے
دنیا کا مددگار شب و روز ہے توہی
اکرام ترے۔ صاحب افضال ہے توہی
تجھسے ہی نکلتے ہین امیدون کے نتیجے

اے ربِّ جہان دافعِ آلام توہی ہے
عالم کا معاون سحر و شام توہی ہے
افضال ترے صاحب اکرام توہی ہے
دینے کو مگر ثمرۂ انجام توہی ہے

بیچین کو دیتا ہے توہی مایۂ تسکین
مضطر کے لئے موجب آرام توہی ہے

پہر ملایا بچھڑنے والون کو۔ پاک پروردگار ہے توہی
پھر بنایا بگڑنے والونکو۔ پاک پروردگار ہے توھی
تونے بارہ برس مین دن پھیرے۔ تجھپہ قربان جان و دل میرے
پھر بسایا اوجڑنے والون کو۔ پاک پروردگار ہے توھی
نقشِ حسرت بھلا جماتا کون۔ ایسی بگڑی مین کام آتا کون
تونے روکا اوکھڑنے والون کو۔ پاک پروردگار ہی توہی
کامِ دل سب توہی بناتا ہے۔ کام کے وقت کام آتا ہے
دی مدد تونے اڑنیوالون کو۔ پاک پروردگار ہے توہی
جانِ مضطر کے کام آیا ہے۔ تونے ہی چین سے سلایا ہے

گنج مرقدین گڑنے والون کو - پاک پروردگار ہے تو ہی

ترے لطف کا ترے جود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تری نعمتون کی نمود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تیری مرحمت کے سوال پر کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

تیری مکرمت کے ورود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تیری سلطنت کے مدار پر کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

تیری مملکت کی حدود کا - نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تیری جنگلون کی بہار پر کوئی کچھہ کہے بہی تو کیا کہے

تیری گلشنون کی نمود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

مجھے اوسنے مضطر غمزدہ غم بلیسی سے چھڑا دیا

کرم خدا کے ورود کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

دلون مین سمایا - خدا ہی تو ہے

نگاہون مین آیا خدا ہی تو ہے

عنایت ہے جس نے امید و نکالا

دلون مین لگایا خدا ہی تو ہے

طلب کر کے دنیا سے جسنے ہمین

گھر اپنا دکہایا خدا ہی تو ہے

جو اپنی ادا سے عنایات پر

خدائی کو بہایا خدا ہی تو ہے

مصیبت کو راحت سے بدلا دیا

جو لیون کام آیا - خدا ہی تو ہے

بدلتا ہے تصویر اندوہ دیاس

پلٹ دی جو کایا خدا ہی تو ہے

مجھے حسن نے مضطر پئے امتحان
تڑپتا بنایا خدا ہی تو ہے

جلوہ افروز رونمائی ہے
کبریا کی یہ کبریائی ہے

دلکو حسرت ہے اوسکے جلوے کی
اس طرح خواہش صفائی ہے

ہے وہ بیشک خدا خدائی کا
سب اوسی کی تو یہ خدائی ہے

آس ہے عالم اسیری مین
قید مین لذت رہائی ہے

حسن خوبان کا دیکھکر جلوہ
دل پکارا تری خدائی ہے

اوسکی امداد کام دیتی ہے
حسن فریاد نارسائی ہے

چھوڑ دو گلشن جہان مضطر
یہ چمن وقف بے نوائی ہے

تو لاریب پروردگار جہان ہے
یہ تیری زمین ہے ترا آسمان ہے

بری ہے تری ذات شرکت سے بالکل
الٰہی ترا کوئی ثانی کہان ہے

ادا ہو سکے کس سے توصیف تیری
نہ تاب بیان ہے نہ تاب زبان ہے

بقائے ابد ذات باقی ہے تیری
تو ہی تو ہے فانی یہ سارا جہان ہے

یہ پانی کی طاقت کہان تھی کہ چلتا
روان جب سے تو نے کیا ہے روان ہے

یہ اکدن مٹے گی اونہین رفتہ رفتہ
یہ دنیا غبار پس کاروان ہے

گرانا نہ قعر جہنم مین یارب
بہت تیز رفتار عمر روان ہے

آلہی مجھے استقامت عطا کر — قضا لینے والی مرا امتحان ہے

یہ عالم ہے اک خواب اور کچھہ نہین ہے — یہان ہوشیاری ہی خواب گران ہے

ہوا کو نہ تھا کوئی جنبش کا یارا — دوان جب سے کر دی ہے تو نے دوان ہے

شفا اپنے مضطر کو دے درد دل سے
تو ہی چارہ کار درد نہان ہے

کفیل جہانی خدا ہی تو ہے — جو دے زندگانی خدا ہی تو ہے

کرم خود نشان خدا ہی تو تھا — کرم کی نشانی خدا ہی تو ہے

بڑی ذات ہے اوسکی بھر کرم — بڑی مہربانی خدا ہی تو ہے

خوشی اوسکے غم سے مناتا ہون مین — مری شادمانی خدا ہی تو ہے

معاون غریبون کا ہر حال مین — دم سرگرانی خدا ہی تو ہے

مٹا دے جو فوراً دم التجا — غم جاودانی خدا ہی تو ہے

ہری ہونگی مضطر جلی کھیتیان
کہ دینے کو پانی خدا ہی تو ہے

تیری دھن مین ہوا کا جھونکا ہے — باغ عالم تجھی سے پھولا ہے

تیرا جلوہ ہے سب کی صورتمین — سب کے نقشون مین تیرا نقشا ہے

دیکھتی ہین تجھی کو سب آنکھین — سات پردون مین تیرا جلوا ہے

جب کسی سے تری جگہہ پوچھی — دل پکارا کہ مجھہ مین رہتا ہے

کھولے دیتی ہین راز یہ آنکھین
تو ہے معبود شک نہین اسمین
دونو آنکھین گواہِ وحدت ہین

تیرا پردا ہی کوئی پردا ہے
بندگی کی دلیل بندا ہے
کیونکہ دونو مین ایک جلوا ہے

اپنے مضطر کی چارہ سازی کر
دردِ دل سے بہت تڑپتا ہے

حسن کو مایۂ صد ناز دیا کرتا ہے
توہی انداز کو انداز دیا کرتا ہے

ہوش مین لانے کو آواز دیا کرتا ہے
سوز والون کو توہی ساز دیا کرتا ہے

فرصتِ رنج در انداز دیا کرتا ہے
دینے والا مجھے آواز دیا کرتا ہے

اچھی شکلون کو تو انداز دیا کرتا ہے
ناز اس کا ہے کہ تو ناز دیا کرتا ہے

مرغ جان کو پرِ پرواز دیا کرتا ہے
جب بلاتا ہے تو آواز دیا کرتا ہے

تونے ہی راز کی خاطر سے بنایا پردا
توہی پردے کے لئے راز دیا کرتا ہے

سازوالے تجھے تارونہین خبر دیتے ہین
سوزوالون کی خبر ساز دیا کرتا ہے

دلمین رکھنے کے لئے بات بنادی تونے
ایسے پردون کو توہی راز دیا کرتا ہے

دل کبھی چپ نہین رہتا مرے چپ رہنے سے
چپکے چپکے تجھے آواز دیا کرتا ہے

رہکے چپ مجھکو ترے راز کی باتون کا پتہ
بتکدے مین بتِ طناز دیا کرتا ہے

جز ترے عالمِ عبرت مین پکارے کس کو
ترا مضطر تجھے آواز دیا کرتا ہے

فرقِ عزت کو توہی تاج عطا کرتا ہے — حسن کو رتبۂ معراج عطا کرتا ہے
چشمِ دنیا کو توہی لاج عطا کرتا ہے — کل وہ لیتا نہین جو آج عطا کرتا ہے
گل پئے گلشنِ امید توہی دیتا ہے — زر پئے دامنِ محتاج عطا کرتا ہے
کھا رہی ہے یہ تری دی ہوئی روٹی دنیا — اپنی مخلوق کو تو ناج عطا کرتا ہے
جھولیان اپنے گداؤن کی نہ رکھین خالی — بادشاہون کو توہی راج عطا کرتا ہے
مرتبے تیرے ہی الطاف سے بڑھجاتے ہین — کاج والون کو مہا کاج عطا کرتا ہے
سبکی آنکھون سے بہاتا ہے غمون مین آنسو — اشک کو طاقتِ اخراج عطا کرتا ہے
تخت والون کو توہی تخت دیا کرتا ہے — تاج والون کو توہی تاج عطا کرتا ہے

آج وہ رات ہے مضطر کہ خداوند کریم
اپنے محبوب کو معراج عطا کرتا ہے

اوسکی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے — زیر بار کرم زمانا ہے
اوسکو پروا نہین عبادت کی — یہ تو اک رحم کا بہانا ہے
نقشِ ہستی مٹا کے ملتا ہے — اپنا کھونا ہی اوس کا پانا ہے
ہے مددگار اپنے بندون کا — کام اوسی کا تو کام آنا ہے

راہ عصیان سے بچکے چل مضطر
کیونکہ خالق کو منہ دکھانا ہے

تجھہ یہ زیبا ہے بادشاہی ہے — سب تری مملکت الٰہی ہے

آنکھ مین رنگ بھر دیے تُو نے
پُچھہ سپیدی ہے کچھ سیاہی ہے

کیون ڈرون نامۂ عمل سے مین
ثبت اسپر تری گواہی ہے

تیری موجون مین چین کرتے ہین
تو خبر گیر مرغ و ماہی ہے

کون دیکھے گا وہی دیکھے گا
یہ جو اے دل تری تباہی ہے

دہیان ہر دم ہے یا خدا تیرا
یاد ہر دم تری - الٰہی ہے

حشر مین وہ مٹائے گا - مضطر
کیا بڑی چیز روسیاہی ہے

نہ نظر وفا سے لگی رہے نہ نظر جفا سے لگی رہے
مین یہ چاہتا ہون کہ عمر بھر مری لو خدا سے لگی رہے

مین وہ زخمِ تیغِ مراد ہون جو سدا گلے سے لگا رہا
مین وہ گردِ کوچۂ عیش ہون جو سدا ہوا سے لگی رہے

مری آرزو ہے کہ اے خدا ترے دہیان سے مین ہون جدا
تیری یاد حالتِ عیش مین دلِ مبتلا سے لگی رہے

مری آرزو تو وہ چیز ہے جسے یاس سے رہے واسطہ
مری زندگی تو وہ لاگ ہے جو سدا قضا سے لگی رہے

مری زندگی کو نہ جوڑ تو مجھے اب خدا ہی پہ چھوڑ تو
یہ وہ چیز ہی نہین چارہ گر جو تری دوا سے لگی رہے

یہ اخیر وقت ہے دوستو مرے حق مین تم یہ دعا کرو

یہ جو لو ٹوٹتی ہے لگی ہوئی یہ لگی خدا سے لگی رہے

ہو مزا جو مضطر بینوا - مری خاک گور ہیں فنا
کسی تاج سر پہ پڑی رہے - کسی نقش پا سے لگی رہے

چاہتا ہے جسے اوٹھاتا ہے - مالک الملک ذات ہے تیری

بات بگڑی ہوئی بناتا ہے - بات والونمین بات ہے تیری

دن کو غنچے ترے چٹکتے ہین - شب کو تارے ترے چمکتے ہین

روز سورج کو تو اوگاتا ہے - دن ہی کہتا ہے رات ہے تیری

دیکھے حسن شباب کو پیری - تو ہی کرتا ہے سب خبر گیری

سب کے سب کام دل بناتا ہے - سب کی سب کائنات ہے تیری

دہر سے بے خبر نہین رہتا - تو خدا ہے کہ ہر نہین رہتا

کیون نہ ہو تیرا نام داتا ہے - کیون نہ ہو ایک ذات ہے تیری

داغ عصیان تو ہی مٹا میرے - کام بگڑے ہوئے بنا میرے

کیونکہ روتون کو تو ہنساتا ہے - ہر طرف التفات ہے تیری

بینوائی کے داغ دہوتا ہے - کام تیرے کئے سے ہوتا ہے

تیرا اقرار سب کو بھاتا ہے - بات یہ ہی کہ بات ہے تیری

ہوئے دونون جہان سے یکسو مضطر اوس سے لگا دل اپنا تو

اب کوئی دن مین تو ہی جاتا ہے زندگی بے ثبات ہے تیری

کفیلِ اہلِ جہان ہے خدائے پاک تو ہی
ترے ہی فضل سے راحت نصیب ہوتی ہے
تسلیان ترے اکرام سے ملین سبکو
تری مدد سے بھرے ہین تمام زخمِ جگر
بہارِ گلشنِ ہستی بنا ہے فضل ترا
یہ دے رہی ہے شہادت نگاہِ اہلِ جہان

معینِ غمزدگان ہے خدائے پاک تو ہی
طبیبِ دردِ نہان ہے خدائے پاک تو ہی
قرارِ قلبِ تپان ہے خدائے پاک تو ہی
علاجِ خستہ دلان ہے خدائے پاک تو ہی
سرورِ روح روان ہے خدائے پاک تو ہی
کہ ہر طرف سے عیان ہے خدائے پاک تو ہی

ہین تیرے نام پہ مضطر کے جان و دل صدقے
کہ مالکِ دل و جان ہے خدائے پاک تو ہی

رنگِ صد نقش تو ہی معنیِ تصویر مین ہے
ہر اثر تیری ہی رحمت سے دعاؤن کو ملا
ہاتھ واقف ہین جو لذت تری امداد مین ہے
کب کسی ناخنِ تدبیر سے کھل سکتی ہے
تھا محبت مین نمک پاشِ جراحت تو ہی
دل مین کرتا ہے تو ہی شوق شہادت پیدا

کار پردازِ قضا پردۂ تقدیر مین ہے
ہر دعا تیرے ہی افضال سے تاثیر مین ہے
پاؤن واقف ہین جو کھٹکا تری زنجیر مین ہے
تیری ڈالی جو گرہ رشتۂ تقدیر مین ہے
زخمِ دل میرے پکارے کہ تو ہی تیر مین ہے
جان دینے کا مزا خنجر و شمشیر مین ہے

اوسکی سرکار سے مایوس نہ ہو اے مضطر
تجھکو مل جائیگا جو کچھ تری تقدیر مین ہے

الٰہی تو نے لطفِ عیش غمخواری مین رکھا ہے
دلون کو کر کے پیدا ناز برداری مین رکھا ہے

چمن کی آرزو کنج قفس مین بند کی تو نے
رہائی کا مزا رسم گرفتاری مین رکھا ہے

ملائے ہین جفا کے جُز بہی رسم مہربانی مین
طریقہ دلبری کا طرۂ دلداری مین رکھا ہے

نشانِ مغفرت مل جائے گا اِس سے قیامت مین
بھروسا تیری رحمت کا گنہگاری مین رکھا ہے

علاج دردمندان ہے تری حکمت کا کیا کہنا
کہ پہلو تندرستی کا بہی بیماری مین رکہا ہے

کیا ہے نامِ الفت تو نے شمع حسن سے روشن
محبت کا بہی اِک طُرہ طرحداری مین رکہا ہے

مزا کچھ بہی نہ آئے گا گنہگارون کو دوزخ مین
سوا آتش کے اور کیا خاک بیچاری مین رکہا ہے

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے
جو آسانی کا پہلو تو نے دشواری مین رکہا ہے

مین کب مضطر طریق ترکِ اُلفت جان سکتا ہون

کہ اوس جلوے نے مجھکو نازبرداری مین رکھا ہے۔

جلوہ فرما توہی ہر جلوہ گہہ نازمین ہے
تیرے انداز کا انداز ہر انداز مین ہے

تیرے جلوے سے خدائی بہی بڑے ناز مین ہے
تیرے انداز سے یہ بہی اوسی انداز مین ہے

تیری دنیا ترے انداز سے انداز مین ہے
نازاسواسطے کرتی ہے کہ تو ناز مین ہے

تار بجتا ہے تو آواز تری آتی ہے
اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ تو ساز مین ہے

تو نے فریادمین کی رحم کی صورت پیدا
دردکا کیف لرزتی ہوئی آواز مین ہے

لئے پہرتی ہین پرندون کو ہوائین تیری
توہی اُڑ سکنے کی طاقت پر پرواز مین ہے

پردے والے کبہی پردے مین نہ رہتے لیکن
فقط اس بات کا چھپنا ہی کہ تو راز مین ہے

اک ترا رنگ ہی جلوت کدۂ رنگ مین ہے
اک ترا ناز ہی خلوت کدۂ ناز مین ہے

کیا سدا تو نے خدا ہی کو پکارا مضطر
دردمندی کا جو لہجہ تری آواز مین ہے

آفتین تو نے سر سے ٹالی ہین۔ تری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے
حسرتین دل کی سب نکالی ہین۔ تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے
خوفِ روز نشور کھویا ہے۔ داغِ عصیان دلون سے دہویا ہے
عزتین خلق کی بچالی ہین۔ تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے
تو نے بخشے گناہ عالم کے۔ کہو دئے داغ حسرت و غم کے
بگڑی باتین سبہی بنالی ہین۔ تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

سب کو دادِ مراد دیتا ہے - دردمندی کی داد دیتا ہے

اکب غریبون کے ہاتھہ خالی ہین - تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

تیرے الطاف کام آئے ہین - سارے خجل ترے لبائی ہین

تو نے جانین تنون مین ڈالی ہین - تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

بات پوچھی ہے دردِ فرقت مین - لی ہے تو نے خبر مصیبت مین

حالتین رنج مین سنبھالی ہین - تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

جانِ مضطر یہ ہے ترا احسان - تو نے بخشے ہین عیش کے سامان
دل کی پھانسین سبھی نکالی ہین - تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے

ہر طرح جان کا لینا ترے امکان مین ہے
گفتگو کرنے کی طاقت تو ہی انسان مین ہے
اب تو ارمان بھی میرا ترے ارمان مین ہے
حسن چہرون مین ہے اور طرزِ ادا شان مین ہے
تیرا جلوہ تو محبت کی ہر اک شان مین ہے
سب کی گردن پہ تری تیغ دھری رہتی ہے
جلوہ تیرا ہے کہ ہر شے مین نمودار ہے تو
اپنی رگ رگ مین تجھے مین نے بسا رکھا ہے

اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ تو جانین ہے
جسم دیتا ہے گواہی کہ تو ہی جان مین ہے
کیونکہ تو جان ہے اور جان مری جان مین ہے
جان خود بھی یہی کہتی ہے کہ تو جان مین ہے
غم تو ہی دل مین ہے اور درد تو ہی جان مین ہے
تیری چاہت کا بھی اک تار گریبان مین ہے
شان تیری ہے کہ تو سب سے بڑا شان مین ہے
جان اسواسطے لیلی ہے کہ تو جان مین ہے

مضطرِ خستہ جگر راہِ خدا مین مٹ جا

یون اگر جان کا دینا ترے امکان مین ہے

توہی بندون کو پیار کرتا ہے
چارۂ قلب زار کرتا ہے

ہین غضب بیقراریان اوسکی
جس کو تو بیقرار کرتا ہے

کردے میری بہی حالتین تبدیل
تو خزان کو بہار کرتا ہے

وہ گدا تخت و تاج پاتا ہے
جسکو تو شہریار کرتا ہے

تو تو مضطر مرے گا طیبہ مین
کیون تلاش مزار کرتا ہے

سارے رشتون کو توڑ دیتا ہے
اپنی مرضی پر چہوڑ دیتا ہے

سہل ہے دل کا جوڑنا تجہکو
کیونکہ شیشے کو جوڑ دیتا ہے

تیرے کانٹے ہین پہول سے اچہے
توہی چہالون کو پہوڑ دیتا ہے

تجہسے تن کر جہان چلا کوئی
اوسکی گردن مڑور دیتا ہے

دل اوٹھا لے جہان سے مضطر
یہ برے وقت چہوڑ دیتا ہے

سبکی حالت کا دیکھنے والا۔ عالم الغیب ایک توہی ہے

رنج و کلفت کا دیکھنے والا۔ عالم الغیب ایک توہی ہے

دل کی حالت سنبہالنے والا۔ دل کے کانٹے نکالنے والا

دل کی حسرت کا دیکھنے والا۔ عالم الغیب ایک توہی ہے

رنجِ ہجران کو ٹالنے والا - وصل کا ڈول ڈالنے والا
دردِ فرقت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

منہ کسی سے نہ پھیرنے والا - مٹ گئے پر اوبھرنے والا
کنجِ تربت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

دردمندون کا چاہنے والا - میری تیری نباہنے والا
جوشِ رقت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

خوابِ غفلت مین ٹھیلنے والا - نازِ دنیا کے جھیلنے والا
حالِ غربت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

سر کی آئی کو ٹالنے والا - سارے عالم کو پالنے والا
ہر مصیبت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

دو کو دس کر کے چھوڑنے والا - ایک سے دو کو جوڑنے والا
رنگِ کثرت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

سب کو دنیا مین ڈالنے والا - نامِ آدم نکالنے والا
اپنی وحدت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

بوجھ سر سے اوتارنے والا - نقشِ حسرت ابھارنے والا
اپنی قدرت کا دیکھنے والا - عالم الغیب ایک توہی ہے

جانِ مضطر کا پالنے والا - دُہول مین پھول ڈالنے والا

اوسکی حالت کا دیکھنے والا۔ عالم الغیب ایک توہی ہے

وہ دیتا ہے فوراً معافی خطا کی — اگر ہے توبس دیر ہے التجا کی

محبت مین سارا تپک کا مزا ہے — ضرورت نہین زخمِ دل کو دوا کی

یہ دنیا نمونہ ہے طرزِ ستم کا — خدائی ہے تصویر رسمِ جفا کی

بہروسہ کرے سانس کا کوئی کیونکر — یہ ایسی ہے جیسے کہ جنبش ہوا کی

وہی دادِ جوشِ جنون مجھکو دیگا — خدا دیکھتا ہے مری سینہ چاکی

دراحال شمعِ سحر سے تو پوچھو — جو سوزِ محبت سے شب بہر جلاکی

محبت مین یون جان دینا کہ مضطر
اوٹھے ہر طرف سے صدا مرحبا کی

یادِ حق آٹھ پہر اے دلِ ناشاد رہے — تاکہ مرنے پہ یہی نام تجھے یاد رہے

دل وہی دل ہے کہ جس دل مین تری یاد رہے — ہے وہی گھر جو ترے ذکر سے آباد رہے

خاک گلگشتِ چمن سے کوئی دلشاد رہے — چاندنی رات اندھیرے مین کسی یاد رہے

اون کو کیا قدر زمانے کی جو برباد رہے — یا الٰہی تری دنیا اونہین کیون یاد رہے

اے خدا دے مجھے توفیقِ عبادت اپنی — ایسا کردے کہ مجھے ایک توہی یاد رہے

اون سے کانٹون کی خلش پوچھے کوئی جاکر — گل جو وقفِ ستمِ گلشن ایجاد رہے

بیخودی اس مئے لیلی ہے کہ پوچہون تجھکو — بہول اسواسطے ڈالی ہے کہ تو یاد رہے

ہر گھڑی یاد کیا گنجِ قفس مین تجھکو — ہم تو ایامِ اسیری مین بہی آزاد رہے

ہندؤن نے بھی ہیوے سی نکالی صورت — بُت کو اسواسطے پوجا کہ خدا یاد رہے
دل مرا تیرے بہروسے پہ مگن رہتا ہے — کیا ضرورت ہے کہ آمادۂ فریاد رہے

مین چلا سوئے عدم چھوڑ کے دنیا مضطر
ایسے عالم مین رہون گا کہ جو آباد رہے

خدا تو ہے سب کا خدائی ہے تیری — تو ہے کبریا کبریائی ہے تیری
ضرورت بھی کیا جو پکارین کسی کو — ترا نام سچا دوہائی ہے تیری
یہ ہر مال اپنا پرایا ترا ہے — یہ ہر چیز اپنی پرائی ہے تیری
سیاہی مین ڈالی ہے تو نے سفیدی — کدورت کو حاصل صفائی ہے تیری
بڑی سی بڑی چیز یہ کہہ رہی ہے — بڑا تو ہے سب سے بڑائی ہے تیری

خدا کوئی ساماں کر دے گا مضطر
بڑی چیز یہہ بےنوائی ہے تیری

رسولون سے بھی تو نے سجدے کرائے — سبھی نے ترے سامنے سر جھکائے
سدا تو نے اپنے ہی رستے چلائے — اودہر سے تو بھیجے اودہر سے بُلائے
اندہیرے اوجالے کا مالک تو ہی ہے — ہمیشہ ہمین چاند سورج دکھائے
ہزارون کو راحت سے تو نے سُلایا — ہزارون سے راتون کو تارے گنائے
یہان داغ دل بے مٹائے مٹے ہین — ترا بحر رحمت بہا بے بہا سے
کمی تیرے دینے مین پڑتی نہین ہے — الٰہی تری دی ہوئی کون کہائے

ترے اضطراب محبت نے یارب
ہزاروں ہی مجھ جیسے مضطر بنائے

دردمندوں کے کلیجوں کی دوا ہے توہی
بیگمان مالکِ اربابِ وفا ہے توہی
کثرتِ عیش مین جینے کا مزا ہے توہی
رنج اسواسطے اچھا کہ توہی راحت ہے
پھول پتے سے عیان ہے تری قدرت یا رب
اوس طرف اپنی خدائیکا توہی مالک ہے

مرضِ حسرت و حرمان کی شفا ہے توہی
جس سے پوچھو یہی کہدے کہ خدا ہی توہی
موسمِ گل کی گلستان مین ہوا ہے توہی
درد اسواسطے بہتر کہ دوا ہے توہی
رنگ کی طرح سے پانی مین ملا ہے توہی
اس طرف اپنی خدائی کا خدا ہے توہی

دیکھتا کچھ نہین مضطر ترے جلوے کے سوا
اوسکی مشتاق نگاہون مین بسا ہی توہی

التجائین قبول کرتا ہے
دن کی صورت توہی دکھاتا ہے
توہی غم کو خوشی بناتا ہے
تو گھٹانے کو شورشِ عصیان
دل کے کانٹے نکال لیتا ہے
دفع توہی خیالِ عالم سے

محنتِ دل وصول کرتا ہے
مختصر شب کا طول کرتا ہے
دل کے کانٹے کو پھول کرتا ہے
اپنی رحمت شمول کرتا ہے
تو علاجِ ملول کرتا ہے
رسمِ طاعت کی بھول کرتا ہے

کارِ عالم کو کیا بقا مضطر

تو یہ سب کچھہ فضول کرتا ہے

زمانہ مجھے کیا سے کیا جانتا ہے — مگر دل کی حالت خدا جانتا ہے

مرا گھر اوسی کے بنائے بنے گا — جو بندون کی بگڑی بنا جانتا ہے

مرے غم کی حالت مرے دل کی حسرت — خدا دیکھتا ہے خدا جانتا ہے

تسلی ہمیشہ کو دیدے گا اکدن — مرا دردِ دل خود دوا جانتا ہے

ترے غم مین جسکو مزا آگیا ہے — وہ ہر عیش کو بے مزا جانتا ہے

خدائی خدا کو جو چاہے سو کہہ لے — خدائی کی باتین خدا جانتا ہے

مدینے مین ارمان نکلینگے مضطر
چل اوس تک جو حسرت مٹا جانتا ہے

خدائی کو اپنی توہی پالتا ہے — درختون مین دانا توہی ڈالتا ہے

ہین سب چپ مقیمانِ شہرِ خموشان — خدا ہی - فقط بولتا چالتا ہے

اگر دل پہ بیتے تو وہ ہی دوا دے — اگر سر پہ آئے تو وہ ٹالتا ہے

وہی بے طلب سبکو دیتا ہے روزی — زبردستیون سبکے گھر گھالتا ہے

عجب کیا مرا دم بچا لے جو مضطر
خدا جان جب پیٹ مین ڈالتا ہے

توہی سب انتقام لیتا ہے — عدل سے اپنے کام لیتا ہے

توہی جاتے کا روکنے والا — توہی گرتے کو تھام لیتا ہے

قابل شکر ہے زبان اوسکی
جو ترا دل سے نام لیتا ہے

رات دن ہے تری نظر سب پر
تو خبر صبح و شام لیتا ہے

عفوِ عصیان کے واسطے مضطر
راتدن تیرا نام لیتا ہے

واجبی انتقام لیتا ہے
تو تو گرتے کو تھام لیتا ہے

جو ہے وہ تیری یاد کرتا ہے
جو ہے وہ تیرا نام لیتا ہے

اسیے بیمار کو بچاتا ہے
وہ جو مشکل سے شام لیتا ہے

کام والون کو گھر بٹھاتا ہے
اور نکمون سے کام لیتا ہے

تیرا غمخوار کون ہے مضطر
مفت لوگون کے نام لیتا ہے

قادرِ بے مثال ہے۔ جل جلالہٗ وہی
مالکِ لایزال ہے جل جلالہٗ وہی

کاہش دل کا ٹیٹنا۔ امرِ اہم نہین اوسے
دافع ہر ملال ہے۔ جل جلالہٗ وہی

اوسکے کرم کی موجین۔ سارے گناہ بہہ گئے
حاکمِ ذوالجلال ہے۔ جل جلالہٗ وہی

جل جلالہٗ وہی۔ خنجرِ غم کی روک ہے
تیغِ ستم کی ڈہال ہے۔ جل جلالہٗ وہی

پوچھتا سبکی بات ہے جانتا سبکی گہات ہے
دیکھتا سب کا حال ہے۔ جل جلالہٗ وہی

اوسکے کرم سے زندگی۔ عیش مین تیر ہوگئی
صاحبِ صد نوال ہے۔ جل جلالہٗ وہی

مضطر ہین وا ترے۔ زخمِ جگر بہریگا وہ
صاحبِ اندمال ہے۔ جل جلالہٗ وہی

پرستش کے ارمان پورے کرائے
یہ دنیا فقط کہیں ہے چند روزہ
تو ہی ہے کہ شاموں کی صبحیں دکھائیں
کلی تو نے شاخوں کے اوپر لگائی
بنایا۔ مٹایا۔ بنایا
کدورت کی دم بھر مین صورت مٹائی

محمدؐ کے جلوے کو درجے دکھائے
مٹانے کو تو نے گھروندے بنائے
تو ہی ہے کہ موسم سے موسم ملائے
دیے تو نے طاقون کے اندر جلائے
ترے کام یارب سمجھ مین نہ آئے
صفائی کے دم بھر مین نقشے جمائے

خدا الٰہی مضطر کو توفیق دے تو
کہ طیبہ مین ہو پہنچے تو واپس نہ آئے

تری شوکتِ بادشاہی بڑی ہے
مرے دل کو تو بحرِ غم سے بچا لے
مین کیا عذر محشر مین تجھ سے کرونگا
ترا آبِ رحمت یہی کہہ رہا ہے

تری ذات بیشک الٰہی بڑی ہے
کہ کشتی ہے چھوٹی تباہی بڑی ہے
گناہون پہ تیری گواہی بڑی ہے
نہین مجھ سے کوئی سیاہی بڑی ہے

گناہون کا غم تیرا مضطر کرے کیون
عنایت تری یا الٰہی بڑی ہے

سبھی تو نے سامان مہیا کئے
ترے شاہد ذات ہین الخدا
خودی کب مٹی بے ارادی بھلا

جو پیدا نہین تھے وہ پیدا کئے
جو بیٹھے ہین پردون مین پردا کئے
خدا کب ملا بے تمنا کئے

الٰہی تری دین کا کیا حساب
تجھے ڈہونڈنے کیلئے چل بسے
بہت خوش اوٹہین گئے وہ محشر کیدن

رواں تو سے تھی یہ دریا کئے
جو تربت مین سوتے انہین پروا کئے
تاریخ فرقت جو چھپایا کئے

خدا کو تو مضطر نہ پایا - مگر
خدا کی خدائی کو دیکھا گئے

ذاتِ پاکِ خدا کا کیا کہنا - نقشبندِ دیارِ ہستی ہے
یہ اوسکی ہوا ہے جنبش مین - اوسکی بدلی ہی جو برستی ہے
اوسکا جلوہ کہان نہین پیدا - غور سے دیکھ اے دلِ شیدا!
دیکھنے کو نظر کی حاجت ہے - چشمِ نمناک کیون ترستی ہے
کھیتون کو وہی اوگاتا ہے - باغ مین پھول پھل لگاتا ہے
اوسکے بادل کی کالے ٹکڑون سے - نعمتِ جاودان برستی ہے
گو کہ دارِ محن ہے یہ دنیا - جز فنا اسمین کچھ نہین رکھا
تاہم اسکو بُرا نہ سمجھو تم - کیونکہ یہ بہی خدا کی بستی ہے
دیکھتا ہون جو بُت کی صورت کو - سوچتا ہون خدا کی قدرت کو
چاہتا ہون بتون کو مین لیکن - دل مرا محوِ حق پرستی ہے
موت انجامِ زندگانی ہے - ہر نشان وقفِ بے نشانی ہے
ہر ہنسی کی دلیل رونا ہے - ہر بلندی کے ساتھہ پستی ہے

میکدہ ہو تری محبت کا - اوسمین ساغر ہو جوشِ حسرت کا

دور دورہ ہو کیفِ وحدت کا - ہے تو یون لطفِ مے پرستی ہے

ایک ہی کو دکہا دیا جلوا - ایک ہی سے کلام کر بیٹہا

سبکو ہے رشکِ دیدۂ موسیٰ ساری دنیا تجہے ترستی ہے

بسکہ مضطر ہین اوسکا پیاسا ہون - کیفِ عشقِ خدا مین اوڑہا ہون

اسلئے آبشار رحمت سے - میری تربت پہ مے برستی ہے

تخمِ امید تو ہی بوتا ہے - تجہ پہ زیبا یہ باغبانی ہے

تیرے چاہے سے کام ہوتا ہے - ہر طرف تیری مہربانی ہے

رنجِ خاطر کو دور کرتا ہے - پاسِ راحت ضرور کرتا ہے

غم کے دفتر تو ہی ڈبوتا ہے - تیرے قبضے مین شادمانی ہے

بے ثباتی وجودِ عالم ہے - مٹنے والی نمودِ عالم ہے

اسمین آباد کون ہوتا ہے - تیری دنیا تو جائے فانی ہے

تیرا گلشن ہے گلشنِ ہستی - تو ہی مالک ہے یہ تیری بستی

تو ہی خارِ دوام کہوتا ہے - مالکِ تختۂ جہانی ہے

نخلِ ارمان تو ہی اوگاتا ہے اوسکے ثمرے تو ہی دکہاتا ہے

تیرے کرنے سے کام ہوتا ہے - سارے کامونکا تو ہی بانی ہے

سختیان تو مٹا تباہی کی - شرم رکہ میری عذر خواہی کی

دلِ مرا زار زار روتا ہے - آرزومندِ مہربانی ہے

مضطر اللہ پر نظر رکھ تو - کچھ توکل کا بھی مزا چکھ تو
مفت کیون بیقرار ہوتا ہے - ثمرۂ رنج شادمانی ہے

واغ دل تیرے سوا کون مٹا سکتا ہے
تو ہی بگڑی ہوئی تقدیر بنا سکتا ہے

اپنا جلوہ جسے آنکھون سے دکھا سکتا ہے
تو جو چاہے تو نگاہون مین سما سکتا ہے

جس طرح دشت کے دامن کو دیا ہے سبزہ
یونہین اوجڑی ہوئی بستی بھی بسا سکتا ہے

مہر روشن سے نکالی ہین شعاعین تو نے
ماہ کامل مین تو ہی داغ لگا سکتا ہے

تیری طاقت ہے کہ زندے کو بنا دے مردہ
تیری قدرت ہے کہ مردے کو جلا سکتا ہے

جس طرح حضرت آدم کا بنایا جوڑا
یونہین تو خار سے پھولون کو اوگا سکتا ہے

تو اگر چشم کرم میرے گناہون پہ کرے
ایک آنسو سے جہنم کو بجھا سکتا ہے

ہم ترا مال ہین دنیا مین جو چاہے رکھے
اور جو چاہے کہ نہ رکھے تو بلا سکتا ہے

مضطر اس درجہ گناہون سے پریشان کیون ہے
اپنے مالک سے کہان بھاگ کے جا سکتا ہے

سبھی تو نے سامان فراہم کئے
شجر رونق باغ عالم کئے

غمون مین گرائے کہ آنسو جو تھے
مہیا پئے چشم پُرنم کئے

مٹایا غمون کا دلون سے ہجوم
جو صدمے بڑھے تھے وہ سب کم کئے

بچایا ہزارون کو شمشیر سے
ہزارون تہِ تیغ بیدم کئے

سبھی داغِ دل کی دوا تونے کی — سبھی زخم ممنون مرہم کئے
غمی مین خوشی تونے ہنسنے کو دی — خوشی دیکے سامان ماتم کئے

ادا شکر مضطر سے کیا ہو سکے
کہ تونے تو احسان ہر دم کئے

منفعل ہونا گناہون سے ضروری بات ہے — یور پڑجائے اگر اِس سے تو پوری بات ہے
قول سچا ہے خدا کا اور سب باتین ہین جھوٹ — اوسکی پوری بات ہے سبکی ادہوری بات ہے
عیش یکساعت کی بہی فرصت نہین دیتا مجھے — یہ بہی کوئی اے غم ایام دوری بات ہے
یونہین جیتے جی مدینے کو ہے جانا لازمی — جس طرح اک روز مرجانا ضروری بات ہے
بہیج سکتا ہے مجھے جنت مین جیتے جی بہی تو — جان لینا کونسی ایسی ضروری بات ہے
بیکسی مین دیدیا سارے عزیزون نے جواب — صبر کیونکر ہو کہ وجہ نا صبوری بات ہے
لے چلا آخر مدینے کو دلِ اُلفت پسند — کیون نہ ہو صد آفرین پورونکی پوری بات ہے
آدمی کو چاہئے جو کچھ کہے پورا کرے — وہ زبان گونگی بہلی جسکی ادہوری بات ہے

روضۂ حضرت پہ چلکر مضطر اپنی جان دے
جیتے جی یہ کام کرنا بہی ضروری بات ہے

راستہ عشق و محبت کا نکالا تونے — درد کا لطف مری جان مین ڈالا تونے
جب گرا کوئی تو گرتے کو سنبہالا تونے — رہرو راہ کو لغزش مین نہ ڈالا تونے
پرتوہ خانۂ تاریک مین ڈالا تونے — کردیا گوشۂ مرقد مین اوجالا تونے

مرگیا وہ جسے چلنے پہ بڑا ناز ہوا
گر پڑا وہ جسے فوراً نہ سنبھالا تونے

چاند بھی ایک نمونہ ہے تری قدرت کا
کر دیا شب کے اندھیرے مین اوجالا تونے

طرزِ دلکش مری صورت مین نمایان کردی
حسنِ دلکش مری تصویر مین ڈالا تونے

یہ تو تقدیر کے کانٹے ہین جو لگ جاتے ہین
ورنہ پھوڑا نہ کبھی ایک بھی چھالا تونے

اوسکو فوراً ہی ترے دستِ قضا نے جھیلا
باغ سے توڑ کے جو پھول اوچھالا تونے

تیرے اکرام کا کیا شکر ادا ہو یارب
دامنِ نازمین مضطر کو ہے پالا تونے

عیش مین کاٹ دئے وقت ہمارے تونے
دن مصیبت کے بھی راحت سے گزارے تونے

تونے ہی دل سے مٹایا قلق و رنج کا داغ
سر سے بارِ غم و اندوہ اوتارے تونے

بھولے بھٹکون کو بیابان مین بتایا رستا
دیدئے عالمِ غربت مین سہارے تونے

موت کا نام حیاتِ ابدی رکھا ہے
سب وہ زندہ ہین محبت مین جو مارے تونے

دامنِ خاک کو پھولون سے نمائش بخشی
جڑ دئے دامنِ گردون پہ ستارے تونے

ہمنے خود اپنے ہی ہاتھون سے اوٹھائے پردے
ورنہ کھولے نہ کبھی عیب ہمارے تونے

جب ضرورت ہوئی مجھکو تو تجھے یاد کیا
کامِ خاطر مرے بگڑے تو سنوارے تونے

تیرے اکرام کا سینے پہ ہے سکہ بیٹھا
داغِ دل میٹ دئے ہین مری سارے تونے

یادِ خالق مین اب آگے کو بسر کر مضطر
دن وہ گنتی مین نہین ہین جو گزارے تونے

مرے داغِ عصیان مٹا دے آلہی
معافی کا ٹیکا لگا دے آلہی

ترے آسرے پر سسکتے ہین ہردم
مریضانِ غم کو شفا دے آلہی

قفس مین بسر ہو گئی عمر اتنی
مجھے بھی چمن کی ہوا دے آلہی

مری بیخودی نے مجھے کھو دیا ہے
تو ہی مجھکو میرا پتا دے آلہی

تڑپتا ہون مجھکو تسلی عطا کر
مین مرتا ہون مجھکو دوا دے آلہی

مٹا میرے دل سے خلش خارِ غم کی
مرادون کے پھل کا مزا دے آلہی

ابھی تک نہ قسمت سے پہونچا مدینے
مقدر سے مجھے دوسرا دے آلہی

گھرا ہون ہجومِ غم و آرزو مین
نکلنے کا تو راستا دے آلہی

جدھر آنکھہ ڈالون تجھی کو مین دیکھون
یہ غفلت کے پردے اوٹھا دے آلہی

شفاعت محمدؐ کی دیدار اپنا
یہ روزِ جزا تو جزا دے آلہی

پریشان و برباد پھرتا ہے مضطر
ٹھکانے سے اوسکو لگا دے آلہی

آدمی کو بیخطا بھی شغلِ زاری چاہیئے
خاک کے پتلے کو ہردم خاکساری چاہیئے

سبکو نافرمانیِ خالق سے ڈرنا ہے ضرور
تا زمانِ مرگ توبہ لب پہ جاری چاہیئے

ایک ادنی سی خطا پر حشر آدم کیا ہوا
ہر گھڑی ذکرِ پناہِ قہرِ باری چاہیئے

ہے تمامی دردمندون کا وہی فریادرس
اوسکے آگے التجا کے ساتھ زاری چاہیئے

شکلِ دریا کیا او بلنا قطرۂ ناچیز کا
ذرۂ بیقدر بنکر خاکساری چاہیئے

جب زبان پائی تو ہر دم چاہیے عذرِ گناہ
وقفِ احکامِ خداوندی زمانہ ہو تمام
بوجھ عصیان کا اگر رکہا تو غافل کیا کیا

اوسنے جب آنکھین لگادی ہین تو زاری چاہیے
صرفِ یادِ کبریائی عمر ساری چاہیے
بارِ احسانِ خدا گردن پہ بہاری چاہیے

اِس تڑپنے لوٹنے پر رحم کہاتا ہے وہی
مضطر اوسکی آرزو مین بیقراری چاہیے

توہی مالکِ شب و روز ہے - ترا دن ہے اور تری رات ہے
جو ہوا کرے ترا کام ہے - جو بنی رہے تری بات ہے
ترے آسرے پہ مٹا تھا مین - ترے آسرے پہ اوٹھا ہون مین
صفِ حشر آج ہے ایخدا - مری آبرو ترے ہات ہے
جو ہوئے ہین سب کے مکان پر - وہ ترے گئے ہوئے ذکر ہین
جو چڑہی ہے سبکی زبان پر - وہ تری کہی ہوئی بات ہے
مرے دل کا حالِ تباہ ہے - مری جان وقفِ گناہ ہے
ترے ہاتھ میرا نباہ ہے - ترے ہاتھ میری نجات ہے

تجھے دیگا مضطر بینوا سبھی لطفِ عیشِ ترا خدا
ترے دل کو چین نہ ہو کبھی یہ تو سب کے کہنے کی بات ہے

علاجِ غمِ جان گسل جانتا ہے
یہ ملنا بچھڑنا تجھی سے ہے نکلا

خدا ہے تو ہی حالِ دل جانتا ہے
جدا ہو کے بندون سے مل جانتا ہے

جو گذری ہے مجھہ پر وہ کس سے کہون مین
ترے علم مین بہید نار و ہوا کے
عجب چیز ہونگی ہے جسمون مین تو نے
اوسیکو مرا دل بنا دے الٰہی

جو بیتی ہے مجھہ پر وہ دل جانتا ہے
تو ماہیّتِ آب و گل جانتا ہے
نہ تن جانتا ہے۔ نہ دل جانتا ہے
جو غنچہ ہواؤن سے کہل جانتا ہے

مجھے تندرستی کی مغلط خبر کیا
دوا کا مزا دردِ دل جانتا ہے

سب کا وارث ہے تو ہی اور سب کا والی ہے تو ہی
جس نے باغِ عیش کی بنیاد ڈالی ہے تو ہی
دل کو حاصل ثمرۂ راحت ہے تیری یاد مین
موجبِ آرایشِ بزمِ خیالی ہے تو ہی
حاکمِ عالم ہے۔ عالم تیرا ممنونِ کرم
مالکِ دنیا ہے۔ دنیا جس نے پالی ہے تو ہی
تو نے رکہا پہول کے دامن کو کانٹون سے جُدا
پہانس جس نے قلبِ بلبل کی نکالی ہے تو ہی
سب کی اکدن ابتدا ہے سب کی اکدن انتہا
اے خدائے پاک اِن عیبون سے خالی ہے تو ہی
ہے بہروسہ سبکو تیرا رحمتِ پروردگار

روزِ محشر سب کی حامی بننے والی ہے توہی

صدمۂ عصیان دلون سے جس نے بیٹا ہے وہ تو

آفتِ عصیان سرون سے جسنے ٹالی ہے توہی

کی ہے بے مان باپ کے بچون کی تو نے پرورش

وارثِ مطلق کفیلِ خردسالی ہے توہی

حشر مین تو نے ہی رکھا پردۂ عصیانِ کار

جسنے بگڑی بات مضطر کی بنالی ہے توہی

رنگ تشہیر عزت تون مین ہے

اپنا پرتو ہے سب کی رنگت مین

امتیازات رنگِ قدرت ہے

لطفِ بیداری زمانہ ہے

رنگِ کثرت ہے عین وحدت مین

نامرادی ہے تیری عین مراد

دیکھا جاتا ہے سب نشانون مین

اپنی پہچان کے لئے یارب

حسن عزت کا شہر تونین ہے

اپنا اندازِ صورتون مین ہے

ساری ہیولونکی رنگتونین ہے

لذتِ خواب تربتون مین ہے

طرز وحدت کی نسبتون مین ہے

لطفِ انجام حسرتون مین ہے

نام تیرا سبھی پتون مین ہے

اختلافات صورتون مین ہے

اپنے مضطر کی لے خبر یارب

دیکھ وہ کیسی حالتون مین ہے

ترا نامِ پاک وکیل ہے - توہی سب جہان کا کفیل ہے
ترے سارے بندے ہین بیگمان - توہی سب کا ربِّ جلیل ہے
مرا آبِ چشمۂ آرزو - مری حسرتین ہی پیا کرین
پئے تشنہ کامِ مفارقت - ترے نام کی یہ سبیل ہے
ترے لطفِ پاک کا مستحق - مجھے میرے بخت نے کردیا
مین ہوا گناہون مین مبتلا - یہ ترے کرم کی دلیل ہے
ترے کارخانۂ دہر سے - یہ ملا ہے حصۂ جانستان
کہ جو دل مین رنج کی پھانس ہے - تو جگر مین درد کی کیل ہے
تجھے مفت مضطر بینوا - غمِ روزِ حشر ہے اس قدر
بڑی ذات تیری شفیع ہے - بڑی ذات تیری کفیل ہے

مریضون کو توہی دوا دے رہا ہے
خبر لے رہا ہے شفا دے رہا ہے
حسینون کو طرزِ ادا دے رہا ہے
ترا رنگِ قدرت مزا دے رہا ہے
چمن زارِ دنیا کا مالک ہے توہی
بہارون کو لطفِ فضا دے رہا ہے
ترے دین کا کیا ٹھکانا ہے یارب
سزاون کے بدلے جزا دے رہا ہے
گلون کو کھلاتا ہے شاخون مین توہی
نہالون کو کیا کیا ہوا دے رہا ہے
تری آس سب کو سنبھالے ہے یارب
ترا آسرا آسرا دے رہا ہے
کھٹک دل کی مٹنے کی قابل نہین ہے
ترا دردِ الفت مزا دے رہا ہے

بڑا لطف بخشتا ہے رسم محبت	تجھے سب زمانہ دعا دی رہا ہے

نرے عیش و راحت کے دنیا مین مضطر
مین کیونکر نہ یون حب خدا دے رہا ہے

واقعی ڈرنے کی شے ہے شان قہاری تری	جان لینے کیلئے تلوار ہے کاری تری
پرسش عصیان سے یارب تو ہمین محفوظ رکھہ	حشر مین لائی ہے امید طرفداری تری
اپنا جلوہ راہ چلتے تو نے ہی دکھلا دیا	حضرت موسیٰ نے کب کی تھی طلبگاری تری
دو دو چیزین ہین ہماری پاس تیری یاد کو	آنکھ مین آنسو ہین تیرے دل کو بیماری تری
دل مین تھوڑا سا تعلق ہو تو آتا ہے مزا	تندرستی سے کہین اچھی ہے بیماری تری
تجھکو خالق جانکر پوجا ہے سب نے ہر طرح	کی تری مخلوق ہی نے نازبرداری تری

وجہ بخشش اہتمام یادرب ہو جائے گا
حشر مین کام آئیگی مضطر یہ تیاری تری[۵]

کیا زبان وصف ترا ادا ورد زار کرے	اُسکی طاقت کہ تری مدح کے اذکار کرے
کام اُڑ جائے تو نکلے تری امداد سے کام	بہکی ٹوٹی ہوئی کشتی کو تو ہی پار کرے
ہے نظر وہ جو ترا جلوہ وحدت دیکھے	ہے زبان وہ جو تری ذات کا اقرار کرے
کسکو معلوم ہے پوشیدہ مرض کی حالت	وہ تو ہی ہے کہ دوائے دل بیمار کرے
جسکو چاہے قلق و رنج سے آزادی دے	جسکو چاہے غم عصیان سی سبکبار کرے

۵ اشارہ اہتمام محافل نفشہ سے ہے۔ جو سالانہ ہوا کرتی ہین۔

فیصلہ حجتِ آلام کا ہوتا ہے ابھی
دل سے گر کوئی ترے نام کی تکرار کرے

تیرے محبوب پہ عاشق ہے خدائی تیری
اوسپہ جانین ہین تصدق جسے تو پیار کرے

غرقِ بحرِ غم و اندوہ ہے مضطر تیرا
پار تب جا کے پڑے گی کہ تو ہی پار کرے

اپنی حکمت کی ادا راز مین ڈالی تو نے
دلربائی کی کشش ناز مین ڈالی تو نے

اپنی آواز کی لے ساز مین ڈالی تو نے
بات پردیکی بڑے راز مین ڈالی تو نے

خوبیٔ حسن ہر اک ناز مین ڈالی تو نے
بڑے انداز سے انداز مین ڈالی تو نے

دردمندی کی صدا ساز مین ڈالی تو نے
کیا لگاوٹ ہے جو آواز مین ڈالی تو نے

اک نیا رنگ ہر اک ناز مین تو نے ڈالا
اِک نئی بات ہر انداز مین ڈالی تو نے

بات کو جلوۂ صد ذکر سے شہرت بخشی
اور کبھی پردۂ صد راز مین ڈالی تو نے

اپنے ہی ناز سے سب ناز کئے ہین پیدا
شان انداز سے انداز مین ڈالی تو نے

رحم کے دل کی گرہ کھول کے رکھہ دیتی ہی
جو صدا درد کی آواز مین ڈالی تو نے

سب کے دل کھینچنے مقصود تھے اپنی ہی طرف
یہ سبب تھا کہ کشش ناز مین ڈالی تو نے

بات ہی سنتے ہین تیری تجھے دیکھا کس نے
ہے اوسی راز مین جس راز مین ڈالی تو نے

تیرے جلوے پہ وہ پہلے ہی مٹا بیٹھا تھا
جان کیون مضطرِ جانباز مین ڈالی تو نے

تری آرزو کام آنے کو ہے
تمنا تری سب زمانے کو ہے

مٹا دل کی حسرت کو یارب توہی
الٰہی مرے دل پہ پانی چھڑک
مرا دم نکلنے کو ہے اے خدا
الٰہی مقدر کو تو آزما
مجھے اپنی رحمت سے توہی سنبھال

مجھے حسرت دل مٹانیکو ہے
یہ سوز نہان جی جلانیکو ہے
یہ شمع سحر جھلملانیکو ہے
مقدر مجھے آزمانیکو ہے
وہ رشتہ ہون جو ٹوٹ جانیکو ہے

ہر و سابقا کا ہے مضطر فضول
کہ اکدن فنا کل زمانے کو ہے

موسم گل تجھی سے ہی فصل خزان تجھی سی ہے
ہے یہ تجھی سے لی ہوئی ہی یہ تری ہی دی ہوئی
عیش ازل کی صبح کو کیف خوشی تجھی سی تھا
توہی ہے رونق زمن - توہی ہی زینت چمن
تونے ہی ساز زندگی - مجکو دئے ہین اے خدا
خالق جملہ خلق ہے - اسمین نہین ہی شک ذرا

عشق و ہان تجھی سے تھا لاگ یہان تجھی سی ہے
میری زبان تجھی سے ہی میرا بیان تجھی سی ہے
شام ابد کی رات مین خواب گران تجھی سی ہے
عیش مکین تجھی سے ہی حسن مکان تجھی سے ہے
سب کے یہان کسی سے ہو میرے یہان تجھی سی ہے
ساری جہان مین ہی توہی - سارا جہان تجھی سی ہے

جان حزین تجھی سے ہی مضطر زار زار کی
مضطر زار زار کا - قلب تپان تجھی سی ہے

تیری قدرت ہی سی گلشن مین فضا رہتی ہی
میرے دل مین گل امید کھٹکتے کیون ہین

رات دن جبین سے ہو لو مین ہوا رہتی ہے
خلش خار تو پہلو سے جدا رہتی ہے

اس طرح ہے ترے مالک کو مری دل کا خیال
وہ مروّت جو بُرے وقت مین دیتی ہو مدد
جو رہِ عشقِ الٰہی مین فنا ہوتے ہین
بسکہ ہین شانِ الٰہی کے نمونے یہ لوگ

جس طرح درد کی فکر دلون مین دوا رہتی ہے
یاد دلدار نظر اُن مین وفا رہتی ہے
اونہین مست کرے ہی وہی بوے وفا رہتی ہے
مرتے مرتے بھی حسینون مین ادا رہتی ہے

اب کہو کس سے وہ امید کرے دنیا مین
جان کم بخت یہی مضطر سے خفا رہتی ہے

وہ ستار ساری خطاؤن کا ہے
مرادون کے دامن اوسی نے بہرے
اوسی نے تو رکھا طلب کا وقار
مرا کیا بنا لینگے امراضِ غم
زمانے سے اے دل محبت نہ کر

وہ دور کرنیوالا بلاؤن کا ہے
وہ پہل دینے والا دعاؤن کا ہے
اوسی سے بھرم التجاؤن کا ہے
گرہ وہ دینے والا دواؤن کا ہے
یہ تماشا برے بیوفاؤن کا ہے

وہی دیگا مضطر کو صبر و قرار
شہنشاہ اپنے گداؤن کا ہے

سچ ہے قدرت تری نرالی ہے
کر کے شاداب سوکھی شاخون کو
تیری رحمت نے حشر مین یا رب
جب مین آیا تو ہاتھ خالی تھا

تو نے مٹی مین جان ڈالی ہے
تو نے کونپل ہری نکالی ہے
بات بگڑی ہوئی بنالی ہے
جب مین اوٹھا تو ہاتھ خالی ہے

اسمین کیا دل لگا کے ہم بیٹھین — کیونکہ بزم جہان خیالی ہے
میری آفت بہی ٹال دے یارب — تو نے آئی سبھی کی ٹالی ہے

کیون ہے جینے کا آسرا مضطر
یہ تو اک امر احتمالی ہے

صحرا مین غریبون کا نگہبان وہی ہے — مشکل جو کرے وقت پہ آسان وہی ہے
بیشک مرا مالک مرا ایمان وہی ہے — مین اوسکا گدا ہون مرا سلطان وہی ہے
راحت کا غم و درد مین سامان وہی ہے — یہ جان ہے کیا چیز مری جان وہی ہے
عیسیٰ کے تکلم کے لئے روح وہی تھا — موسیٰ کی نگاہونکے لئے شان وہی ہے
امداد ہے درکار برے وقت مین اوسکی — کرنے کو برے وقت مین احسان وہی ہے
رکھتا ہے وہی پردۂ ناموس زمانہ — سینے کو خدائی کا گریبان وہی ہے

جو اپنی خدائی کی نگاہون مین سمایا
میرے دل مضطر کا یہی ارمان وہی ہے

داروے درد دل بیمار ترے ہاتھ ہے — تو ہے مالک چارۂ آزار ترے ہاتھ ہے
عرصۂ حشر مین سب کی بات پوچھیگا تو ہی — دل جلون کی گرمی بازار ترے ہاتھ ہے
ہان تو ہی بخشیگا مجکو اپنے لطف خاص سے — اے مرے مالک مرا اقرار ترے ہاتھ ہے
غنچۂ دل کو خداوندا کھلائیگا تو ہی — خوبی رنگ گل گلزار ترے ہاتھ ہے
کون پوچھیگا بھلا میدان محشر مین مجھے — میری عزت داور دادار ترے ہاتھ ہے

سب نے اپنے سر تری راہِ رضا مین رکھہ دئے
جسکو چاہے کاٹ دے تلوار تیرے ہاتھ ہے

اپنے مضطر کی بہی یارب لاج رکھیگا توہی
اوسکے دل کا زخم دامن دار تیرے ہاتھ ہے

سب سے بہتر پناہ تیری ہے
دل فزا رسم و راہ تیری ہے

زینتِ باغ دہر ہے تجہہ سے
طلعتِ مہر و ماہ تیری ہے

سبکی نظرین اوسی پہ پڑتی ہین
جس پہ یارب نگاہ تیری ہے

چاہ والون مین حُسن ہے تیرا
حسن والون کو چاہ تیری ہے

تیرے پہندے دلو پہ پڑتے ہین
سبکی زلفِ سیاہ تیری ہے

تیرے عاصی بخیت ہین بالکل
آس وقتِ گناہ تیری ہے

مضطر اللہ اسکو میٹے گا
یہ جو حالت تباہ تیری ہے

تری دیدِ حُسن و جمال کی کوئی آنکھہ تاب نہ لا سکی
جو اوٹھی تو اوٹھکے نہ پھر سکی - جو گئی تو جاکے نہ آ سکی

نہ تو مین مٹا نہ ہوس مٹی - نہ تو یون ہوا نہ تو وون ہوا
مری آرزو بہی یونہین رہی - کہ نہ مٹ سکی نہ مٹا سکی

مری بیکسی کو تو دیکھنا - شبِ غم مین کچہہ بہی نہ ہوسکا
نہ مین اوسکا ہاتھ ہٹا سکا - نہ وہ میرا ہاتھ ہٹا سکی

وہ وہین رہا یہ یہین رہی۔ یہ یہین رہی وہ وہین رہا

نہ خدا خدائی سے مل سکا۔ نہ خودی خدائی مین آسکی

دیا ساتھ مضطر بینوا۔ نہ اخیر وقت یہ عمر نے
نہ ہمین کچھہ اس کا بنا سکے۔ نہ یہ کچھہ ہمارا بنا سکی

دیر کیا لگتی ہے دیتے گل مقصود تجھے
سب کے سر جھکنے لگے جان کر مسجود تجھے
آجتک کوئی نہ سمجھا کبھی محدود تجھے
تیرے ملنے کا نہ ملنے سے پتا چلتا ہے
پردہ کہتا ہے تجھے راز نہفتہ یارب
جلوتِ عام مین آنکھین تجھے کہتی ہین مقیم
جب کبھی میری خرابی کی بنا پڑتی ہے
جب سے مین تھک کے تری راہ مین آبیٹھا ہون

ہر زبان عقدہ کشا کہتی ہے معبود تجھے
کیون کہ رشتۂ رگ گردن سے ہے معبود تجھے
غائبانہ یہی کہا کرتے ہین موجود تجھے
کہہ رہا ہے یہ نہ ہونا ترا موجود تجھے
جلوہ کہتا ہے ترا شاہد و مشہود تجھے
خلوتِ خاص مین دل کہتے ہین موجود تجھے
یاد کرتی ہے وہین صورتِ بہبود تجھے
ڈھونڈھتے ہین مرے بدلے مرے مقصود تجھے

ہے رویہ یہی دُنیا کا جو آیا سو گیا
مضطر اس بات کا کیون ہی غم بیسود تجھے

عذرِ عصیان قبول کرتا ہے
دلکی پھانسین نکالتا ہے تو
کامیابی کے باب کھولے ہین

دار و ئے ہر ملول کرتا ہے
توہی کانٹون کو پھول کرتا ہے
تو دعائین قبول کرتا ہے

ہر چمن کی بہار ہے تجھ سے — توہی غنچون کو پھول کرتا ہے
کاٹتا ہے شبِ مصیبت تو — مختصر توہی طول کرتا ہے
سبکو دیتا ہے دادِ غم توہی — سب کی محنت وصول کرتا ہے

فکر عقبیٰ مین کر بسر مضطر
رنج دنیا فضول کرتا ہے

زیب ہے تجھ پر یہ غیب دانی ہے — ہر طرف تیری حکمرانی ہے
آتشِ غم سے تیری جلتا ہے — وہ کلیجا جو پانی پانی ہے
کوئی پوچھے تری زمینون سے — جو ترا دورِ آسمانی ہے
کون کس کی زبان پکڑے گا — سب کے منہ اور تری کہانی ہے
یہ ہوا ہے تری ہواؤن مین — تیری موجون مین تیرا پانی ہے
تو کسی پر ستم نہین کرتا — تو تو مہر و وفا کا بانی ہے
توہی بخشے تو بخشدے یارب — میری محنت تو دھول دھانی ہے
روح اک تیرا حکم ہے ورنہ — آدمی ایک بوند پانی ہے

مضطر اب کچھ وہان کی فکر نہ کر
چند روزہ یہ زندگانی ہے

آگ کو کر دیا چمن - رحمتِ کردگار نے — دورِ خزان کا یہ بھیڑا - لوٹ لیا بہار نے
سبزۂ تر نے کر دیا - سبز طراز دشت کو — عیبِ خزان چھپا لیا - دامن کو بہار نے

بجھہ گئی سب لگی ہوئی - کٹ گئی سب پڑی ہوئی
کان بھرے سرور کے - اپنی صدائے ناز سے
کٹ گئی رنج کی گھڑی مٹ گئی سب اڑی پڑی
کشتی صد مراد دل خیر سے پار لگ گئی

دفتر غم بہا دئے - موجۂ آبشار نے
نغمۂ عیش چھیڑ کر ساز طرب کے تار نے
رات سرور و عیش کی - آگئی دن گزار نے
بار الم بہا دیا - آب کرم کی دھار نے

جب سے خدائے پاک پر - تکیہ مدعا کیا
چھوڑ دین بیقراریان مضطر بیقرار نے

نہین روک کچھہ بھی تری مرضیونکی
اُلوالعزم تیرے مٹائے مٹے ہین
مرے دل کی نوحون کو لوگون نے لکھا
مرے آنسوؤن کی تو ہی لاج رکھنا
وہ غم تو نے بخشے ہین یارب کہ جن سے
وہ بیٹھے قیامت مین درکار ہونگے
یہان رہکے لوگون کو بچھڑے ہی رکھا
فقط اک تری یاد بھی ایسی دیکھی

خبر لے رہا ہے مرونکی جیون کی
کہین گور تک بھی نہین نامیونکی
کتابین بنائی گئین مرثیون کی
اوتر جائیگی آبرو موتیون کی
کلیجون مین توکین جنہین برچھیونکی
ضرورت ہے ہر ہاتھ کو انگلیونکی
پڑا انکو مین جلتے آگ بیٹیون کی
ضرورت نہین جسمین پابندیونکی

سب اک دن عدم جانے والے ہین مشفق
محبت نہ کر ایسے پردیسیون کی

یاس مین قطرۂ تدبیر دیا کرتا ہے
آہ مظلوم مین تاثیر دیا کرتا ہے

کیا ٹھکانا ہے تری دین کا دینے والے
اپنے بھک منگون کو اکسیر دیا کرتا ہے

دیکھکر خواب ترے وصل کا جہانگیر ہین کنوین
اوس سے ملنا تھا جو تعبیر دیا کرتا ہے

کیون نہ ہون اپنے تصور کا مین ممنون کرم
یہ تو مجھکو تری تصویر دیا کرتا ہے

وہ تو اللہ ہی نے قسمت کے نوشتے لکھے
ورنہ کسکو کوئی تحریر دیا کرتا ہے

بیڑیان بھی مرے پیرونمین اوسی نے ڈالین
سبکی گردن کو جو زنجیر دیا کرتا ہے

آجتک کوئی جواب اوسکو نہ لکھا ہمنے
لکھکے جو نامۂ تقدیر دیا کرتا ہے

نہین دینے کو مجھے خاک کی چٹکی بھی امیر
اوس سے مانگون گا جو اکسیر دیا کرتا ہے

آپکا ابروئے خمدار ہدینے والے
مست کے ہاتھ مین شمشیر دیا کرتا ہے

کہدو عیسیٰ سے کہ کچھ سیکھ کے آئین اوس سے
جو دوائے دلِ دلگیر دیا کرتا ہے

دلِ مضطر بھی کسیدن وہ کرے گا روشن
شمعِ سوزان کو جو تنویر دیا کرتا ہے

خبر لے تو ہی یا الٰہی مری
ستاتی ہے مجھکو تباہی مری

تو ہی ابرِ رحمت سے منہ میرا دھو
بہت بڑھ گئی روسیاہی مری

ہر اک سال موسم بدلتا ہے تو
یہ حالت بدل یا الٰہی مری

ترے پاس آنے کو تیار ہون
قضا کیون کرے سربراہی مری

الٰہی مین ہون تیرا ادنیٰ گدا
ترا وصل ہے بادشاہی مری

یہ محشر کا دن اور یہ بازپرس
یہان لاج رکھے خدا ہی مری

مرے سر پہ مضطر لدے ہین گناہ
اوتارے گی کیا بے گناہی مری

چاہتا ہے جسے دم بھر مین ملا دیتا ہے
بے ٹھکانون کو ٹھکانے سے لگا دیتا ہے

تو ہے جو گوشۂ تربت مین ہوا دیتا ہے
شمع کی لاگ کو پردے مین بجھا دیتا ہے

اپنی چاہت کا مزا سبکو چکھا دیتا ہے
درد دل تو نہین دیتا ہے دوا دیتا ہے

مٹ کے بھی مین ترا ارمان کیا کرتا ہون
ذرہ ذرہ مری مٹی کا صدا دیتا ہے

ایسی طاقت ہے تجھی کو کہ لگاتا ہے توہی
ایسی قدرت ہے تجھی کو کہ بجھا دیتا ہے

یہ عدم بھی ہے الٰہی تری ہستی کی دلیل
یہ نہ ہونا ترے ہونے کا پتا دیتا ہے

اِس جہان مین جسے کوئی نہین دیتا مضطر
ہمنے دیکھا ہے کہ ایسے کو خدا دیتا ہے

بانیِ کُل جہان ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے
مالکِ ہر مکان ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے
ہوگا وہی جو تو کرے۔ سب یہ تری زمین ہے
حاکمِ آسمان ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے
وقتِ اخیر ہر دوا۔ کہہ گئے یہ سب بے اثر ہوئی
مالکِ قلب و جان ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے
ہوگا وہی جو تو کرے۔ تیری نگاہ سب پہ ہے

کیا ہین کہون کہان ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے

کوئی قضا کو روک لے۔ ایسی مجال ہے کسے

دافع دردِ جان ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے

مضطرِ زار کو بھلا۔ کون سجھائے راستا

مالکِ کاردان ہے تو۔ ہوگا وہی جو تو کرے

رمزِ انجام کہہ ریا جانے
شاخ لطفِ ثمر کو کیا سمجھے
اوس سے پوچھو مزا محبت کا
انقلابون کا حال جب پوچھا

اوسکی حکمت کو کوئی کیا جانے
نکہتِ گل کو کیا صبا جانے
جو کوئی لذتِ وفا جانے
عالمِ تین بول اوٹھین خدا جانے

لطفِ غم پوچھ جانِ مضطر سے
لذتِ درد مبتلا جانے

سچ ہے جو چاہتا ہی کرتا ہے
ہین تو اوسکو خدا سمجھتا ہون
کھول دیتا ہے رنج کی گانٹھین
خارِ الفت ہے سینۂ زوری پر
اوسکی راہِ رضا کا کیا کہنا
بحرِ الفت ہے اور دل میرا

کرنے والا ہے کر گذرتا ہے
جو نہ سوتا ہے اور نہ مرتا ہے
عیش کی جھولیون کو بھرتا ہے
دلکا چھالا عبث اوبھرتا ہے
کوئی جیتا ہے کوئی مرتا ہے
دیکھین کس گھاٹ پار اُترتا ہے

ہے اوسی کا توپہول مین جلوا | رنگ بنکر وہی نکہرتا ہے

اسکو بالکل بقا نہین مضطر
کیون تو اس زندگی پہ مرتا ہے

یا دِ ربِ انام ہوتی ہے | لا کلامی کلام ہوتی ہے
طرزِ عیشِ قدیم پڑتی ہے | شکلِ عیشِ دوام ہوتی ہے
پہر سرورِ طرب کا وقت آیا | پہر وہی فکر جام ہوتی ہے
پہر وہی دن ہین اور وہی راتین | صورتِ اہتمام ہوتی ہے
دورِ نظم ثنائے باری ہے | طرز صد انتظام ہوتی ہے
اب کہان دور دورِ ناکامی | ناتمامی ۔ تمام ہوتی ہے

دن بہت کم ہے اور منزل دور
مضطر اب چل کہ شام ہوتی ہے

تجہے سب خدائی خدا جانتی ہے | تجہی کو دلی مدعا جانتی ہے
دمِ نزع دی جان کسطرح تجہہ پر | مرا حال کیا تہا قضا جانتی ہے
چمن کا اوجڑنا خزان ہی سمجہتی | گلون کا بکہرنا ہوا جانتی ہے
خدائی خدا تجہکو کہتی ہے اپنا | خودی ہی تجہی کو خدا جانتی ہے

بسا چلکے ملکِ عدم ابتو مضطر
یہ دنیا تو تجہکو برا جانتی ہے

خدا کا قہر ہی گویا بلائے آسمانی ہے
جسے کہتے ہین پیری - داغِ ایامِ جوانی ہے
یہی جانِ حزین جو تن مین ہی اکروزجانی ہے
دلین اکروز مٹنے کی وجودِ زندگانی ہے
مین ایسا خوگرِ رنج والم دنیا مین آیا ہون
یہان تو بوریا بستر اوٹھا کر جانیوالے ہین

کبھی ٹالے نہین ٹلتی یہ ایسی ناگہانی ہے
گلون کا رنگ سب نقشِ بہارِ زندگانی ہے
قضا کی رونمائی سب کا نقدِ زندگانی ہے
کبھی اوڑنے مین مٹی ہے - کبھی بہنے مین پانی ہے
کہ مجھکو ہر خوشی کیساتھ رنجِ شادمانی ہے
وہ دنیا مین رہی جسکو غرورِ زندگانی ہے

نہ پھینکو دامِ مضطر - کیا ملیگا دہر فانی مین
کہ اس بازار مین جنسِ محبت کی گرانی ہے

لگائی ہے تو نے تجھی سے لگی ہے
غمِ کاوشِ دل کرون کیا نہ ورت
تری راہ مین موت آئے تو جانون
دل و جان تصدق ہین شکلِ نبی پہ
فقط تو رہا ہے - فقط تو رہے گا
اندھیرے مین کل بھول جاتا نہ سنا

تری آرزو حاصلِ زندگی ہے
تو ہی اسکو مٹے گا تو نے ہی دی ہے
نہ اب کچھ دنون کے لئے زندگی ہے
گردون بگاڑے ہین تب یہ بنی ہے
سدا کسکی رہتی ہے کسکی رہی ہے
یہان چار دن کی فقط چاندنی ہے

کرو ان زندگی ختم یادِ خدا مین
مرے دلمین مضطر ہی اب ٹھنی ہے

جان قربانِ لطفِ باری ہے
کیونکہ خوبی اوسی مین ساری ہے

جب کوئی کام آکے اڑکا ہے
وہ کوئی اور ڈھونڈھ لین خالق
دیکھین محشر مین کیا نبٹتی ہے
وہ ہی باقی مری گذارے گا
ہین تسلی کا لطف کیا جانون
ایک دن موت کو بھی مرنا ہے
سبکو یکسان کبھی نہین دیتا

ساری دنیا اوسے پکاری ہے
اوس سے جن جن کو جان پیاری ہے
سر پہ بار گناہ بھاری ہے
جسنے اتنی مری گذاری ہے
میرا حصہ تو بیقراری ہے
موت بھی زندگی سے ہاری ہے
یہ بھی اک شان کردگاری ہے

ہوکے ہلکا یہان سے چل مضطر
گور کی پہلی رات بھاری ہے

زہے شان قدرت کبریا۔ جو نہ دید ہے نہ شنید ہے
وہ کرم زمانے پہ کر دیا۔ جو نہ دید ہے نہ شنید ہے
نہ عطا کا اوسکی حساب ہے۔ نہ سخا کا اوسکی جواب ہے
جو کرم کیا بھی تو وہ کیا۔ جو نہ دید ہے نہ شنید ہے
غم جان بلبل زار کو۔ نظر کرم سے مٹا دیا
رگ گل سے چاک جگر سیا۔ جو نہ دید ہے نہ شنید ہے
سب اوسیکے رشحہ فیض سے۔ ہوئی سبز گلشن آرزو
شجر وفا کو ثمر دیا۔ جو نہ دید ہے نہ شنید ہے

وہی مالکِ طبقِ زمین - وہی حاکمِ فلک برین

ہے سُہاگنون کا وہی پیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

مرے دل نے اوسکے خیال مین - شبِ عیش یونہین گزار دی

غم و درد مین وہ مزا لیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

سوے طیبہ مضطرِ زار چل - کہ وہین کی موت ہے زندگی
وہ ہے مسکن شہ انبیا - جو نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

یہان کی نشانی کہانی سی ہے
یہ سب زندگانی کہانی سی ہے

ہماری حکایت سنے بھی تو کون
ہماری زبانی کہانی سی ہے

مین اُفتادِ عالم کا غم کیا کرون
کہ یہ ناگہانی کہانی سی ہے

فلک یون نہ دے تو تسلی مجھے
تری مہربانی کہانی سی ہے

نہ کر حسنِ صورت پہ غافل غرور
یہ ساری جوانی کہانی سی ہے

جہان مین خوشی کا نتیجہ ہے غم
یہان شادمانی کہانی سی ہے

سُنے کون مضطر تری حالتین
یہ ساری کہانی - کہانی سی ہے

تجھ پہ موزون یہ بادشاہی ہے
سب کا مالک تو ہی آلہی ہے

تو ہی پالے گا اپنی خلقت کو
کیونکہ رزاقِ مرغ و ماہی ہے

تیری راتون کو کیون کہون تیرہ
یہ مرے بخت کی سیاہی ہے

ہے بے خبر گیرا اپنے بندون کا
مین وفور گنہ سے روتا ہون
کیا کرون عذر جرم عصیان کا

تجھکو سب کا بہر تباہی ہے
یہ بھی اک رحمت الٰہی ہے
مجھہ پہ ثابت یہ بی گواہی ہے

ایسی حالت مین بے خبر یارب
جان مضطر ہے اور تباہی ہے

تو نے بندون کی بات رکھی ہے
زندگی دن ہے اور قضا شب ہے
ہاتھ دنیا سے کھینچ لے غافل
جانے کس وقت دم نکل جائے

عزت کائنات رکھی ہے
انتہا دن کی رات رکھی ہے
اسمین کیا کائنات رکھی ہے
زندگی بے ثبات رکھی ہے

جان دیکھ بھی اُسنے اے مضطر
زندگی اپنے ہات رکھی ہے

مصیبت مین وہی راحت کے سب سامان کرتا ہے
وہی تو زندۂ جاوید ہے جو اوسپہ مرتا ہے
طریق عشق پر لاکھون طرح کے گل کترتا ہے
دل آزاری کے کانٹون کو گل اُمید کرتا ہے
اوسیکی یاوری سے سب کا بیڑا پار اوترتا ہے
علاج سوزش دل وہ مہربانی سے کرتا ہے

نہ کیون ہو زیر بار منت خالق ہر اک گردن

گنہ کا بوجھ نیچے ڈالکر احسان دھرتا ہے

قضا سے وہ نہین مرتا جو اوسپر جان دیتا ہے

اوکھڑتی سانس کب اوسکی ہے جو دم اوسکا بھرتا ہے

جو جلتے ہین وہ دنیا مین کف افسوس ملتے ہین

جو مرتا ہے وہ کچھہ دن چین سے آرام کرتا ہے

پئے نذر خداوندی گناہون کے سوا مضطر

ترے پلّے ہین کیا رکھا ہے کس برتے پہ مرتا ہے

عیش و عشرت کے گئے وقت کو پہیرا تونے

ایک ہی پردے مین پردا کیا میرا تونے

منہ کبھی لطف و عنایت سے نہ پہیرا تونے

مرغ دل جان چُراتا ہے قضا سے اب کیون

وہ کہین چل نہین سکتا جسے تونے روکا

کاٹ دی ہین دل بیمار کی بھاری راتین

ملگیا جو تری درگاہ سے جسنے مانگا

یون چمکتا کبھی سورج کا یہ مقدور نہ تہا

کردیا شام غریبی کا سویرا تونے

ایک چادر مین غریبون کو اوبیرا تونے

تیرے بندے ہوئے ایسا ہمین گہیرا تونے

کیون کیا گلشن فانی مین بسیرا تونے

وہ کہین جا نہین سکتا جسے گہیرا تونے

سب مریضون کو دکہایا ہی سویرا تونے

خالی ہاتھون کوئی محتاج نہ پہیرا تونے

اپنے جلوے سے مٹایا ہے اندہیرا تونے

تیری قسمت پہ ہے افسوس ہمین بہی مضطر

کہ مدینے کا کیا ایک سنہ پھیرا تو نے

کفیلِ جہان بس تری ذات ہے
مددگار بندون کا ذرات ہے

تیقن کے لائق ترا قول ہے
بھروسے کے قابل تری بات ہے

معین و مددگار ہر حال مین
الٰہی فقط اک تری ذات ہے

تو ہی شافیِ جملہ امراضِ دل
تو ہی دافعِ جملہ آفات ہے

ہین عصیان بہت اور قیامت قریب
خدائی کی عزت ترے ہات ہے

سیہ کاریون کے سبب ایخدا
مرادون بھی ایک قسم کی رات ہے

تو ہی جانِ مضطر کو دیگا قرار
کہ وجہ تسلی تری ذات ہے

اپنی غرض سے کیا غرض - اوسکی رضا سے کام ہے
فکرِ خودی مین کیون پڑون مجھکو خدا سے کام ہے

مجھکو ذرا بھی غم نہین کام اگر بگڑ گیا
عقدہ کشا سے ہے غرض عقدہ کشا سے کام ہے

اے گلِ گلشن جہان تجھہ مین وفا کی بو کہان
تیری ہوس تو وہ کرے جسکو ہوا سے کام ہے

پردہ کنارہ ہی ترا جلوۂ چشمِ شوق ہے
دید سے کیا غرض ہمین تیری ادا سے کام ہے

چھوڑ کے الفتِ بتان ترکِ لباس کر دیا
مضطرِ بینوا سبھی ابتو خدا سے کام ہے

ترے عفو پر ترے لطف پر مرے دلکا دار و مدار ہے
تو رحیم ہے تو کریم ہے یہی سب مین تیری پکار ہے
جو ادہر کا عہدہ بر آہے تو - تو اودہر کا عقدہ کشا ہے تو
جو یہان کا بانیِ کار ہے - تو وہان کا حامیِ کار ہے
تری ذات وجہ وجود ہے - تو ہی سب کا ربِّ ودود ہے
تری سب گلون مین نمود ہے - تری ہر چمن مین بہار ہے
چمنون کو لطفِ خلش ملا - تری نوکِ خار کی چھیڑ ہے
کسی چیل کے دلمین کھٹک سی ہے کسی گل کا سینہ فگار ہے
کوئی گھر جہان مین بنائے گیا - کوئی اس سے دلکو لگائے گیا
یہ تو چند دنکا سبھاؤ ہے - یہ تو چند دن کی بہار ہے
تری آرزو ہے بسی ہوئی - تری لاگ سب سے لگی ہوئی
ترا سب دلون مین خیال ہے - تری سب لبون پہ پکار ہے
یہ مزا پڑا ہے لگاؤ کا - کہ جگر مقام ہے گھاؤ کا
ترا غم ہے مضطرِ زار کو ترے غم مین مضطرِ زار ہے
ترے حسنِ نقش و نگار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تری طرزِ رنگِ بہار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

نمکِ جراحتِ زخمِ دل ترے ہاتھ ہی سے ملا ہمین
تری رسمِ لذتِ خار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تو ہی سن رہا ہے فغانِ دل - تو ہی دے رہا ہے دوائے غم
ترے غمزدون کی پکار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

مری رسمِ شوق و اُمید کا - نہ جواب ہے نہ نظیر ہے
تری شانِ قول و قرار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تو ہے ساری خلق کو پالتا - ہے سبھی کے خار نکالتا
ترے گھر مین کثرتِ کار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

تو کریم ہے تری دین کا - نہین کوئی خاص معاوضہ
ترے دفترون مین ادھار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

جو بہار آئی سوئے چمن - تو چٹک کے غنچے یہ کہہ اوٹھے
کہ خدا کے گھر کی بہار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

ترے آبِ رحمتِ خاص کی نہ مثال ہے نہ نظیر ہے
مرے دل کے گردِ وغبار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

شبِ دردِ وغم مین تسلیان - تو ہی دیگا مضطرِ زار کو
ترے لطف کا ترے پیار کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

سبھی کے سر پر غرور اوسنے توڑے
کرم اوس کا ایسا کہ مردے جلائے
بہت بہی نہین ہے بہت اوسکی رحمت
غضب اوس کا ایسا کہ پتہر ہو ٹکڑے
حریم حرم خاص گہر ہے اوسی کا
کرم اوس کا ایسا کہ رُخ تک نہ پہیرے

یہ طاقت کسے ہی کہ مُنہ اوس سے موڑے
غضب اوس کا ایسا کہ جیتا نہ چھوڑے
نہین اوسکے افضال تہوڑی بہی تہوڑے
کرم اوس کا ایسا کہ شیشہ نہ توڑے
خدائی کہڑی ہے ہمہ ہر ہاتہہ جوڑے
غضب اوس کا ایسا کہ گردن مروڑے

وہی ثمرہ آرزو دے گا مضطر
تمنا سے کہدو کہ ہمت نہ توڑے

آج پہر نام خدا منہ سے نکالا مین نے
پہر گُل گلشن امید اوچھالا مین نے
جام کثرت کو الگ توڑ کے ڈالا مین نے
ہستی حق کے سمجہنے کے لئے آیا تھا
الحمد اپہر وہی دم دی کہ مرون مین تجہہ پر
اپنے آپسین کیا پیار لبون نے فوراً
آتش غم یہ ٹہرے کی اسے تاب نہ تہی
الحمد الیون تو زمانے مین سبھی کچہہ دیکہا

بعد[ف] اک سال کے پہر ہوش سبنہالا مین نے
پہول کو پاس کے کانٹون سے نکالا مین نے
پہر پیا بادۂ وحدت کا پیالا مین نے
اس لئے آکے یہان ہوش سنبہالا مین نے
پھر چبہو دے وہی کانٹا جو نکالا مین نے
منہ سے جب نام محمدؐ کا نکالا مین نے
اسلئے اشک کو آنکہون سے نکالا مین نے
کوئی دیکہا نہ ترا دیکہنے والا مین نے

ف سالانہ محفلون کی ابتدائی محفل مین ایک سال یہ غزل پڑہی گئی تہی۔

تیری نیرنگیِ قدرت نے معاً گھول دیا
رنگ پانی مین کبھی ٹیکے جو ڈالا مین نے

دید سے اوس دل مین تمنا جو لیے پھرتا ہون
بھر دے میرا وہ پیالا جو نکالا مین نے

اپنے آرام مین مصروف ہین جنت والے
کوئی پایا نہ ترا چاہنے والا مین نے

گریۂ عشق مین اشکون کی کمی پڑتی تھی
اس لیے پھوڑ دیا قلب کا چھالا مین نے

واہ اے مہرِ رسالت ترا کہنا کیا ہے
گوشۂ قبر مین پایا ہے اوجالا مین نے

جان دی اور نکیرین سے پوچھا تجھہ کو
گور مین جا کے تجھے ڈھونڈ نکالا مین نے

ایسی موسیٰ سے رقابت تھی کہ جب تک نہ جیا
سرمۂ طور کو آنکھون مین نہ ڈالا مین نے

تورہِ الفتِ معبود مین مٹ جا ایدل
کیونکہ تجھکو ہے اسیواسطے پالا مین نے

نشۂ اُلفتِ خالق مین دیا دم مضطر
مرتے دم منہ سے ہٹایا نہ پیالا مین نے

تری آرزو مین ہین ارمان والے
تجھے جان دیتے ہین سب جان والے

تجھی پر فدا ہین عقیدون کے بندے
تجھی پر تصدق ہین ایمان والے

ترے سامنے دستِ حسرت پسارے
چلے خالی ہاتھون یہ سامان والے

ترا لطف کرتا ہے اون کی حفاظت
ہین بستی مین گویا بیابان والے

تو ہی پنجۂ یاس و غم سے چھڑا دے
ہین تارون مین اٹکے گریبان والے

ترے حکم سے چلتی پھرتی ہے دنیا
یہان جان والے نہین جان والے

نکالے گا تو حسرتِ جانِ مضطر

کہ ہنستے ہین سب اوسپہ ارمان والے

اے مرے ربّ ذی الکرم مجھکو بھی اپنی چاہ دے
سبکی بناہ ہتا ہے تو میری بھی تو بناہ دے

کنج قفس مین کٹ گئی عمر عزیز سب مری
روے نبی کا واسطہ ابتو چمن کی راہ دے

تو نے جہان خلیل پر آگ کو کر دیا چمن
میری بھی یون لگی بجھا مجھکو بھی یون پناہ دے

شیون دشمن تا بکے اب نہین کچھہ بھی انتہا
نغمۂ دل خوشی بنا لذت ترک آہ دے

یوسف بیمثال کو تو نے کنوئین مین سے لیا
اونکی بھی تو نے کاٹ دی میری بھی تو بناہ دے

حال تو ہی ہے دیکھتا راز تو ہی ہے جانتا
تو ہی گواہ سب کا ہے کون کسے گواہ دے

مدنظر ہے دیکھنا تیرے جمال پاک کا
مجھہ پہ بھی اب نگاہ کر مجھکو بھی اب نگاہ دے

تو ہین[۵۱] جس کے ہاتھ سے پال رہا ہے دہر مین
اوس کو بحق مصطفےٰ دولت و عمر و جاہ دے

[۵۱] یعنی سری حضور مہاراجہ مادہو راؤ صاحب بہادر سیندھیا عالیجاہ کو۔

ہے یہی آرزوئے دل مضطر بیقرار کی
تھوڑی سی اور رہ گئی اسکو بھی تو نباہ دے

سیکڑون بزم خرابات کے جھگڑے توڑے
پھول گلشن کے چنے شاخ کے پتے توڑے
یاس مین جس نے امیدونکے نہ رشتے توڑے
ایکدن اگوشۂ تربت مین دوہائی تیری
اپنی ناکامیِ جاوید کو اب کیا مین کہون
جانبِ مُلکِ عدم ہاتھہ پکڑ کر کھینچا
مجھکو جنگل نے بھی چلنے نہ دیا چار قدم
بانٹنے کے لیئے محشر مین گنہگارون کو
تونے ہی فصل کو تبدیل کیا باغون مین
کھانیوالون نے سدا رزق تجھی سے پایا

تونے خود جن کو بھر اٹھا وہی شیشے توڑے
تونے کھلنے بھی نہ پائے تھے وہ غنچے توڑے
ایسے معبود سے رشتہ کوئی کیسے توڑے
خاکِ حسرت نے مری گور کی تختے توڑے
بیطرح کاسۂ تقدیر کے ٹکڑے توڑے
پنجۂ دست قضا نے مرے پہونچے توڑے
آبلون مین مری تقدیر کے کانٹے توڑے
ابرِ رحمت نے ترے سیکڑون ٹکڑے توڑے
رُت بدلتے ہی سب اشجار کی پتے توڑے
سب نے یارب تری درگاہ کی ٹکڑے توڑے

مضطر اوس نے ہی مٹایا ہی حسینونکا غرور
جسنے خود طور پہ منہ کھول کے پردے توڑے

آتشِ عشق کلیجے مین دبی رہتی ہے
کبھی روتا ہون تری یاد مین ہنستا ہون کبھی
تونے تقدیر جو دی ہے تو درستی کر دے

تونے جسدن سے لگادی ہے لگی رہتی ہے
آنکھہ مین اشک ہین ہونٹون پہ ہنسی رہتی ہے
ایسی بگڑی مین پھنسا ہون کہ بنی رہتی ہے

اِک مرا دل ہے کہ ٹھنڈک نہین پڑتی جسمین
اوس بھی رات کو پہولونپہ پڑی رہتی ہے

تو تو ہر مانگنے والیکو بہت دیتا ہے
لینے والی ہی سے لینے مین کمی رہتی ہے

تری اُلفت مین جو مرتا ہے وہی جیتا ہے
جسکی اِس ڈہب سے بگڑتی ہے بنی رہتی ہے

سارا عالم ترے عالم مین چلا جاتا ہے
ساری دنیا تری دنیا مین بسی رہتی ہے

نقشِ امید کی تصویر دلون مین یارب
تو نے جسدن سے جمادی ہے جمی رہتی ہے

وہ مسافر ہون کہ ہر دم ہون سفر کو تیار
وہ کمر ہون جو ہمیشہ سے کسی رہتی ہے

بلبلین سب ترے گلشن پہ فدا ہین یارب
شمع کی لَو تری محفل سے لگی رہتی ہے

ہون تو مین باغ مگر پھل نہین آتے مجہمین
میری تقدیر سے پہولون کی کمی رہتی ہے

یاد مین تیری گذرتا ہے جو ہفتہ[۵] سارا
سات دن گہر مین مرے دہوم مچی رہتی ہے

اس طرح دل مرا صدمونمین گہرا رہتا ہے
جسطرح آڑ مین پتون کے کلی رہتی ہے

اپنی بگڑی کا تمہین رنج ہے ناحق مضطر
دار فانی مین سدا کس کی بنی رہتی ہے

رضا سے تری کام سب چلتے رہے
سب ارمانِ دنیا نکلتے رہے

تری طرزِ رحمت کا کیا پوچھنا
بُرے وقت بھی سر سے ٹلتے رہے

کھلائے سے تیرے سبھی گل کھلے
نکالے سے کانٹے نکلتے رہے

جنہین تو نے بخشا ہے آبِ کرم
وہ چشمے ہمیشہ اوبلتے رہے

غریبی مین مضطر کو سب کچھ دیا
مدد سے تری کام سب چلتے رہے

[۵] اشارہ اون ساتون محفلون سے ہے جو ہر سال ہوا کرتی ہین۔

ہے ثمرہ اوسیکا وفا جسکو دے
گل آرزو ہین اوسی کے سے لئے
وفا وہ کرے جو جفائین سہے
وہ حاکم ہے ترکیب انداز کا
یہ خوبی کسی کا بہی حق نہین
بڑا دینے والا ہے پروردگار

ہے لینا اوسی کا خدا جسکو دے
تری عاشقی کی ہوا جسکو دے
جفا ہے اوسیکی مزا جسکو دے
وہ مالک ہے چاہے ادا جسکو دے
ہے دولت خدا کی خدا جسکو دے
محبت کا چاہے مزا جسکو دے

کبہی عیش کا رشک مضطر نہ کر
خدا کی خوشی تجہکو کیا جسکو دے

کس طرح تجہکو پکارین نہ مصیبت والے
تونے ہی سبکی مرادون کی بہری ہین گودین
دینے والا ہے توہی تیری طرف لینے کو
تیرے اسرار کو ابتک نہ کسی نے جانا
اک ترا نور ہے اور لاکہہ ہین شمعین روشن
حرمتین سبکی قیامت مین توہی رکہے گا
گناہ بندون کی کلیجون کے توہی بہرتا ہے
حسن والون کے تکبر کو مٹایا تونے
ناامیدی مین معاون ہے بہروسا تیرا

تو بڑا صاحب امداد ہے قدرت والے
تیرے اکرام کے محتاج ہین حاجت والے
اپنے ہاتہون کو پسارے ہین ضرورت والے
تیری حکمت کو نہ سمجہا کوئی حکمت والے
اک تری شکل ہے اور لاکہہ ہین صورت والے
عزتین سب کی ترے ہاتہہ ہین عزت والے
تیرے ممنون عنایت ہین جراحت والے
اپنی صورت لئے بیٹہے رہے صورت والے
تیری امید پہ جلتے ہین یہ حسرت والے

طرز رحمت کی یہ ہر طرز ہے گلشن والی — رنگِ قدرت کے یہ سب پھول ہین رنگت والے

بارِ عصیان سے تو مضطر کو سبکدوشی دے
اوسکی گردن پہ بہت بوجھ ہے - رحمت والے

نہ سنبھلے جسے تو سنبھالا نہ دے — اندھیرا رہے گر اوجالا نہ دے
اندھیرے مین ہوتا رہیگا وہ یاد — مجھے شمع تربت اوجالا نہ دے
نہ پوچھے کوئی حسن والونکی بات — محبت اگر دینے والا نہ دے
یونہین زندگانی کے گن لونگا مین — فلک مجھکو موتی کا مالا نہ دے
فلک مجھکو دورانِ گردش مین کرے — نصیبون کا لیکن حوالا نہ دے
یہ ممکن نہین لینے والا نہ لے — یہ ممکن نہین دینے والا نہ دے
نہین منہ کسی کا جو کچھ کہا سکے — اگر تیری رحمت نوالا نہ دے
اگر تیرے کانٹے نہ پوچھین فراح — تپک کا مزا کوئی چھالا نہ دے

محبت کا مضطر مزا لے لیا
برا داغ ہے حق تعالا نہ دے

مرے نخلِ حسرت کو تو ہی ثمر دے — تو ہی آرزوؤن کی جھولی کو بھر دے
لگائی ہے کیون دیر کا ہے کی ہین — جو دینا ہے دیدے جو کرنا ہے کر دے
جہان تجھکو ڈھونڈہین وہین تجھکو دیکھین — الٰہی اِن آنکھون کو ایسی نظر دے
محمد کی چوکھٹ پہ سر پھوڑ ڈالون — مجھے اس طرح وارِ دے دردِ سر دے

پسِ مرگ بھی میرے پہلو مین کھٹکے
تو اس دل کے بدلے اک ایسا جگر دے

مجھے خاکِ کوئی محمدؐ عطا کر
جنھین زر کی خواہش ہو تو اونکو زر دے

تری دین بھاری ہو اور مین گدا ہون
یہ چھوٹا سا دامن ہو اسکو تو بھر دے

الٰہی ترا باغِ جنت بھی چھوڑا
مدینے پہونچ جاؤن اتنا تو کر دے

یہان ٹھوکرین مفت کھاتا ہے مضطر
اوسے اپنے کوچے مین برباد کر دے

تیری اُلفت کا کوئی زخم جو کاری لگ جائے
سچ یہ ہے جان ٹھکانےسے ہماری لگجائے

کاش تلوار ترے عشق کی کاری لگجائے
جان ہلکی ہو کوئی گھاؤ جو بھاری لگجائے

تو جو چاہے تو ابھی یاس کے کانٹے ٹوٹین
میرے دامن سے ابھی یادِ بہاری لگجائے

جیتے جی یا تو مدینے مجھے پہونچا یارب
ہو نہ ایسا تو کوئی زخم ہی کاری لگجائے

کاش دھیانون مین ترا دھیان ہو اچھا معلوم
کاش یادون مین تری یاد ہی پیاری لگجائے

اےخدا بارِ معاصی سے مجھے کر ہلکا
عرصۂ حشر مین یہ بوجھ نہ بھاری لگجائے

انتظامِ سفرِ ملکِ عدم کر مضطر
کہین ایسا نہ ہو دھوکے مین سواری لگجائے

مرادون کے پیدا سبب کر دئے
تمنا نکلنے کے ڈھب کر دئے

خدا ہے یہ طاقت اوسی کی تو ہے
کہ پورے مرے کام سب کر دئے

جو آیا تعلّی پہ اوس کا جمال
فنا ایکدم سب کے سب کر دئے

تصور مین اوسکے نہین بوسے | ہتون نے سخن وقف ربہ کردئے

ہے اللہ مضطر بڑا چارہ ساز
علاج ہجوم تعب کر دئے

سب زبانون نے کہا خالق علام تجھے | اس طرح یاد کیا ہے سحر و شام سب تجھے
ابتدا تو نے ہی ڈالی ہے مرے کامونکی | مین سمجھتا ہون ہراک کام کا انجام تجھے
جب نصیبون سے کوئی کام بگڑ جاتا ہے | یاد کرتا ہے ہمارا دل ناکام تجھے
شام نے ذکر کیا جاکے سحر صبح ترا | صبح نے یاد کیا آکے سر شام تجھے
عفو اک خاص رحیمی کی صفت ہے یارب | کیون نہ مجبور کرے اسپہ ترا نام تجھے
میری حسرت بہی اوسی جذبۂ موسیٰ کی طرح | کہینچ لائے گی کسی روز لب بام تجھے

دیدے میرے دل مضطر کو تسلی یارب
دیر کیا لگتی ہے دیتے ہوئے آرام تجھے

مسدّس

الٰہی جوشش عشق نبی کا بول بالا ہے
خداوندا طریق عشق تو نے ہی نکالا ہے
فراق باب عالی نے پریشانی مین ڈالا ہے
تو ہی ثمرہ عطا کر نام تیرا حق تعالیٰ ہے
تری سرکار سے ملجائے جو کچھ ملنے والا ہے
لیے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمان بیجد کا

جگر مین ٹیس ہے دلمین کھٹک ہے لب پہ نالا ہے
ترے دست کرم نے گرنیوالونکو سنبھالا ہے
فغان سنج دردمندی کا نیا رستہ نکالا ہے
ترے برتے پہ مین نے سب سے رشتہ توڑ ڈالا ہے
تری سرکار سے ملجائے جو کچھ ملنے والا ہے
لیے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمان بیجد کا

زمانہ مین ترا رنگ چمن بندی نرالا ہے
روش کی پہلوؤن سے نہر کا رستہ نکالا ہے
گل گلشن کو تو نے خار کی پہلو مین پالا ہے
شب تار غریبان چاہتی تیرا اوجالا ہے
تری سرکار سے ملجائے جو کچھ ملنے والا ہے
لیے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھ مین ارمان بیجد کا

الٰہی مین نے جب سے ہوش دنیا مین سنبھالا ہے
زمانہ آجتک حسرت ہی حسرت مین نکالا ہے
ترے محبوب کی الفت قبر کا اوجالا ہے
مدینہ کی جدائی سے جگر کا زخم آلا ہے
تری سرکار سے ملجائے جو کچھ ملنے والا ہے

لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھہ مین ارمانِ بیجا کا

چمن اُمید کا اُجڑا نہ کیون ہوئے وہین نہ تہالا ہے
خیابانِ طرب بگڑی نہ نرگس ہے نہ لالا ہے

شجر ارمان کا ٹوٹا نہ پتے ہین نہ ڈالا ہے
زبردستی مجھے تقدیر نے کانٹون مین ڈالا ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھہ مین ارمانِ بیجا کا

نصیبون سے مین ہون وہ رات جسکا رنگ کالا ہے
لبِ خاموش وہ ہون صوتِ حسرت جسکا نالا ہے

بنا ہون مین وہ قلبِ زار جسکی تہ مین چھالا ہے
فقط تیرے بہروسے اسقدر عرصہ نکالا ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھہ مین ارمانِ بیجا کا

مین ہون وہ چاند جسپر گردشِ قسمت کا ہالا ہے
وہ آنسو ہون کہ جسکو آنکھہ نے باہر نکالا ہے

مین ہون وہ پہل کہ جسکو شاخ نے مٹی پہ ڈالا ہے
وہ گل ہون جسکو دستِ یاس نے برسون اُچھالا ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھہ مین ارمانِ بیجا کا

وہ چشمِ عیش ہون جسمین سیہ روزی کا جالا ہے
وہ نامِ آبرو ہون جسکو لوگون نے نکالا ہے

وہ وقتِ آرزو ہون جسکو بدبختی نے ٹالا ہے
وہ شمعِ بزمِ مقصد ہون جسے عبرت نے ڈہالا ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھہ مین ارمانِ بیجا کا

وہ مضطر ہون کہ جسکا رنگ بیتابی نرالا ہے
بجائے دل بغلمین برق کے ٹکڑے کو پالا ہے
چراغِ شب ہون جسمین صبح محشر کا اوجالا ہے
خداوندا مین بندہ ہون تو میرا حق تعالیٰ ہے

تری سرکار سے ملجائے جو کچھہ ملنے والا ہے
لئے بیٹھا ہون کاسہ ہاتھہ مین ارمانِ بیچار کا

مخمس

خدا جو چاہے تو ہٹے ہجوم رنج وملال
خدا جو چاہے تو کاٹے زمانِ درد ونکال
خدا جو چاہے تو پورے کرے زبانکے سوال
خدا جو چاہے تو سوکھے شجر کو کردے نہال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

خدا جو چاہے تو ٹالے بلائے رنجِ گران
خدا جو چاہے تو بھیجے دوائے دردِ نہان
خدا جو چاہے تو ہٹے یہ کاہشِ دل وجان
خدا کے حکم مین ترمیم کی کسے ہی مجال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

خدا جو چاہے تو مقصد یہ کامیاب کرے
خدا جو چاہے تو دونا یہ اضطراب کرے
خدا جو چاہے تو ذرے کو آفتاب کرے
خدا جو چاہے تو تبدیل کردی شکل ہلال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال

کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

کسے خبر تھی کہ بڑھ جائیگا وقارِ کلیم
کسے خبر تھی کہ گلشن بنے گی نارِ کلیم

کسے خبر تھی کہ پھل دیگا نخل کارِ کلیم
کہان پہاڑ کی آگ اور کہان خدا کا جمال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

اوسی نے باغ کو رنگِ بہار بخشا ہے
صدف کو اوسنے دُرِ شاہوار بخشا ہے

تمام نخلِ گلستان کو بار بخشا ہے
دکھا رہا ہے وہ عالم کو اپنی شانِ کمال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

خدا نے حاکمِ ملکِ زمین کئے پیدا
خدا نے اچھون سے اچھے حسین کئے پیدا

خدا نے نقش کی خاطر نگین کئے پیدا
خدا جو چاہے سو کرے نہین کچھ اوسکو محال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

فراق مین وہی مضطر قرار دیتا ہے
سرور و عیش مین عمرین گزار دیتا ہے

ہجوم یاس مین بگڑی سنوار دیتا ہے
ہے اپنے بندونکی ہر بات کا اوسکو خیال

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسدّس مضطر

یہان سے قافلہ عمرِ روان کا جب روانا ہو
تو کیا ہو۔ سرزمین گلشن طیبہ ٹھکانا ہو
پئے مدفن ملیسر شاہِ دین کا آستانا ہو
پئے عفوِ خطا کاری تری رحمت بہانا ہو

آلہی اس طرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھہ مین دامن محمدؐ کا

جیون جب تک۔ مرا مسکن حضوری آستانا ہو
وہین ماتھا رگڑ کر نقش قسمت آزمانا ہو
اوسی در پر تمام اِس زندگی کا۔ کارخانا ہو
نہ حسرت ہو زمانیکی نہ پُر حسرت زمانا ہو

آلہی اس طرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زُبان پر نام تیرا ہاتھہ مین دامن محمدؐ کا

گنہگارون کی سر پر ابر رحمت شامیانا ہو
یہ سارا کارروان تیرے بہروسے پر روانا ہو
پئے زادِ سفر تیری عنایت کا خزانا ہو
سیہ کارون کا جلوہ دیکھتا سارا زمانا ہو

آلہی اس طرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتھہ مین دامن محمدؐ کا

نہالِ لطف تیرا مرغِ دل کا آشیانا ہو
میسر خاص تیرے خرمنِ رحمت کا دانا ہو

طریقِ نوحۂ فریاد و شادی کا ترانا ہو
خطا کاری حصولِ اجرِ بخشش کا بہانا ہو

الٰہی اسطرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتہہ مین دامن محمدؐ کا

لباسِ مغفرت طرزِ سیہ کاری کا بانا ہو
یہ فرقِ بندگی ہو اور تیرا آستانا ہو
اُمیدِ عفوِ عصیان تیرے آگے لیکے جانا ہو
ترے اکرام کے پردے مین رہکر مُنہ چھپانا ہو

الٰہی اسطرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتہہ مین دامن محمدؐ کا

سرشکِ چشم تر سے شجرۂ مقصد اوگانا ہو
سرِ راہِ رضا تسلیم کی چادر بچھانا ہو
ثمر کیواسطے نخلِ طلب مین پہول لانا ہو
سیہ کار اک طرف ہون اکطرف سارا زمانا ہو

الٰہی اسطرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتہہ مین دامن محمدؐ کا

سمندِ بیکسی کا تیری رحمت تازیانا ہو
یہ روحِ ناتوان مانندِ بوئے گُل روانا ہو
طلب تیری قرارِ جانِ مضطر کا بہانا ہو
نتیجہ اختتامِ زندگی کا تیرا پانا ہو

الٰہی اسطرح سے عرصۂ محشر مین آنا ہو
زبان پر نام تیرا ہاتہہ مین دامن محمدؐ کا
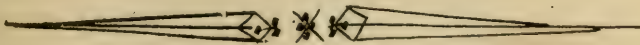
تقریظ منجانب عالیجناب نواب مرزا سلطان احمد صاحب قادیانی ممبر کونسل بھاولپور اسٹیٹ پنجاب

تقریظ نذرِ خدا

کی دل مضطر نے یہ نذرِ خدا
گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

تنقیدی رنگ مین ہمیشہ ناظرین یا نقاد۔ قائل معقولات اور مضامین کی وسعت عظمت تقدس حرمت اور امتیاز کو زیر نظر یا زیر بحث رکھا کرتے ہین اور انہین امور اور انہین مقاصد سے مواد تنقید جمع ہوکر معرض بیان مین آتا ہے۔ اور انہین پر تقریظ کی وسعت اور جامعیت کا مدار ہوتا ہے۔ جہان ایسا ہو اور اپنی خوبیون کے اعتبار سے بجائے خود ایک امتیاز اور خصوصیت رکھتا ہو۔ وہان تنقید اور تقریظ بھی ایک خصوصیت رکھتی ہے ایسی صورت مین کچھہ ضرورت نہین ہوتی کہ نقاد کی جانب سے تقریظ یا تنقید کی موجہہ اور دلآویز بنانے مین کوئی خاص کوشش دکھلائی جائے۔

ضیائے آفتاب کا کوئی اعتراف یا اظہار کرے یا نکرے سوائے کور چشم یا کور باطن کے کون شخص اوس سے انکار کرسکتا ہے۔ حضرت مضطر حمدِ خدا مین

رطب اللّسان ہون اور دلِ مضطر صدق و نیاز سے بارگاہ ایزدی مین گلدستۂ
حمد پیش کرے بطور نذر کے - اور اُس مین کسی کور باطن کور چشم کو چون وچرا
کا موقع مل سکے -

حضرت مضطر نے خوبی قسمت سے زمین ہی وہ لی ہے جو باعتبار اپنی
عظمت اور حرمت کے اپنی آپ ہی نظیر ہے ؎

قربان اس زمینِ سعادت سرشت کے	گویا کُھلے ہوئے ہین دریچے بہشت کے

خدا چاہتا ہے دلِ مضطر - اور دلِ مضطر کی کیا تمنا ہے
خدائے مہربان - دلِ مضطر سے جو کچھ نکلا اور قلمِ مضطر نے جو کچھ لکھا وہ اثر اور
صدق کے اعتبار سے حضرت مضطر کی خداشناسی روحانیت اور قدس
طبیعت پر ایک زندہ شاہد اور برجستہ دلیل ہے -

حضرتِ مضطر کی سحر البیانی اور جادو طرازی تو ملک بھر مین پہلے ہی سے
ایک مسئلہ مسلّمہ ہے مصرع

ہر کہ شک آرد کافر گردد

اس حمدِ خدا یا نذرِ خدا نے او سپر اور بھی چار چاند لگا دئے - ذالِکَ فضل اللہ یُوتِیۡہِ
مَن یَشَآءُ

حمد وہی مقبول ہے جو دلِ مضطر سے نکلے - کلام وہی موثر اور محترم ہے
جو قلب مضطر سے صفحۂ اظہار پر نقش ہو - نذر وہی مقدس ہے جو صداقت

کیسا تھ یہ دلِ مضطر پیش حضور صمدی ہو جو کلام جو الفاظ دلِ مضطر سے نکلتے ہین وہی دوسرے دلون پر اثر کرتے ہین - دلِ مضطر کی دعائین ہمیشہ اپنی تہ مین صداقت کا مادہ رکھتی ہین **شعر**

دیدۂ دل سے نظر کی رُخِ جانان پہ اسیر		چشمِ موسیٰ سے صفائے یدِ بیضا دیکھی

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا - نقّادانِ سخن حضرت **مضطر** کے اسی دیوانِ حمدیہ کے حمدیہ کلام فصاحت نظام سے اِس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہین - حضرت **مضطر** کی معجز بیانی پر اون کا کلام ہی مہر سلیمانی ہے سچ ہے پیدایشی شاعرون کا کلام ہی اون کے امتیاز اور احترام پر ایک طبعی برہان ہوتا ہے - ہمین دیگر شاعرونکی عظمت سے بہی انکار نہین لیکن اصل اور نقل مین جو کچھہ فرق ہوتا ہے اُس سے بہی اعتراض نہین کیا جاسکتا بہ قول حضرت اکبر الہ آبادی ؎

	سکہ ہے کھرا میرے سخن کا			سب نے اِسکو پرکھ لیا ہے	

حضرتِ **مضطر** کا کلام معجز نظام ایک ٹکسالی کلام ہے - دیوان حمدیہ کی مبارک اشاعت کی وجہ سے - حضرتِ **مضطر** قابلِ مبارکباد ہین - اللہ کریم دونون جہان مین اس کا اجر دے - اور دلِ **مضطر** کا عجز و نیاز اور صداقت مقبول اور بارآور ہو (آمین) اور اسکی بدولت ہم ایسے قاصر اور خطا کار دل بہی - نعمتِ عفوِ الٰہی سے مستفیض ہون اخیر مین ہم صدق دل سے یہ دعا بہی کرتے ہین کہ جس طرح یہ حمدیہ دیوان شرف انطباع سے مزین ہو کر بہ لباسِ نذر حمدیہ مقبولِ بارگاہ ایزدی

ہوا ہے۔ اسی طرح پر حضرت **مضطر** کا دوسرا کلام بھی جلد تر عالم شہود مین آکر سرورِ چشم منتظرین ہو لاریب فیہ۔ جنہین کلام مضطر کے دیکھنے اور سننے کا موقعہ ملا ہے وہ ایک دلِ مضطر سے اوس کے مشتاق اور جویان ہین اگرچہ حضرت مضطر کو چندان خیال نہ ہو لیکن لیٹریری دنیا کیواسطے اون کے کلام معجز نظام کی ضرورت کا احساس مدتون سے ہوچکا ہے ؎

لکھکے مضطر مجھے غلام کیا		لے لیا مول کیا کلام کیا

تقریظ منظوم از نتیجہ فکر عالیجناب معلی القاب نواب محمد عمر خان صاحب بہادر وفا خلف الصدق عالیجناب نواب برق الدولہ بہادر رئیس دکن۔ شاگرد رشید جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف دیوان "نذر خدا"

عجب حمد لکھی ہے اوستاد نے		نیا رنگ رنگِ وفا اس مین ہے
تہ کچھ حُسن حُسن سخن پوچھئے		نئی طرز۔ طرزِ ادا اس مین ہے
نگارِ چمن کی روش کیا کہون		بہارِ چمن کی فضا اسمین ہے
کہلے جاتے ہین غنچہ دل سبھی		عجب چلتی پھرتی ہوا اس مین ہے

ذخیرہ ہے یہ وصفِ معبود کا
محبت مین جو کچھ کہا اس مین ہے

زبان و بیان دونون ہین لاجواب
زبان کا بیان کا مزا اس مین ہے

کہین اس مین ہے لب پہ آہ و فغان
کہین دل کے اندر دعا اس مین ہے

کہین کثرتِ جلوۂ معرفت
کہین وحدتِ کبریا - اس مین ہے

کہین اس مین ہے مرہمِ زخمِ دل
کہین دردِ دل کی دوا اس مین ہے

جھلکتے ہین جلوے نئی طرح کے
کوئی پردہ دارِ ردا اس مین ہے

کسی کی جھلک کی ہے اس مین جھلک
کسی کی ادا کی ادا اس مین ہے

شریعت بھی دیکھے تو کہنے لگے
طریقت - طریقت فزا اس مین ہے

طریقت جو دیکھے تو یون بول اٹھے
حقیقت - حقیقت نما اس مین ہے

کہین انتہا ابتدا سے پڑی
کہین ابتدا انتہا اس مین ہے

یہ دیوانِ مضطر عجب چیز ہے
وفا کیا بتاؤن کہ کیا اس مین ہے

مگر بیخودی مین یہ کہنے لگون
خودی اس مین ہے اور خدا اسمین ہے

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجہ فکر عالیجناب معلی القاب
صاحبزادہ نواب محمد مصطفی علیخان صاحب بہادر شرر
دھوم سکرٹری دربار رامپور شاگرد رشید جناب اعتبار الملک

خان بہادر حضرتِ مضطر مصنفٌ نذرِ خدا

خوب پھولا پھلا یہ حمد کا باغ
اِس کا ہر پھول پھل ہے قابلِ دید
طبع رنگین جناب مضطر کی
قفل تازہ خیال کی ہے کلید
یہ مرقع ہے حق شناسی کا
کیون نہو عارفانِ حق کو عید

مصرعۂ سالِ طبع ہے یہ شرر
حجّتِ معرفت ہے حمدِ حمید
سنہ ۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا - از نتیجۂ فکر جناب منشی سیّد اعتبار حسین صاحب برترؔ خلف الصدق حضرت اعتبار الملک خان بہادر مضطر مصنفٌ نذرِ خدا

میرے سر دالد ہین حضرتِ مضطر
میرے سر پر اونہین کا سایا ہے
صحنِ باغِ ثنائے باری ہین
آپ نے طرفہ گُل کھلایا ہے
گُل بھی وہ گُل کہ دیکھکر جس کو
داغ لالے نے دلپہ کھایا ہے
جس زمین مین اوٹھایا ہے قلم
سبز سبزہ آسمان - بنایا ہے
مخزنِ صد ہزار علم و کمال
یہ لقب آپ ہی نے پایا ہے

کردیا ہے محال کو ممکن
جو نہ ہونا تہا کر دکھایا ہے

یعنی دیوانِ حمدِ نذرِ خدا
کھلکے حُسن ہنر دکھایا ہے

نذر بھی ہے یہ اور نام بھی ہے
کچھہ عجب رنگ اس نے پایا ہے

فکرِ تاریخ جب ہوئی برتر
مجہکو ہاتف نے کہہ سنایا ہے

فکر بھی اس مین کیا ہے یون کہدے
توشۂ آخرت بنایا ہے ۱۹۱۲ء

تقریظ منظوم از نتیجۂ فکر نواب منشی سیّد احمد حسین صاحب احقر دہلوی جنرل ٹھیکیدار گوالیار گورنمنٹ از کوٹھی تحمل منزل سیپری مہتمم دیوان نذرِ خدا شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر

حضرتِ مضطر مصنّف دیوان نذرِ خدا

عجب دیوان لکھا ہے مرے اوستاد مضطر نے
بہری ہے بیقراری اپنے دلکی جابجا اسمین

کہین وصفِ خداوندی کا باندہا ہے سمان پورا
کہین حمدِ خداوندی کی باندہی ہے ہوا اسمین

لگایا ہے کہین کثرت کا سبزہ طرز وحدت سے
دکہائی ہے کہین وحدت سے کثرت کی بنا اسمین

کہین چھڑکے ہین چھینٹے پہول پر نیرنگ قدرت کے
کہین در ساگئے توحید کی نشو و نما اسمین

پکارا ہے جہان اللہ کو دل تہام کر اپنا
نظر آتی ہے اوس موقعہ پہ امدادِ خدا اسمین

چکھائی ہین مذاقِ بیخودیکی لذتین صدہا
نہ ہان گرتی ہوئی حالت کو باتو نمین سنبھالا ہے
غرض موتی جڑے ہین تختۂ کاغذ کی سطر وٗنین
جو جلوہ اتفاقاً طور پر موسیٰ نے دیکھا تھا
نمک پاشِ جراحت جانکر عشقِ الٰہی کو
وصالِ عاشق و معشوق کی تفسیر لکھی ہے
نرالے رنگ سے اللہ کو اسمین پکارا ہے

خدا کی ہے خودی آمین خود یکا ہے خدا اسمین
جہان ڈھونڈا ہے لطافِ خدا کا آسرا اسمین
نگمینہ بن گیا ہے نقطۂ حمدِ خدا اسمین
ورق اُلٹو تو۔ دیکھو ہے وہی جلوہ بھرا اسمین
خود اپنے واسطے طیار کی ہے اِک دوا اسمین
کیا ہے جسجگہہ ذکر محمد ؐ مصطفےٰ اسمین
نرالی طرز کا ہے عرضِ رنگِ مدعا اسمین

حقیقت مین یہ احقر شانِ قدرت کا خزانہ ہے
خود اسمین بیخودی اسمین خودی اسمین خدا اسمین

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجہ فکر جناب منشی سید رشید الزمان صاحب اُمید قادری ردولوی خلف جناب منشی سید ناظر حسن صاحب قادری رئیس قصبہ ردولی شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف دیوان نذرِ خدا

مژدہ اے اہلِ جہان لو ہو گیا ہے جلوہ گر
یعنی ابکے چھپگیا اوستاد کا دیوانِ حمد

باہزاران عشوہ و انداز اِک ماہِ کمال
جو ہے خود اپنی نظیر اور آپ ہی اپنی مثال

کیسے کیسے پہول اسمین حمد حق کے ہین کھلے
وجد کرکے اوٹھتے ہین جنکو دیکھکر اہلِ کمال

محو ہوکر چرخ پر رہجاتے ہین قدسی سبہی
جہوم اوٹھتا ہے مثالِ مست عرشِ ذوالجلال

عابد و زاہد کے بہی باقی نہین رہتے حواس
طائرِ بسمل کا اونکا ایک ہوجاتا ہے حال

برہمن بہی توڑکر زنار کہہ اوٹھتا ہے حق
پھر کہان اوسکو بتانِ مہر طلعت کا خیال

عاشقونکو تو نہین رہتی ہی سدہ بدہ اور بہی
اس طرف سرگشتۂ صورت اوس طرف برگشتہ حال

اہل دنیا کے بہی دہندے ہی چہوٹ جاتی ہین تمام
کچھہ نہ سوچ اونکو معیشت کا نہ کچھہ فکرِ مآل

الغرض چہا جاتی ہے اک بیخودی سی ہر طرف
اس غضب کی ہی کچھہ اس دیوان مین حمدِ ذوالجلال

شاعری کہیے کہ اسکو ساحری یا معجزہ
بلکہ بڑہکر معجزے سے بہی تاثر کا ہی حال

قبر مین بیچین سی ہوجاتی ہی سعدی کی روح
ہو رہی ہے ضد بہارِ بوستانِ وقف مقال

ہوتا ہے سحبان بہی اوسکو دیکھہ کر خجلت مین غرق
بول اوٹھتی ہی فصاحت خود کہ ہین ہو بیمثال

نکتہ دان جتنے ہین ششدر رہین مثالِ آئینہ
فخر کرتے ہین ہین جتنے شاعرِ شیرین مقال

میر اگر ہوتا تو دیتا داد اس دیوان کی
اور کہتا درد بیشک ہین یہی نازک خیال

کہتا مومن بہی کہ واقع مین ہے بندش اسکا نام
اور کہہ اوٹھتا یہ ناسخ کہیے اسکو بول چال

کیون نہو ہی یہ کلام اوس شاعرِ بیمثل کا
فخر کن جسپر ہے فن ہی ناز کن جسپر کمال

یعنی جو اوستاد ہی والیِ ملک ٹونک کا
اعتبار الملک جس کا ہی خطاب بیمثال

مین نے یہ اُمید سالِ طبع دیوان لکھہ دیا
کیسی دلکش بندشین ہین کیسی پیاری بول چال
سنہ ۱۳۳۰ھ

ایضاً

اعتبار الملک مضطر کا چھپا دیوانِ حمد
اندنون جو ہے عزیزِ خاطرِ اہلِ سخن

اس انوکھی طرز مین لکھی ہے حمدِ کردگار
وجد کرا ُٹھتے ہین جسکو سنتے ہی اربابِ فن

سکتہ سا ہوجاتا ہے حیرت سی اک ہوجاتی ہے
منزلِ معنی کی راہین طے ہوئی ہین وہ کٹھن

کیسی ستھری ہے زبان پاکیزہ کیسا ہے بیان
کیسی دلکش بندشین ہین طرفہ نایابِ زمن

کونسی خوبی نہین ہے اوس سراپا ناز مین
دلربائی کے بھی شیوے دلبری کے بھی چلن

سامعین رہجاتے ہین دل اپنے اپنے تھام کر
ایسے ہین اشعار اسمین دلکشِ صدرِ انجمن

عابد و زاہد و سالکِ کاملین و صوفیان
ہو رہے ہین اس بتِ رنگین ادا کے برہمن

شعر دیہ جان سے اونکو زیادہ ہے عزیز
ہے اسی کی اونکو ہر ساعت ہر اک لحظہ لگن

زلفِ عنبر گون مضمون مین ہے نکہت اوسکی وہ
دب گئی ہے جس سے بوئے مشکِ چین مشکِ ختن

ساری گلروئے زمانہ اس حسین کے ہین غلام
ہے گلِ زیبائے رُخ کی اوسکے وہ نادر پھبن

مین نے یہ اُمیدؔ لکھا سال اسکے طبع کا
حمدِ ربّ ذوالمنن کی بیبدل ہے موجِ زن
سنہ ۱۳۳۰ھ

ایضاً

مضطرِ شیرین بیان کا چھپ گیا دیوان حمد
بارگاہِ خالقِ اکبر مین جو مقبول ہے

کیا ہی زینت بخش و دلکش اوسکی ہے بزمِ سخن
جسمین حمدِ حق کے چلتے ہین اچھوتے جام ہے

بادۂ عرفانِ حمدِ ایزدی ہے جوش زن
رقصِ بسمل ہو رہا ہے اک عجب انداز سے
غلغلہ برپا زمین سے تا فلک ہے اسطرح
کام ہی کرتی نہین کچھ عقل کیا کیجیے اسے

متقی صوفی که زاہد جو ہے ساغر نوش ہے
نغمہ یا ہو بپا ہر سو ہے مثلِ شورِ نے
از پئے دیدار تو ترسے ہین حور و ملائک پے بہ پے
حور یا کوئی ملک یا کونسی نایاب شے

مین نے یہ امید اللہ سالِ طبعِ دیوان لکھدیا
شعر گوئے نکتہ دان کا یہ کلامِ حمد ہے
سنہ ۱۳۲۰ھ

ایضاً

اعتبار الملک مضطر کا کلامِ حمدِ حق
فکر یہ مجھکو ہوئی تاریخ اسکے طبع کی

چھپکے جسدم ہو گیا جلوہ فزا انداز سے
لکھدون نایاب ایسی جو کوئی منہ وہ داد دے

ناگہان آئی صدائے غیب کانون مین امید
لکھدو۔ گلزارِ سخن مین گل کھلے ہین حمد کے
سنہ ۱۳۲۰ھ

ایضاً

ہر ایک مشتاق کو ہو مژدہ دکھایا ہے اوس حسین نے جلوہ
ادا کا جسکی ہر اک ہے کشتہ ہے جسکا عالم تمام والہ
جو ماہِ زیبا و بے بہا ہے۔ نرالی جسکی اک اک ادا ہے

جہان جسپر مٹا ہوا ہے - زمانہ جس کا ہے دل سے بندہ

جو جان عابد ہے روح صوفی نثار جسپر ہے متقی بھی

نبی بھی سب جسکے ہین فدائی ملک کو بھی جو ہے ایک تحفہ

جناب مضطر کا یعنی دیوان - ہین جسکی جسمین دُر تابان

جو نکتہ دانون کا ہے نمکدان چھپا ہے ابکے بصد سلیقہ

ہین اوسمین پاکیزہ صاف مضمون کہ حور عین ہین بچشم میگون

کہ لعل و یاقوت و دُرّ مکنون ہین اک قرینے سے اوسمین چیدہ

ہر ایک شعر اوس کا منتخب ہے - فصیح جس کی عجب ادب ہے

مثال اُردو مین جسکی کب ہے - لطافتون کا جو ہے جریدہ

کھلے ہین اشجار فکر پر کیا - گُل معانی نفیس و یکتا

مہک بدائع کی جنمین زیبا بلاغت اکدل ہے جنکی والہ

کمال انوکھی زبان ہے اوسکی بیان مین بھی ہے غضب کی شوخی

نرالی اک اک ہین بندشین بھی کہ جن سے ہوتی ہے روح تازہ

وہ کونسا رنگ ہے نہین جو سبھی مقاصد ہین جنکو ڈھونڈھو

نہین یہ ممکن صفت بیان ہو - ہے ایسی قدرت کا وہ نمونہ

ہر ایک باتون پر اوسکی خود ہی - نگاہ انصاف داد دیگی

چلے گی کچھہ بھی نہ حاسدونکی - کسی کا کچھہ بھی نہین ہے خدشہ

امید اللہ ناچیز تھا جو ششدر رکہ عیسوی سال لکھون خوشتر
پکارا ہاتف ۔ نکالا مضطر نے حمد کا بہ طریق طرفہ ۱۹۱۲ء

ایضاً

چھپگیا حمدیہ دیوان اِندنون
شاخسار فکر پر مضمون کے گل
کھنچتے ہین دل خود بخود اوسکی طرف
شاعری کوئی کہے کیونکر اسے
لایقِ دربار حق تحفہ ہے وہ
لکھا سالِ عیسوی اُمید اللہ نے

مضطر والا گہر کا باصفا
ہین شگفتہ اوسمین کیا کیا دلربا
ہو رہا ہے دل سے اک عالم فدا
یہ تو کوئی واقعی ہے معجزا
نام اسی سے اوس کا ہے نذرِ خدا
معدنِ اوصاف ہے نذرِ خدا ۱۹۱۲ء

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجہ فکر جناب منشی سید اولاد حسین صاحب سجاد ملازم محکمہ اکاونٹنٹ ریلوے پولیس ناگپور سنٹرل پراونس) شاگرد جناب اعتبار الملک خانبہادر حضرت مضطر مصنف

دیوان نذرِ خدا

خواب مین ایک بزرگ نے مجھکو
کی عطا ایک پر فزا تصنیف

دیکھکر جسکو مین ہوا حیران — ہوگئی مجھکو آشنا تصنیف

بیل بوٹے سرورق نازک — نظر آئی تہی خوشنما تصنیف

مین یہ سمجھا کہ حال شادی ہے — کسی با اقتدار کا تصنیف

کھولکر جب کتاب کو دیکھا — حمد خالق تہی جابجا تصنیف

نام نذر خدا ہے نام خدا — بخدا ہے وہ بے بہا تصنیف

کہین خالق کی ہے ثنا مرقوم — کہین ہے نعت مصطفا تصنیف

کہین اسرار عاشق و معشوق — قصۂ حسن عشق تہا تصنیف

کہین پیغام وصل دلبر کے — کہین شکوہ فراق کا تصنیف

کہین شکر لبون کی شیرینی — مصحف رخ کہین بنا تصنیف

کہین شوخیٔ دیدۂ فتّان — دم ابروئے کج ادا تصنیف

کارنامون مین دست و بازو کے — کہین خونریزیٔ حنا تصنیف

کہین اذکار زاہد و ناصح — مے و میکش کا مشغلا تصنیف

کہین اوفتاد۔ اُبھرے جوبنکی — کہین زلفون کا سلسلا تصنیف

سرو قمری کا تذکرہ مذکور — گل و بلبل کا ماجرا تصنیف

الغرض جس کا ذکر ہے اوسمین — ابتدا سے ہے انتہا تصنیف

جب مصنّف کے نام کو دیکھا — ہوگئی دل کا مدعّا تصنیف

میرے اوستاد کا وہ دیوان تہا — نادر و خوب دلربا تصنیف

شاعرون مین ہے افتخار وہ نہین
جو کرے فخر ہے بجا تصنیف

یادگارِ امیر خود اوستاد
مستند با محاورا تصنیف

ہین یہ بعدِ امیر و داغ و جلال
ماہرِ فن فہیم با تصنیف

شاعرِ نامدار ہین انکی
رنگ مین اپنے ہے جدا تصنیف

صبح کو آنکھ جب کھلی میری
چشم و دل مین گئی سما تصنیف

دن کو اوستاد کا ملا نامہ
جس کا ہر ایک لفظ تھا تصنیف

اپنے سجّاد کو کیا تھا رقم
میرا دیوان ہو گیا تصنیف

جا چکا ہے وہ طبع ہونیکو
ہو گی شایع یہ جانفزا تصنیف

فکرِ تاریخ تھی کہ کیا لکھون
مین ہون ذرہ یہ پر ضیا تصنیف

مبتدی ہین وہ منتہی کا کلام
میری تاریخ کیا وہ کیا تصنیف

سنکے ہاتف نے دی یہ فخر صدا
ہو چکا یہ معاملا تصنیف

حرف منقوط مین یہ لکھ ہجری
قابلِ فخر پُر فزا تصنیف
سنہ ۱۳۳۱ھ

دیگر

یہ نذرِ خدا جب بنامِ خدا
پسندیدۂ مصطفا ہو گئی

ملا سال سجّاد کو عیسوی
یہ نذرِ رسول و خدا ہو گئی
سنہ ۱۹۱۲ع

دیگر بحرف منقوطہ

ہزارون مین دیوان یہ فرد ہے
یہ تاریخ منقوطہ ہے عیسوی

جو اب اس زمانے مین اسکا کمان
یہ تحفہ ہے نذر خدائے جہان
۱۹۱۳ع

دیگر سمت ۱۹۶۹

یہ مانا ہزارون ہین دیوان حمید
یہ مضمون دیکھے نہ ابتک سُنے
کہین استعارہ ہے کیا خوب ضم
فصاحت ہی صاف آپ اپنی نظیر

مگر نظم کیا اون کی ایسی ہے واہ
ہراک بات اسکی نرالی ہے واہ
کہین کیسی تشبیہ اچھی ہے واہ
بلاغت نہین مثل رکھتی ہے واہ

یہ تاریخ سمت مین سجاد لکھ
مصنف کی تصنیف غیبی ہے واہ
سمت ۱۹۶۹

دیگر فصلی ۱۳۲۰ بہ حرف منقوطہ

چھین لیتا ہے دل جو حسن کلام
آپ کیئے تو حضرت سجاد
حرف منقوطہ مین ملا فصلی

شیوۂ دلبری اسے کیئے
دلبر شاعری اسے کیئے
تحفۂ مضطری اسے کیئے
۱۳۲۰ ف

تاریخ دیگر ۱۳۲۲ سنہ فارسی

بہ صنعت ترصیع

وہ دیوان ہوا طبع شکر خدا
کہ جس مین ہے حمد خدا بے حساب
نبی بند شین ہین نئی نظم ہے
نئی ہر غزل ہے نئی ہے کتاب
غزل مین نہین کوئی بہرتی کا شعر
مضامین اس کے ہین سب انتخاب
تصانیف مین ہے اسے امتیاز
یہ تصنیف ہے آپ اپنا جواب
عجب نام پیارا ہے اسکو ملا
کہ کہتے ہین نذر خدا شیخ و شاب
خدا نذر مقبول فرمائیگا
صلہ اس کا دینگے رسالتمآب
جو کی فکر تاریخ سجّاد نے
ہوا غیب سے اوس کو تب یہ خطاب

یہ لکھہ فارسی سال ترصیع مین
بدیع و بلیغ و جلی انتخاب
۱۳۲۲ ف

تاریخ دیگر بنگلہ

سنہ ۱۳۱۹ ب

کیا لکھے سجّاد اس دیوان کے وصف
بیمثال و لاجواب و بے بہا
سنہ بنگلہ مین یہ نکلا سال طبع
بے عدیل و بے نظیر و باادا
۱۳۱۵ بنگلہ

قطعہ دیوان نذر خدا از نتیجہ فکر جناب منشی پنڈت شیونا تھ صاحب سپرنٹنڈنٹ کسٹم اینڈ ایکسائز ضلع نرور گوالیار گورنمنٹ شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر

مصنف دیوان نذر خدا

میرے اوستاد حضرت مضطر
عالم و فاضل و فہیم و ذکی
آج ملک گوالیار مین بھی
کون واقف نہین ہے ان سے آج
طبع ہوتا ہے ان کا دیوان اب
آفتاب سپہر علم و کمال
ہے سراسر جو اس مین مدحت حق
اس سمندر کی تھاہ پائے کون
سیر ان مین ہے کیجیے جس کی
ایسا اوستاد بے مثال کہان

نیک دل نیکنام بے ہمتا
ناثر و ناظم و سخن آرا
صاحب جج یہ ہین بفضل خدا
سارے عالم مین ان کا ہے شہرا
چشمۂ فیض کا یہ ہے دریا
ہوتا ہے سیپری سے جلوہ نما
شان کیونکر نہ اسکی ہو اعلیٰ
جس سے نکلے ہین سینکڑون دریا
وہی دکھلائے ایک لطف نیا
نہ سُنا ہے کہین نہ ہے دیکھا

وجد ہوتا ہے سننے والون کو
نکتہ نکتہ مین کنہ وحدتِ حق
جادۂ معرفت ہین سب سطرین
نظر آتا ہے نور مضمون مین
جودتِ طبع دیکھ کر اون کی
یادگارِ زمان ہو یہ دیوان

کیا کلامِ لطیف ہے بخدا
نقطہ نقطہ مین رازِ قدرت کا
صفحہ ہر ایک صبح صدق وصفا
جلوۂ شاہدِ خیالِ خدا
ہو گیا حاسدون کا منہ پھیکا
ہو یہ شاکر کی مستجاب دعا

مستفیض اِس سے سارا عالم ہو
ہو یہ مقبولِ عام "نذرِ خدا"

دیگر قطعہ دعائیہ از نتیجہ فکر جناب منشی پنڈت شیو ناتھ صاحب
سپرنٹنڈنٹ کسٹم اینڈ ایکسائز ضلع نرور گوالیار گورنمنٹ
شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر
مصنّف دیوان نذرِ خدا

واہ کیا دیوان کہا ہے لاجواب
اس کا مصرع ہے ہر اک جادو بھرا

اس کا ہر اک شعر رشکِ بوستان
اس کا ہر اک لفظ تیرِ دلستان

طبع زاد مضطر عالی جناب
نکتہ بین و نکتہ سنج و نکتہ دان

فاضل و فرزانہ و یکتائے دہر
عالم مشہور و استادِ جہان

یہ وہ ہین جو سیند ہیا سرکار ہین
رتبۂ اعلیٰ یہ ہین با عز و شان

ذات سے ان کی حجی کو ہے شرف
عدل سے ان کے رعایا شادمان

شاعری کی ان کے دم سے قدر ہے
انکے دم سے تازہ ہے اُردو زبان

ان کا ہر اک شعر تازہ پھول ہے
گلشنِ تحریر کے ہین باغبان

یا خدا جب تک ہین روشن ماہ و مہر
یا خدا جب تک ہے قایم آسمان

یہ رہین آباد و شاد و تندرست
فیض پائے ان سے ہر پیر و جوان

شاگرد لخستہ کو حاصل رہے
نور فیضِ دید اوستادِ جہان

قطعہ تاریخ نذر خدا از نتیجہ فکر جناب منشی سید محمد حنیف صاحب رزم بلگرامی و شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنّف دیوانِ نذر خدا

اختر نے مجکو خط ہین لکھا ہے بافتخار
اے رزم مستجاب تمھاری دعا ہوئی

"نذر خدا" اشاعت پبلک مین آ گیا
یہ ٹپکے میرے دلکو مسرت سوا ہوئی

اسرار جو خفی تھے وہ سب منجلی ہوئے
کروبیو نین صلّی علیٰ کی پکار ہے
کی ہیں یہ درج طبع نے گوہر فشانیان
تاریخ کی طرف دم جوش نظارگی

کیا فیضیاب دیکھکے خلقِ خدا ہوئی
شکرِ خدا قبول یہ نذرِ خدا ہوئی
گھونگٹ سے یا عروس کوئی رونما ہوئی
مائل جو ای حنیف یہ طبعِ رسا ہوئی

دونو الف پکار اوٹھے واہ وا رے رزم
دم غوب طبع اکیسی یہ نذرِ خدا ہوئی
۱۳۲۶ھ ۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب منشی محمد عبد الحی صاحب شیدا صدیقی بدایونی شاگردِ جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنّف نذرِ خدا

افتخار الشعرا کا ہے کلام
سالِ تاریخ لکھوائے شیدا

کیون نہو زینتِ بزمِ توحید
گلشنِ جنتِ بزمِ توحید
۱۳۳۰ھ

دیگر

دیکھکر دیوان مرے اوستادِ والا قدر کا

شوقِ دلِ بیتاب ہے ذوقِ نظر قربان ہے

واہ کیا بندش ہے۔ کیا مضمون ہے کیا حسنِ کلام

کیا نئی طرزِ ادا ہے کیا نرالی شان ہے

روزمرہ شوخیاں برجستگی شستہ زبان

شاعری وہ شاعری جو شاعری کی جان ہے

راز کی پردہ سرائے شاہدِ حُسنِ کلام

بن سنور کے آج نکلا کیا خدا کی شان ہے

جس کو آنکھیں ڈھونڈھتی تھیں جس کی تھی دل کو طلب

آج وہ پیشِ نظر ہے آج وہ مہمان ہے

اپنے اپنے طور پر سمجھے ہیں رند و پارسا

شاعری کی شاعری ایمان کا ایمان ہے

ہو کے محبوبِ خلائق ہو کے منظورِ نظر

ہو گیا نذرِ خدا یہ بھی خدا کی شان ہے

حُسنِ رنگ آمیزیٔ گلہائے مضمون کچھ نہ پوچھ

باغبانِ گلشنِ فردوس بھی حیران ہے

اس کے قابل مصرعۂ تاریخ رشید اؔ نے کہا

رنگِ محفل اعتبار الملک کا دیوان ہے

۱۳۳۲ھ

ایضاً

اعتبار الملک کا دیوان چھپا | کس زبان سے کیجئے اسکی صفت
فخر شاگردی کا حاصل ہے مجھے | ہین مرے اوستاد والا منزلت
فکر تھی شیدا کو سالِ طبع کی | تھا دماغ و دل سے گرمِ مشورت

عیسوی تاریخ موزون ہو گئی ؛
حمدِ ایزد مہرِ چرخِ معرفت ۱۹۱۲ء

ایضاً

بگڑ جائے گلستان مین ہوائے نغمۂ بلبل | جسے باغ جہان مین رنگِ خوش گفتاری مضطر
بیاضِ حسن مین ہی حسنِ رنگ آمیزی مضمون | سن توشیع شیدا نے کہا گلکاری مضطر ۱۳۳۰ھ

ایضاً

کلامِ اعتبار الملک مضطر | بہارِ باغِ عرفان جانِ توحید
کہو تم مصرعۂ تاریخ شیدا | خوشا آئینۂ کتمانِ توحید ۱۹۱۲ء

ایضاً

فردہ باد اے تشنہ کامانِ شرابِ بیخودی | خوب جی بھر کے پیو ساقی کا اذنِ عام ہے

ہے کلام حضرتِ اوستاد بحرِ بیکران | نکتہ نکتہ اک شرابِ معرفت کا جام ہے

عیسوی مین مصرعۂ تاریخ شیدا نے کہا
محلس افروزِ تجلی گاہِ فیضِ عام ہے
۱۹۱۲ع

ایضاً

خوشا رنگینیٔ گلہائے مضمون | زہے گلدستۂ فکرِ دلاویز
برائے مصرعۂ تاریخ شیدا | سمندِ طبع را چون کرد مہمیز

بدست آمد ز باغِ فکرِ رنگین
گلِ خوش رنگ گلزارِ طرب ریز
۱۹۱۲ع

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب حافظ نبی محمد صاحب جوہر میلاد خوان شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنّف نذرِ خدا

صبا یہ آج ہوا کیون بندھی ہوئی ہے تری | بلند لو نہ تری کیون یہ شان رفعت ہے
یہ کیون زمین پہ نہین پاؤن پاؤن چلتی تو | یہ کیسی تجھکو خوشی ہے یہ کیسی فرحت ہے
ترے دماغ تے کس گل کی آج بو پائی | تری نگاہ مین کس ماہوش کی صورت ہے

یہ کسکے جلوہ نے تجھکو کیا ہے مستانہ
یہ کس کا نور تری آنکھہ کی بصارت ہے

یہ کسکی شکل دلآویز دیکھلی تو نے
جو یہ خوشی ہے تجھے اسقدر مسرت ہے

کچھہ ایسی بادِ صبا سے ہوئین باتین کہین
تو ہنسکے بولی کہ مجھپر خدا کی رحمت ہے

وہ گل نصیب ہوا مجھکو باغِ عالم مین
کہ جسکا نور ز رخ لگاتا وحدت ہے

اوسی کے جلوہ نے مجھکو کیا ہے وارفتہ
اوسکی دید سے پھری یہ غیر حالت ہے

اوسکے باغ کی پھرتی ہون مین ہوا کھاتی
اوسی کا وصل مجھے دوجہان کی دولت ہے

جنابِ حضرتِ مضطر کو دے رہی ہون دعا
اونہین کی ذات سے مجھکو ملی یہ راحت ہے

رہین خدا کرے دل شاد رہتی دنیا مین
کہ اونکے دم سے دل زار کو مسرت ہے

دہرا ہے نذرِ خدا نام اپنے دیوان کا
عجیب نامِ خدا آپکی طبیعت ہے

نہین ہے ایسا کوئی اور دوسرا دیوان
نظیر آپ ہی اپنا وہ فی الحقیقت ہے

ہے حرف حرف سے اوسکی خدا کی شان عیان
ورق ورق مین نمایان خدا کی قدرت ہے

نئی ادا سے نیا بانکپن دکھایا ہے
نئی ہے طرز نئے رنگ کی فصاحت ہے

عجیب بات لکھی ہے جنابِ مضطر نے
کہ اہل وجد کو پڑہنے میں جسکے رقت ہے

کہو یہ مصرعۂ تاریخ اس کا اے جوہر
نہین ہے نذرِ خدا یہ خدا کی رحمت ہے
۱۳۱۳ھ

دیگر

پیشِ نگاہِ شوق ہوا وہ کلامِ پاک
تھے جسکے ذکر پاک سے اوسکا ورد ورد

جوہر یہ عرض کر تو خدا کی جناب مین
اور اس طرح سے بارگہہ کبریا مین کہہ

اے خالقِ سمیع و بصیر و کرم نوازہ
اے مالک و کریم و جہاندار خضر رہ

اے نور بخش انجم و خورشید و ماہتاب
چمکا دے اور حُسنِ بیاضِ فروغ مہ

سنہ ۱۳۳۰ھ

دیگر

شایع ہوا وہ حضرتِ استاد کا کلام
پھرتا تھا جس کے سننے کو ہر شخص کو بکو

جوہر جو فکرِ سالِ اشاعت کی تھی مجھے
اور تھی گُلِ مراد کی ہر سمت جستجو

یکبارگی یہ ہاتفِ غیبی سے کان مین
آئی ندا کہ غنچۂ اُمید و آرزو

سنہ ۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ دیوان نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب عبد الغنی صاحب ملازم رجمنٹ ترپ ہفتم گوالیار گورنمنٹ۔ شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنفہ

دیوان نذرِ خدا

ڈھونڈھنے والی تری نذرِ خدا
اب زمانے کی جستجو نکلی

ہر طرف تیری بات چیت چھڑی
تری چاہت گلی گلی مین ہوئی
تری خواہش تری طلبگاری
سبکے دلکی کلی کھلی تجھسے
تجھسے جسمِ غنی مین جان پڑی

ہر طرف تیری گفت گو نکلی
تیری اُمید کو بکو نکلی
دونون عالم مین چار سو نکلی
تیری اُلفت کی سب مین بو نکلی
آرزو تیری آرزو نکلی

اسے مرے نذر حق تری تاریخ
دل مضطر کی آرزو نکلی
۱۳۲۲ھ

دیگر

طالبو دوڑو خریدو جلد لو
کیون نہ یہ مقبول خاص و عام ہو
فکر جب تاریخ کی مجھکو ہوئی

حضرتِ مضطر کا ہے دیوان چھپا
نام اس دیوان کا ہے نذرِ خدا
غیب سے اوسوقت آئی یہہ ندا

اب غنی دل کو تسلّی ہو گئی
اب علاجِ قلب مضطر ہو گیا
۱۳۲۳ھ

دیگر

ہوئی نذرِ خدا سے جبکو کچھہ دل بستگی حاصل

اوسکے واسطے بیشک بہارِ باغ جنت ہے

غنی اِس فکر مین تہا ہین کہ سال طبع کیا لکھون

پکارا ہاتفِ غیبی چراغِ طبع راحت ہے
۱۹۱۲ء

دیگر

چھپگیا دیوان مرے اوستاد کا
کیون نہ ہو محبوبِ دل محبوب طبع

مصرعہ تاریخ یہہ لکھو غنی

نورِ چشم خلق اور مرغوبِ طبع
سنہ ۱۳۳۰ھ
سنہ ۱۳۳۰ھ

دیگر

نذرِ خدا تو واقعی شمع شب اُمید ہے
نذرِ خدا تو واقعی جلتا ہوا چراغ ہے

دیکھہ تیری چمک وہ مک نجم فلک ہین منفعل
دیکھہ کے تیری روشنی چاند کے دلپہ داغ ہے

واقعی تیرا دیکھنا نورِ نگاہ ناز ہے
واقعی تیری سیر مین خطِ بہار باغ ہے

قلب غنی کے واسطے تو ہے قرار کا سبب

جانِ غنی کے واسطے لطف بہار باغ ہے
سنہ ۱۳۳۰ھ

دیگر

ہے تو اے نذرِ خدا محبوب جان محبوب دل
ہے تو ای نذرِ خدا محبوب دل محبوب جان

تازگی ہوتی ہے دو نو کو ترے دیدار سے
ہے تو بیشک بر ملا محبوب دل محبوب جان

جان و دل دونو کی گھر روشن ہین تیری نور سے
تو ہے دونو کی ضیا محبوب دل محبوب جان

جان بہی تیری سہارے دل بہی تیری آسرے
جان و دل کا آسرا محبوب دل محبوب جان

مصرعۂ تاریخ طبع اسطرح لکہو غنی
کیون نہو نذرِ خدا محبوب دل محبوب جان

قطعہ تاریخ دیوان نذر خدا از نتیجہ فکر منشی قاسم علیخان صاحب قاسم شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر

حضرت مضطر مصنف دیوان نذرِ خدا

لکھا اور کر دیا نذرِ خدا دیوان جو مضطر نے
زمانہ مین ہوئی شہرت کہ راہِ حق کا سودا ہے

نہ کانون نے سنا ایسا نہ آنکھون نے کبھی دیکھا
نرالی طرز ہے اسکی تو مضمون بہی نرالا ہے

ہر اک مصرعہ سے جاری ہین جو نہرین آبِ رحمت کی
ہر اک صفحے سے دیکھو موجزن عرفان کا دریا ہے

اسی مضمون مین مخفی جذبِ مقناطیس کو دیکھا

اسے پڑہتے ہین جب عاشق تو دل بیطرح کہنچتا ہے
مرادِ دو جہان ملتی ہے ذکرِ حق کے کرنے سے
جسے ہوتا ہے کچہہ حاصل اسی رستے سے ہوتا ہے
ہوا اعجاز حاصل ہے یہ صدقہ حمدِ یزدان کا
زبان پر سارے عالم مین اسی دیوان کا چرچا ہے
عجب طرزِ سخن ہوتی ہے اربابِ فصاحت کی
بلاغت داد دیتی ہے کہ ہر اک شعر یکتا ہے
دکہائی ہے کہین کچہہ بے ثباتی دارِ فانی کی
زمانہ کی بقا گویا مثالِ موجِ دریا ہے
کہین مضمون نرالے ہین خدا کی شانِ وحدت کے
پڑہو جب غور سے دیکہو کہ قدرت کا تماشا ہے
اوسی کی شان قدرت ہے کہ جسکی حمد لکہی ہے
اوسی کا فیض جاری ہے کہ وہ فیاض یکتا ہے
بنایا گلشنِ وحدت سے گلدستہ فصاحت کا
چمن نذرِ خدا کا شکر ہے کیا خوب پہولا ہے
اگر کچہہ منہ سے کہتا ہون شریعت مانع آتی ہے
سنبہلنا شوقِ دل رازِ حقیقت دیکہہ کہلتا ہے

بس اسکو یونہی رہنے دے کہ گنجینہ ہے وحدت کا
ہے قاسم مسئلہ نازک یہان چپ رہنا زیبا ہے
لکھون تاریخ اسکی فکر جب لاحق ہوئی قاسم
تو اکر شوق دل سے ہاتفِ غیبی سناتا ہے
قبولِ خالقِ یکتا ہوا یہ صدیہ مضطر کا
جو اوس نے ذوق دل سے حمد مین دیوان لکھا ہے
ملائک ذکرِ حق مین عرش پر یہ حمد پڑھتے ہین
خدا کی شان مین حورون کا بھی یہ ہی وظیفا ہے
دماغ قدسیان بھی ہے معطر اس کی خوشبو سے
بہار گلشن توحید اب کہیئے تو زیبا ہے
۱۳۳۱ھ

قطعہ تاریخ دیوانِ نذرِ خدا - از نتیجہ فکر جناب منشی عنایت علی صاحب عاشق گوالیاری شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف دیوان نذرِ خدا

واقعی نذرِ خدا تو نذرِ حق ہے بیگمان
واقعی ہے شان تیری ایک شانِ لاجواب
واقعی تیری ادا ہے اک ادائے دلفریب
واقعی تیرا بیان ہے ایک بیانِ لاجواب

تیری ہر ہر بات فخرِ مہ جبینانِ جہان
تیرا ہر ہر حرف رشکِ گلرخانِ لاجواب

تیرا ہر انداز اک اندازِ معشوقانہ ہے
تیری ہر اک داستان ہے داستانِ لاجواب

سامنے تیرے خجل ہین گلبدن گل پیرہن
تیرے آگے منفعل ہین شاہدانِ لاجواب

تو ہی کچھہ دیگا تسلّی جانِ مضطر کو مری
تو کریگا چارۂ دردِ نہانِ لاجواب

اہلِ بینش کیلئے تو ہے فضائے کوہ طور
اہلِ دانش کیلئے تو ایک کانِ لاجواب

حضرتِ مضطر کے دستِ جود و بخشش کے سبب
مجھکو حاصل ہوگئی یہ عزّ و شانِ لاجواب

واہ رے اوستاد تمکو آفرین صد آفرین
خوب لکھّی ہے یہ تمنے داستانِ لاجواب

ہے بیانون مین تمہارا ہی بیانِ بے مثال
ہے زبانون مین تمہاری ہی زبانِ لاجواب

ہرادا دل کھینچنے والی ہے اس دیوان کی
دل لبھانے والا اس کا ہر بیانِ لاجواب

دیکھلے اس کو تو اسکندر بھی آئینہ بنے
بھول جائے اپنی ساری داستانِ لاجواب

سن لے یہ نالے تو بُلبُل چہچہانا بھولجائے
دم بخود رہجائے سُنکر یہ فغانِ لاجواب

قلبِ مضطر کے لئے وجہ تسلی ہے یہی
جانِ عاشق کیلئے ہے ارمغانِ لاجواب
۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب منشی محمد بدر الحسن صاحب بدایونی شاگرد جناب شیدا بدایونی - المتخلص بہ بدر

نہین یہ مضامین پیراستہ
انہین تم تو حورون کی محفل کہو

اگر فکر ہے سالِ تاریخ کی
تو اے بدر رحمخانۂ دل کہو

دیگر

کلامِ افتخارِ شاعران اے بدر گر دیکہین | یقینا فخر گیتی اسکو اہلِ دید کہہ نکلین

مے وحدت کے متوالے جو دیکہین چشمِ حق بین سے
بیاضِ دیدۂ آئینۂ توحید کہہ نکلین

قطعہ تاریخ دیوانِ نذرِ خدا از نتیجۂ فکر جناب منشی واحد علی

صاحب آزاد جنرل مرچنٹ لشکر گوالیار

قطعہ

کتنی جلدی ہوا عزیز جہان | مرحبا کیا کلام مضطر ہے
فکر تاریخ جب ہوئی مجہکو | کہا ہاتف نے کیون مکدر ہے

فکر عقبیٰ کی ہے تو اے آزاد
توشۂ آخرت میسر ہے

تقریظ منظوم از نتیجہ فکر عالیجناب نواب محمد خضر علی خان صاحب ناکام رئیس مراد آباد - شاگرد جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر مصنف

دیوان نذر خدا

میرے استاد کا دیوان چھپا ہے ناکام
جسکو سب اہل جہان نذر خدا کہتے ہین

جن کے دل درد محبت سے دکھے ہین برسون
وہ اسے کاہش پنہان کی دوا کہتے ہین

گرمی سوز تپ عشق کے سب جلنے والے
اسکو جنت کے گلستان کی ہوا کہتے ہین

نزع ناکامی حسرت کے سسکنے والے
بیگمان نسخۂ درمان شفا کہتے ہین

جن کے دل اوٹھ گئے دنیا سے وہ سب اہل خیال
اس کو عقبے کے نتیجہ کا مزا کہتے ہین

نغمۂ وحدتِ معبود سنا جاتا ہے
سب اسے عالمِ عرفان صدا کہتے ہین

جلوۂ معنیٔ برحق پہ نظر ہے ہم کو
ہم تو ناکام اسے شانِ خدا کہتے ہین

قطعہ من تصنیف جناب اعتبار الملک خان بہادر حضرت مضطر اقتدار جنگ ڈسٹرکٹ جج و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ درجہ اول گوالیار گورنمنٹ مصنف دیوان نذر خدا

گلشنِ عالم سے مضطر جا بسے وا ے جب گئے
اونمین ایسے بھی بہت تھے جو وفا سیکھ چلے

اور ایسے بھی بہت تھے جو فنا شوق سے
جانِ دیگر ذوق دید کبریا لیکر چلے

اور ایسے بھی بہت تھے جو بدرگاہِ خدا
اس جہان سے شکوہ جورِ قضا لیکر چلے

ان مین ایسے بھی بہت تھے جو فنا پاس سے
اپنی ناکامی کا غم سب سے الگ لیکر چلے

کچھ سبھی ایسے نہین تھے بلکہ کچھ ایسے بھی تھے
اپنی بخشش کو جو زہد و اتقا لیکر چلے
بلکہ کچھ ایسے بھی تھے جو اپنی عمرین کاٹ کر
توشۂ طرز عبادت بر ملا لیکر چلے
کچھ سبھی ایسے نہین تھے بلکہ کچھ ایسے بھی تھے
اپنے سینہ مین جو قلب حق نما لیکر چلے
اور بہت ایسے بھی تھے [illegible] اپنے قلب زار کو
یادگار خنجر [illegible] جفا لیکر چلے
اون مین کچھ ایسے بھی تھے [illegible] جہان سے مرتے دم
اپنے دل مین داغ ہجر اقربا لیکر چلے
بلکہ کچھ ایسے بھی تھے جو چھوٹے بچے چھوڑ کر
صدمۂ اہل و عیال بینوا لیکر چلے
اور کچھ ایسے بھی تھے جو اسم ور اہ عشق مین
دل مین پنہان داغ وصل دلربا لیکر چلے
کچھ سبھی ایسے نہین تھے بلکہ کچھ ایسے بھی تھے
جو یہان سے زندگانی کا مزا لیکر چلے
اور کچھ ایسے بھی تھے جو آتے ہی رخصت ہوئے